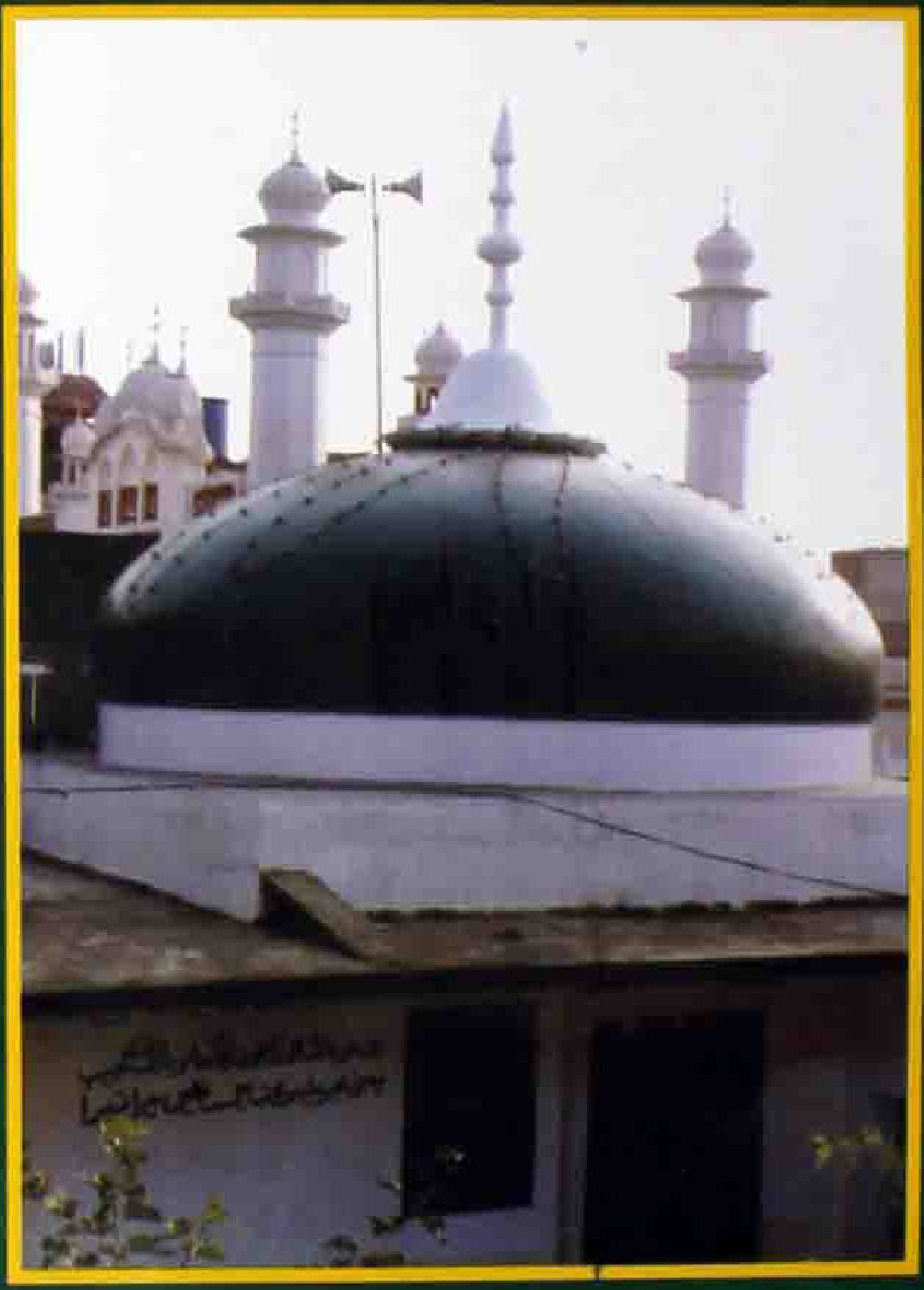

حیات واحوال

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین نقشبندی مجددی

(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضاء لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

حیات واحوال

جامع عصر، قطب الاقطاب، امام الاولیاء

حضور قبلہ عالم

حضرت مولانا پیر محمد حسین نقشبندی مجددی

پسروری ثم سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تصنیف و تلخیص

صاحبزادہ عبدالحمید آفندی، سجادہ نشین

دربارِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، ملحقہ جامع مسجد اعواناں

رنگپورہ شریف، سیالکوٹ

Marfat.com

نام کتاب۔۔۔۔۔حیات و احوال حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ

تصنیف۔۔۔۔۔۔۔عبدالحمید آفندی

معاونین

محترم حافظ محمد اکرم مجددی

عرفان احمد صدیقی

محترمہ رفیعہ اکرام

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔عرفان احمد صدیقی

طابع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ناشر

مکتبہ مولانا محمد حسین پسروری

رنگپورہ' سیالکوٹ

Marfat.com

هدیہ تبریک

مع الاخلاص

من صاحبزادہ عبدالحمید افندی

۹ شوال ۱۴۲۶ھ
۱۲ نومبر ۲۰۰۵م

انتساب

حضور حضرت خواجہ خواجگان باباجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرات مکرم حضرت پیر سید جماعت علی شاہؒ علی پوری

حضور سلطان العارفین حافظ فتح الدین صاحبؒ

جن کی مبارک وموقر

صحبتیں حضرت پسروریؒ کو قدم قدم پر میسر رہیں

Marfat.com

ابتدائیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

میں تو کسی کا نقشِ قدم بن کے مِٹ گیا
مجھ سے نہ پوچھئے کہ گیا کارواں کہاں

ایک عرصہ سے یہ خواہش دل میں مچل رہی تھی کہ امام الاولیاء، قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح لکھنے اور شائع کرنے کے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں مگر ایک عرصہ تک جدہ کے ہنگامہ خیز دور میں مقیم رہنے اور کچھ ملازمتی اور دیگر مجبوریوں سے یہ خواہش تکمیل کے مراحل طے نہ کر سکی جدہ سے پاکستان واپسی ہوئی تو پھر یہ فرض ادا کرنے کے لیے طبیعت مچلنے لگی۔ کچھ اہل قلم نے معاونت کا یقین دلایا مگر بوجوہ وہ بھی یہ فریضہ ادا نہ کر سکے۔ گاہے گاہے اخبارات و رسائل میں حضرتؒ کے متعلق مضامین ضرور شائع ہوتے رہے مگر یہ کوئی مربوط سلسلہ نہ تھا۔ میں چاہتا تھا کہ ایک نظم و ضابطہ کے تحت حضرتؒ کے شایانِ شان اُن کی سوانح مرتب کی جائے۔ مگر یہ کام جسقدر ضروری تھا اُسی قدر مشکل بھی تھا اس لیے کہ حضرتؒ کی حیاتِ مبارکہ کی داستانیں ضلع سیالکوٹ کے اطراف و کنار اور دیہات تک اُن عقیدت مندوں تک پھیلی ہوئی تھیں اور چالیس، پچاس سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد اُن عقیدت مندوں میں بہت سے راہی ملک عدم ہو چکے تھے لہذا حضرتؒ کے سوانح واحوال لکھنے کا زیادہ بوجھ فقیر ہی کو برداشت کرنا پڑا۔ کئی سالوں کی محنت شاقہ، دوست احباب کے مشوروں اور بزرگوں میں سے باقیات کے ساتھ مسلسل روابط بہرحال مفید رہے اور خدا کا شکر ہے کہ میں اس ضروری فرض سے سبکدوش ہو رہا ہوں۔۔۔۔۔۔ گو میں دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ یہ سوانح ابھی مکمل نہیں۔

اس مجموعہ کے مرتب کرنے میں جن حضرات نے بھی تعاون فرمایا میں اُن کا صدق دل سے مشکور ہوں۔

Marfat.com

اس دور میں جبکہ روحانی اور اخلاقی اقدار بہت حد تک ناپید یا متاثر ہو رہی ہیں' ضروری ہے کہ بزرگان دین اور عظیم روحانی شخصیات کے تذکروں سے دلوں کی اُجڑی بستیوں کو آباد کیا جائے اور اس سلسلہ کی اشاعت کو زیادہ سے زیادہ وسعت دی جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان انعام یافتہ لوگوں کی پاکیزہ سیرت کو سمجھا جائے۔ اسی فکر اور جذبہ کے پیش نظر یہ عاجزانہ کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول و مقبول فرمائیں۔ مجھے اُمید ہے کہ دوست' احباب' حضرتؒ کے عقیدت مند و مریدین میری اس عاجزانہ پیشکش بلکہ خراج عقیدت کو پسند فرمائیں گے اور اپنے تعاون اور دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

و ما توفیقی الّا باللہ العلی العظیم

گدائے کوچہ الفت

(صاحبزادہ) عبدالحمید آفندی

(حالِ مقیم) 136 شیر شاہ بلاک ' گارڈن ٹاؤن ' لاہور

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
123	جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ	01	اَلحمد
138	کشف و کرامات	02	درود تاج شریف
156	آراء	05	ذکر مبارک نبی کریم ﷺ
161	اقوال زریں	13	حضور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
163	اولاد ذی وقار	21	حضور سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ
166	سفر آخرت	28	حضور سیدنا شاہ نقشبند رضی اللہ عنہ
174	سوز و گداز	40	حضور سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
191	مولانا نور احمد پسروری رحمۃ اللہ علیہ	54	حضور سیدنا خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ
199	مولانا محمد بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ	61	حضور سیدنا باباجی فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ
209	کچھ اپنے بارے میں	70	حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ
211	تعمیر مزار شریف	74	خاندانی پس منظر اور ابتدائی حالات
216	شجرہ شریف	83	تعارف حضور خواجہ حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ
220	طریق ختم شریف	93	خدمت مرشد و عطائے خلافت
221	اسمائے پیران نقشبندیہ مجددیہ	102	دربار عالیہ چورہ شریف سے وابستگی
223	افادات	108	سفر حج
	چند نایاب عکس	115	سفر زیارات
		118	قیام پاکستان اور حضور قبلہ عالمؒ کی خدمات

Marfat.com

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری

Marfat.com

صاحبزادہ عبدالحمید آفندی صاحب (گدی نشین)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ☆
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ☆ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ
نَسْتَعِیْنُ ☆ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ☆ صِرَاطَ
الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ☆ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ
وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ☆

﴿آمِیْنَ﴾

Marfat.com

درود تاج

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَنَدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ رَسُوْلِنَا وَ رَحِیْمِنَا
وَ کَرِیْمِنَا وَ شَفِیْعِنَا وَ مَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ
وَالْمِعْرَاجِ وَ الْبُرَاقِ وَ الْعَلَمْ ط دَافِعِ الْبَلَآءِ وَ الْوَبَآءِ
وَالْمِحْنَةِ وَالْاَعْدَآءِ وَ الْقَحْطِ وَ الظُّلْمِ وَ الطَّعْنِ وَ الطَّاعُوْنِ
وَ الْاَوْجَاعِ وَ الْمَرَضِ وَ السُّقْمِ وَ شِدَّةُالْکَرْبِ وَ الْاَلَمِ ط
اَلَّذِیْ اِسْمُهٗ مَکْتُوْبٌ مَّرْقُوْمٌ مَّرْفُوْعٌ مَّحْفُوْظٌ مَّشْفُوْعٌ
مَنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَ الْقَلَمْ ط سَیِّدِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ ط
جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّعَنْبَرٌ مُّنَوَّرٌ فِی الْحِلِّ وَ الْبَیْتِ
وَ الْحَرَمِ ط صِفَتُهٗ مَکْتُوْبٌ فِی التَّوْرَاتِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الزُّبُوْرِ
وَ الْفُرْقَانِ الْاَعْظَمِ ط شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ الْعُلٰی
نُوْرِ الْهُدٰی کَهْفِ الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط جَمِیْلِ الشِّیَمِ ط
شَفِیْعِ الْاُمَمِ ط صَاحِبِ الْجُوْدِ وَ الْحَیَاءِ وَ السَّخَآءِ وَ
الْفَضْلِ وَ الْکَرَمِ ط وَ اللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَ جِبْرِیْلُ خَادِمُهٗ وَ
الْبُرَاقُ مَرْکَبُهٗ وَ الْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی مَقَامُهٗ وَ

Marfat.com

قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی مَطْلُوْبُهٗ وَ الْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ
وَالْمُقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ وَالْمُوْجُوْدُ مَعْبُوْدُهٗ وَالْمَعْبُوْدُ رَبُّهٗ وَ
السَّكِیْنَةُ لِبَاسُهٗ وَ الْبِرُّ شِعَارُهٗ وَ التَّقْوٰی ضَمِیْرُهٗ وَ الْحِكْمَةُ
مَعْقُوْلُهٗ وَ الصِّدْقُ وَ الصَّفَاءُ طَبِیْعَتُهٗ وَ الْعَفْوُ وَ الْمَغْفِرَةُ وَ
الْمَعْرُوْفُ خُلْقُهٗ وَ الْعَدْلُ سِیْرَتُهٗ وَ الْحَقُّ شَرِیْعَتُهٗ وَ الْهُدٰی
اِمَامُهٗ وَ الْاِسْلَامُ مِلَّتُهٗ وَ اَحْمَدُ اسْمُهٗ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتِمِ
النَّبِیّنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحَةِ
الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ السَّالِكِیْنَ
مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَ الْغُرَبَآءِ وَ الْیَتٰمٰی
وَالْمَسَاكِیْنِ ط سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَ
سِیْلَتِنَا اِلَی اللّٰهِ فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ
رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ الْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ سَیِّدِ نَا الْحَسَنِ وَ سَیِّدِنَا
الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَوْلٰینَا وَ مَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ
سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٌ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ ط

یٰاَیُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ

بَلَغَ الْعُلٰی بِكَمَالِهٖ   كَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ   صَلُّوْ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ

Marfat.com

وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً ط

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

☆ درود تاج ویسے تو کافی مشہور ہے لیکن یہ نسخہ خاص قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کا اضافوں کے ساتھ مرتب کردہ ہے۔

Marfat.com

ہزار بار بشویم دہن زمُشک و گلاب
ہنوز نام تُو صلی اللہ علیہ وسلم گفتن کمال بے ادبی ست

Marfat.com

ذکرِ مبارک

حبیب خدا ، رحمۃ للعالمین ، خاتم النبیین ، سرورِ انبیاء

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیۡبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ بَارِکۡ وَسَلَّمۡ

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ

اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا

'' حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے کہ ایک روز جبرئیل امین بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی بیشک آپ کا رب فرماتا ہے اگرچہ میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا ہے لیکن آپ کو میں نے اپنا حبیب بنایا ہے میں نے آج تک کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو آپ سے زیادہ مکرم ہو۔ میں نے دنیا اور اس کے رہنے والوں کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ میں آپ کی کرامت اور آپ کے درجۂ رفیعہ سے ان کو آگاہ کروں۔ اگر آپ کی ذات نہ ہوتی تو میں دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا۔ ''

حوالہ

Marfat.com

'' جاننا چاہیے کہ پیدائش محمدی تمام افرادِ انسان کی طرح نہیں بلکہ افرادِ عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں' جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا 'خُلِقْتُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ '' کشف صریح سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش اس امکان سے ہوئی ہے' جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے نہ کہ اس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے۔ ممکنات عالم کے صحیفہ کا خواہ کتنا ہی باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے لیکن آنحضرت کا وجود مشہود نہیں ہوتا بلکہ ان کی خلقت و امکان کا منشاء عالم ممکنات میں ہے ہی نہیں کیونکہ یہ عالم اس سے برتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا۔ نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے اور جب جہان میں ان سے لطیف کوئی نہیں تو پھر ان کا سایہ کیسے متصور ہو سکتا ہے ''

(مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

حوالہ

Marfat.com

نبی کریم ﷺ سراپا چہرہ ہیں اور ہر سمت سے آپ دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر جانب سے آپ کو خبردار رکھتا ہے۔ قیامت میں لوگ آپ کے منصب کو سمجھیں گے ' آپ کے ارشاداتِ عالیہ کے منتظر رہیں گے اور آپ کے ہر لفظ پر کان دھریں گے۔ نبی کریم ﷺ کا علوم میں یہ مقام ہے کہ آپ کے دائرۂ معلومات نے اللہ تعالیٰ کے ہر جاننے والے کی معلومات کا احاطہ کیا ہوا ہے ' خواہ وہ آپ سے پہلے ہوں یا پچھلے۔ آپ کی اور آپ کے غلاموں کی ہر منزل ایسی شاندار خوشبو سے عطر بیز ہے جس میں نہ کسی کے تصرف کو دخل ہے اور نہ کوئی عمل کرنے والا ان میں ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ فخرِ دو عالم ﷺ کے کمالاتِ عالیہ چھ خصوصیات پر مشتمل ہیں ' جو آپ سے پہلے کسی نبی کو مرحمت نہیں فرمائی گئیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں ' اس سے اجناسِ عالم مراد ہیں ' تا کہ دنیا والوں کی ذاتی طلب کے مطابق آپ نکال کر عطا فرماتے رہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں مرحمت فرمائی گئیں تو ہم نے جان لیا کہ آپ ان کی حفاظت کے اہل اور حاجت مندوں کی ضروریات سے خبردار ہیں۔ پس دنیا میں جو بھی کسی کو رزق ملتا ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بغیر واسطے کے اللہ تعالیٰ کسی کو مرحمت نہیں فرماتا ' کیونکہ کنجیاں ان کے ہاتھ میں دی ہیں ' جیسے غیب کی کنجیاں اللہ رب العزت کے ساتھ خاص ہیں ' انھیں سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اسی طرح سرورِ کون و مکاں ﷺ کو یہ خاص الخاص منصب رفیع عطا فرمایا کہ آپ کو (زمین کے) خزانوں کی کنجیاں مرحمت فرمائی گئی ہیں۔ ''

(فتوحات مکیہ از شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ)

حوالہ

Marfat.com

کوئی ثانی ہے تمہارا نہ خدا کا ہے شریک
جیسے یکتا ہے خدا ویسے ہی یکتا تم ہو

کوئی مخلوق ایسی نہیں جس سے حضور پاک ﷺ کی مدحت کا حق کماحقہٗ ہو ادا ہو سکے۔ یہ خود خدائے بزرگ و برتر ہی جانتا ہے کہ اس کے حبیب پاک ﷺ کے کیا مراتب ہیں' کیا شان مبارک ہے۔ ہم جیسے ناقصوں اور گناہگاروں سے یہ گراں بار کہاں اٹھ سکتا ہے' کیونکہ اس مبارک ذکر میں تو عرش و کرسی ' زمین و آسمان ' نباتات و جمادات ' انسان و حیوان ' جن و ملک ' ہر جز و کل غرض کہ ہر شے مصروف نظر آتی ہے۔ حقیقت حال تو یہ ہے کہ ہر پیدا کی گئی شے کو اس در سے نسبت حاصل کرنے کی خواہش ابدی عنایت کی گئی ہے ' خواہ وہ کھجور کا تنا ہے کوئی حیوان ہے یا راہ کے سنگ ریزے۔ اور جس کو اس در سے نسبت حاصل ہو جائے وہی کامیاب' وہی مقرب بارگاہ الٰہی' وہی خدائے بزرگ و برتر کی رضا کا سزاوار ٹھہرتا ہے۔ یہ کائنات اور اس کائنات کی تخلیق حضور ﷺ کے ہی صدقے ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ خود اپنے حبیب کو باعث تخلیق کائنات قرار دیتا ہے۔ پھر وہ ہستی جو باعث تخلیق کائنات ہے' جن کے نور کا اظہار ہی کائنات کی تخلیق کی وجہ ٹھہری اس عظیم ہستی کی تعریف و توصیف مخلوق کے بس کی بات کہاں۔۔۔۔۔۔؟

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے مرتبے و شان کا بیان خوب سے خوب انداز میں کیا ہے اور کیوں نہ ہو کیونکہ بات محبوب و محبّ کی ہے۔

کسی جگہ پر ارشاد ہوتا ہے

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے

اور کہیں

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ج

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا

Marfat.com

پھر کسی مقام پر حضور نبی کریم ﷺ کو نور اور روشن چراغ قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ط

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا☆ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا☆

بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب

اور پھر کہیں پر یوں بھی فرمایا

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا

اور کہیں حضور ﷺ کی شان پاک کا یوں بھی تذکرہ فرمایا جاتا ہے

وَ الَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ☆

اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں

اور پھر اس اعزاز کا ذکر یوں ہوتا ہے

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ☆

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا

Marfat.com

کرلائیں

اور کہیں پیار کا اظہار یوں ہوتا ہے

لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ☆

اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ☆ وَ اَنْتَ حِلٌّ م بِھٰذَا الْبَلَدِ ☆

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو

وَالضُّحٰی ☆ وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی ☆

قسم ہے چہرۂ انور اور زلفِ عنبریں کی جبکہ وہ ڈھلک کر آ جائے *(تفسیر از قاضی ابوالفضل عیاض)

وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ☆

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ☆

اور بے شک تمہاری خُو بُو بڑی شان کی ہے

وَ اصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا

اور آپ صبر فرمایئے اپنے رب کے حکم سے پس آپ بلا شبہ ہماری نگاہوں میں ہیں *

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے

فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ ص وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ج

تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی

Marfat.com

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ

اگر تم محبوب کی مدد نہ کروتو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی

وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ☆

اور اللہ کا (اے محبوب) تم پر بڑا فضل (فضل عظیم) ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ

وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ☆

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اس غیب بتانے والے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والوں تم بھی

ان پر درود اور خوب سلام بھیجو

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰٓی اٰلِهٖ بِقَدْرِ حُسْنِهٖ وَ جَمَالِهٖ

'' حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس روز اللہ تعالی اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو ایک منادی کرنے والا بلند آواز سے اعلان کرے گا: کہاں ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ اور کہاں ہے ان کی امت۔۔۔

میں کھڑا ہو جاؤں گا' میری امت میرے پیچھے پیچھے ہوگی' ان کی پیشانیاں اور ان کے پاؤں وضو کے اثر سے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ہم سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے ہیں اور ہمارا سب سے پہلے حساب ہوگا۔ اور امتوں کو حکم ہوگا کہ وہ ہمارا راستہ خالی کردیں۔ میری اور میرے غلاموں کی یہ عزت افزائی دیکھ کر ساری امتیں حیران و ششدر ہو جائیں گی اور کہیں گی یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سارے انبیاء ہیں۔ ''

Marfat.com

و ثانی اثنین فی الغار المنیف و قد

وہ غار شریف میں دو میں کے دوسرے تھے اس حال میں

طاف العدوبه اذ صاعد الجبلا

کہ دشمن پہاڑ پر چڑھ کر ان کے گرد پھرا

و کان حِبّ رسول اللّٰه قد علموا

وہ رسول اللہ کے محبوب تھے لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ

من البریة لم یعدل به رجلا

رسول اللہ نے خلق میں سے کسی کو آپ کے برابر نہیں فرمایا

(حضرت حسان بن ثابتؓ)

Marfat.com

ذکرمبارک

امام الصادقین، سید العاشقین

حضور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پہلے خلیفہ برحق اور مبشر بالجنتہ اور افضل البشر بعد الانبیاءؑ ہیں۔ اور آپ نے علوم ظاہری اور باطنی حضرت سید الاولین و الآخرین ﷺ سے حاصل کیے۔ شجرہ طیبہ نقشبندیہ آپؓ سے شروع ہوتا ہے۔ آپؓ کو جو مراتب اور مدارج اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائے دوسرے صحابہ کرام کو بہت ہی کم عطاء ہوئے ہیں۔ آپؓ کے فضائل میں قرآن پاک میں کئی آیات وارد ہوئی ہیں۔

اِلَّا تَنصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِىَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبة ٤٠)

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لیجانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اس آیت میں بالاتفاق صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

وَ الَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ☆ (الزمر ۳۳)

اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں

اس آیت میں بقول حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جو سچی بات لے کر آئے وہ نبی ﷺ ہیں۔ اور جس نے تصدیق کی وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ☆ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ☆ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ☆

Marfat.com

اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِ الۡاَعۡلٰی ☆ وَ لَسَوۡفَ یَرۡضٰی ☆ (الیل ۱۷ ۔ ۲۱)

اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا

یہ آیتیں بالاتفاق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

ان میں صراحت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اتقی ہیں' جو اتقی ہو وہ اللہ کے نزدیک اکرم ہے۔اور جو اکرم ہو' وہ افضل ہوتا ہے۔پس ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ باقی امت سے افضل ثابت ہوئے۔

آیات قرآن کریم کے علاوہ آپؓ کے مناقب میں احادیث بھی بکثرت آئی ہیں۔چنانچہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا

☆ اگر ابوبکر کے ایمان کا تمام جن وانس کے ایمان کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ابوبکر کے ایمان کا پلّہ بھاری رہے گا۔انبیاء کو چھوڑ کر۔

☆ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مسجد (نبوی) میں سوائے ابوبکر کے کسی کی کھڑکی باقی نہ رکھو۔

☆ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں جب مجھے (معراج کے لیے) آسمان کی طرف اُٹھایا گیا تو میں نے ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا پایا۔اور ابوبکر صدیق میرے پیچھے تھے

(الصواعق المحرقہ مطبوعہ مصر ص۷۴)

☆ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کسی آدمی کا مجھ پر احسان باقی نہیں ہے جس کا میں نے بدلہ نہ دیا ہو سوائے ابوبکر کے کہ اس کا مجھ پر ایسا احسان ہے جس کی جزا اللہ تعالی ہی دے گا۔

☆ آں سرور ﷺ فرماتے ہیں مجھے ابوبکر کے مال نے جو فائدہ پہنچایا کسی شخص کے مال نے وہ نفع نہیں دیا اگر میں خدا تعالی کے سوا کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔

☆ حضرت پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا جو شخص دوزخ سے آزاد آدمی کی طرف دیکھنا چاہتا ہے وہ ابوبکر بن ابوقحافہ کے چہرہ کی طرف دیکھ لے۔

Marfat.com

☆ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کوئی چیز ایسی اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں نہیں ڈالی جس کو میں نے ابوبکر کے سینہ میں نہ ڈال دیا ہو۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ آپ کو ضمنیت کبرٰے حاصل تھی۔ ضمنیت سے مراد یہ ہے کہ ایک ولی دوسرے کے ضمن میں ہو۔ پس جو کمال پہلے کو حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا بے اختیار اس میں شریک ہوتا ہے۔ جس طرح بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو اپنے پیٹ میں لے لیتی ہے۔ جس جگہ وہ سیر کرتی ہے' چھوٹی بے اختیار اس سیر میں شریک ہوتی ہے۔ اگر ایک ولی کی ضمنیت دوسرے ولی کو حاصل ہو تو اسے ضمنیت صغرٰی کہتے ہیں۔ جس ولی کو رسول اللہ ﷺ کی ضمنیت حاصل ہو اسے ضمنیت کبرٰے بولتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ضمنیت کبرٰے حاصل تھی۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث مبارک میں بیان فرمایا گیا ہے۔

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال تمام خرچ ہو گیا اور ان پر فقر نے غلبہ پایا۔ تو ایک روز بجائے کرتہ کے ایک کمبل کو ایک خلال سے مربوط کر کے گلے میں ڈال کر کے آنحضرت ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) باوجود اس قدر مالداری کے ابوبکر کا کیا حال ہو گیا کہ فقیری کا لباس پہنے بیٹھا ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جواب دیا کہ اس نے اپنا تمام مال مجھ پر اور راہ خدا میں خرچ کر دیا اور مفلس ہو گیا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ نے ابوبکر کو سلام بھیجا ہے۔ اور ان سے دریافت فرماتا ہے کہ بتاؤ اس فقر میں تم مجھ سے راضی ہو یا کچھ کدورت رکھتے ہو؟ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وجد کی حالت طاری ہو گئی اور جواب میں عرض کیا کہ میں اپنے پروردگار سے کس قسم کی کدورت رکھ سکتا ہوں ؟ اور بار بار یوں نعرہ مارتے تھے:

انا عن ربی راض انا عن ربی راض

میں اپنے رب سے راضی ہوں ' میں اپنے رب سے راضی ہوں

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے مجھے اپنے سرہانے بٹھایا اور فرمایا اے علی!

Marfat.com

جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اس ہاتھ سے غسل دینا جس سے تم نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تھا اور مجھے خوشبو لگانا اور مجھے حضور ﷺ کے روضہ اقدس کے پاس لے جانا ' اگر تم دیکھو کہ دروازہ کھول دیا گیا ہے تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ واپس لا کر عامۃ المسلمین کے قبرستان میں دفن کر دینا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل اور کفن دیا گیا اور میں نے سب سے پہلے روضہ رسول ﷺ کے دروازے پر پہنچ کر اجازت طلب کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ابوبکر آپ سے داخلہ کی اجازت مانگ رہے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ روضہ اقدس کا دروازہ کھول دیا گیا اور آواز آئی حبیب کو اس کے حبیب کے ہاں داخل کر دو بے شک حبیب ملاقاتِ حبیب کے لئے مشتاق ہے۔''

حضرت اُسید بن صفوانؓ سے روایت ہے کہ'' جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی اور ان کے اوپر چادر ڈال دی گئی تو لوگوں کی آہ و بکا سے پورا مدینہ لرز اٹھا ' لوگ حضور ﷺ کے وصال کے دن کی طرح پریشان تھے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے اور انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے آئے اور فرمانے لگے آج خلافتِ نبوی منقطع ہو گئی پھر آپ اس مکان کے دروازے پر جس کے اندر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسد پاک رکھا گیا تھا کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے: اے ابوبکر! اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ سب سے پہلے اسلام لانے والے اور ایمان میں سب سے زیادہ اخلاص والے اور اللہ پر سب سے زیادہ یقین رکھنے والے اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے اور تمام لوگوں سے زیادہ غنا و سخاوت والے اور سب سے زیادہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس رہنے والے اور سب سے زیادہ اسلام پر مہربانی فرمانے والے تھے۔ آپ اصحاب رسول کے لیے سب سے زیادہ باعث برکت ' سب سے بڑھ کر حسنِ طلب والے ' مناقب و فضائل میں سب سے بڑھ کر ' پیش قدمیوں میں سب سے برتر ' درجہ میں سب سے اونچے ' سب سے زیادہ حضور اکرم ﷺ سے قربت والے اور ہدایت ' حسنِ خلق ' زبان پر قابو اور فضل میں حضور ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ آپ حضور اکرم ﷺ کے نزدیک تمام صحابہ سے بڑھ کر شرف و منزلت والے اور سب سے زیادہ مکرم و

Marfat.com

معتمد تھے۔ اللہ رب العزت رسول اکرم ﷺ ' اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ نے حضور ﷺ کی تصدیق اس وقت کی جب لوگوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی ' اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کتاب میں صدیق کے نام سے نوازا اور فرمایا: الذی جاء بالصدق و صدق بہ آپ نے حضور ﷺ سے غمخواری کی جب کہ لوگوں نے بخل کیا ' آپ حضور ﷺ کے ساتھ کھڑے رہے جب لوگوں نے ساتھ چھوڑ دیا ' آپ نے سختیوں میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ صحبت و رفاقت کا بہترین حق ادا کیا ' آپ ثانی اثنین اور صاحب رسول ﷺ تھے اور آپ پر سکینہ نازل کی گئی۔ آپ ہجرت اور ہر مشکل مقام پر حضور ﷺ کے رفیق اور ساتھی تھے۔ آپ امت مصطفوی کے لئے حضور ﷺ کے بہترین خلیفہ ثابت ہوئے ورنہ لوگ مرتد ہو گئے تھے ' آپ نے اللہ کے دین کو اس طرح قائم کیا جیسا کسی نبی کا خلیفہ کبھی نہ کر سکا تھا۔ آپ قوی رہے جب آپ کے ساتھی کمزور پڑ گئے ' آپ نے مستعدی دکھائی جب وہ سست ہو گئے ' آپ استحکام دین کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے جب لوگوں نے کمزوری دکھائی ' آپ جناب رسول اللہ ﷺ کے راستے پر گامزن رہے جب لوگ پست ہمتی دکھانے لگے۔ آپ نے منافقوں کی مخالفت ' باغیوں کے بغض و کینہ ' کفار کے غیظ و غضب اور حاسدوں کے حسد و ناپسندیدگی کو کوئی اہمیت نہ دی۔ آپ امر حق پر ڈٹے رہے جبکہ لوگ ہمت ہار گئے ' آپ ثابت قدم رہے جب کہ وہ ڈگمگا اٹھے ' آپ ہدایت الٰہی کے نور میں چلتے رہے جبکہ وہ کھڑے ہو گئے آخر انہوں نے آپ کی پیروی کی اور ہدایت پائی۔ آپ کی آواز سب سے پست تھی مگر آپ کا رتبہ سب سے اعلیٰ ' آپ کا کلام کم تھا مگر سب سے زیادہ درست و صحیح ' آپ سب سے زیادہ خاموش رہنے والے تھے مگر آپ کا قول فصاحت و بلاغت میں سب سے بڑھ کر تھا۔ آپ اعلیٰ رائے ' شجاعت قلبی ' یقین کی مضبوطی ' حسن عمل اور معاملات فہمی میں سب سے بڑھ کر تھے۔ اللہ رب العزت کی قسم! آپ دین کے اولین سردار تھے جب لوگ دین سے ہٹے اور آپ آخری سردار تھے جب وہ دین کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ مسلمانوں کے لیے رحیم باپ کی مانند تھے یہاں تک کہ وہ آپ کی اولاد کی طرح ہو گئے۔ جن بھاری بوجھوں کو وہ نہ اٹھا سکے آپ نے ان کو اٹھا لیا ' جو وہ ضائع کرنے والے تھے اس کو آپ نے بچا لیا ' اور جس کو وہ چھوڑنے والے تھے آپ نے اس کا

Marfat.com

خیال رکھا۔ آپ نے مستعدی دکھائی جب وہ عاجز آ گئے ' آپ نے حوصلے بلند رکھے جب وہ پست ہمت ہوئے ' آپ ثابت قدم رہے جب وہ گھبرا گئے اور آپ ہی کی وجہ سے انہوں نے وہ کامیابی اور ہدایت پائی جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا۔ آپ کافروں کے لیے عذاب کا طوفان اور آگ کا شعلہ تھے اور مومنین کے لیے محبت و رحمت کی موسلا دھار بارش۔ آپ نے اوصاف و کمالات کی فضا میں پرواز کی ' ان کا عطیہ پایا اور ان میں بہترین کو چن لیا۔ آپ کی حجت کو کبھی شکست نہ ہوئی ' آپ کا دل کبھی زنگ آلود نہ ہوا ' آپ کی بصیرت کبھی کمزور نہ پڑی اور نہ ہی کبھی آپ کا نفس بزدل یا خائن ہوا۔ گویا آپ اس پہاڑ کی مانند تھے جس کو آندھیاں کبھی حرکت نہ دے سکیں ' اور طوفان کبھی متزلزل نہ کر سکے۔ آپ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق حضور ﷺ پر رفاقت اور مالی خدمت دونوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے تھے اور حضور ﷺ کے ارشاد کے مصداق آپ جسمانی اعتبار سے اگرچہ کمزور مگر اللہ کے دین کے معاملے میں قوی و مضبوط تھے۔ آپ نفس کے اعتبار سے متواضع تھے مگر اللہ کے ہاں بلند مرتبہ ' زمین پر افضل اور مومنین کے ہاں بڑی قدر و منزلت والے تھے آپ کی نسبت نہ کوئی طنز کرتا تھا اور نہ کوئی حرف گیری کر سکتا تھا آپ میں نہ کسی کو طمع تھی اور نہ ہی آپ (دین کے معاملے میں) کسی کی رعایت کرتے تھے۔ ضعیف اور پست آدمی آپ کے نزدیک اس وقت تک قوی تھا یہاں تک کہ آپ اس کو اس کا حق دلائیں اور قوی و غالب شخص آپ کے نزدیک ضعیف و ذلیل تھا یہاں تک کہ آپ اس سے دوسروں کا حق چھین لیں۔ دور و نزدیک قسم کے آدمی آپ کی نگاہ میں یکساں تھے۔ آپ کی شان حق ' سچائی اور نرمی تھی ' آپ کا حکم قطعی و حتمی تھا ' آپ کا معاملہ بردباری اور دور اندیشی تھا ' آپ کی رائے علم اور عزم تھا۔ آپ دنیا سے رخصت ہوئے جب کہ راستہ ہموار ہو گیا ' مشکل آسان ہو گئی اور آگ بجھ گئی۔ آپ کی وجہ سے دین معتدل حالت میں آیا ' ایمان قوی ہوئے ' اللہ کا امر غالب آیا اگرچہ کافروں کا اس سے تکلیف ہوئی اور اسلام اور مسلمان ثابت قدم ہو گئے۔ اللہ رب العزت کی قسم! آپ دین پر عمل کے اعتبار سے اتنا آگے نکل گئے کہ بعد والوں کو تھکا دیا ' آپ کامیاب ہوئے اور آہ و بکا سے مبرا ہوئے آپ کی موت کی شدت آسمان پر محسوس کی جا رہی ہے اور آپ کی موت کی مصیبت نے تمام نوع انسانی کو رنج و الم میں ڈال دیا ہے ہم سب اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف

Marfat.com

لوٹنے والے ہیں۔ہم اللہ رب العزت کے فیصلے سے راضی ہیں اور ہم نے اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دیا ہے۔اللہ کی قسم! رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی موت سے بڑا صدمہ مسلمانوں پر نازل نہیں ہوا۔آپ دین کے لیے عزت اور جائے پناہ ' مسلمانوں کے لیے قلعہ ' گروہ اور دار الامن اور منافقوں کے لیے سراپا شدت اور غیظ و غضب تھے۔پس اللہ رب العزت آپ کو اپنے نبی اکرم ﷺ سے ملا دے اور ہمیں آپ کے اجر سے کبھی محروم نہ فرمائے اور ہمیں ہمیشہ حق پر ثابت قدم رکھے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔جب تک حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کلام فرماتے رہے لوگ خاموشی سے سنتے رہے اور پھر اس طرح بے تحاشہ روئے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کے وصال کے دن روئے تھے اور سب کہنے لگے : اے رسول اکرم ﷺ کے داماد ' بے شک آپ نے سچ فرمایا۔''

(المسند بزار ' محب طبری ' الریاض النضرۃ)

اے دستگیرِ عالم دستم چناں بگیر
دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر

Marfat.com

'' شیخ قدس سرہ (حضرت غوث اعظمؓ) نے فرمایا ہے ۔

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا   اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ہوا سورج غروب پہلوں کا   پر نہ سُورج ہمارا ماند ہوا

شمس یعنی آفتاب سے مراد ہدایت وارشاد کے فیضان کا آفتاب ہے اوراس کے غروب ہونے سے مراد فیضان مذکور کا نہ ہونا ہے۔ چونکہ حضرت شیخ (حضرت غوث اعظمؓ) قدس سرہ کے وجود سے وہ معاملہ جو اولین سے تعلق رکھتا تھا' شیخ قدس سرہ کے سپرد ہوا۔ اور رشد و ہدایت پہنچنے کا واسطہ و وسیلہ ہو گئے ۔ جیسے کہ ان سے پہلے بزرگوار ہوئے ہیں ۔ نیز جب تک فیضان کے وسیلہ کا معاملہ برپا ہے۔ شیخ قدس سرہ کے توسل وتوسط ہی سے ہے۔ اس لیے درست ہوا کہ   اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا الخ''

(مکتوبات حضور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوب نمبر ۱۲۳' دفتر سوم)

Marfat.com

ذکر مبارک

حضور سیدنا حضرت سیّد الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قصبہ ''جیل'' کی طرف جسے جیلانی یا گیلان بھی کہا جاتا ہے میں ۴۷۰ ہجری اور ایک دوسری روایت کے مطابق ۴۷۱ ہجری میں ولادت مبارک ہوئی۔ آپؓ نے عمر مبارک کے ابتدائی ۳۳ برس درس و تدریس و فتوی دینے میں گزارے اور چالیس سال مخلوق خدا کو ہدایات اور تبلیغ اور نصیحت میں صرف کئے۔ ۹۰ سال کی عمر پا کر ۵۶۱ ہجری میں آپؓ کا وصال باکمال ہوا۔

۴۸۸ ہجری میں جبکہ آپؓ کی عمر صرف ۱۸ سال کی تھی' آپؓ بغداد تشریف لائے۔ اس وقت کے مشائخ عظام' ائمہ' بزرگان دین اور محدثین کی خدمت کا قصد فرمایا۔ حتی کہ تمام اصولی' فروعی اور اختلافی علوم میں علماء بغداد سے ہی نہیں بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے علماء پر سبقت لے گئے اور سب نے آپؓ کو اپنا امام اور رہبر تسلیم کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو مخلوق کے سامنے ظاہر فرمایا اور آپؓ کی نہ ختم ہونے والی محبت خاص و عام کے دلوں میں پیدا فرمادی اور اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو مقام قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کا مرتبہ عطاء فرمایا۔ یہاں تک کہ دنیا کے تمام فقہاء' علماء' طلباء اور فقراء کی توجہ آپؓ کے آستانہ عالیہ کی طرف ہوگئی۔ حکمت و دانائی کے چشمے آپؓ کی زبان سے جاری ہوگئے اور عالم ملکوت سے عالم دین تک آپؓ کے کمال و جلال کا شہرہ ہوگیا۔ تمام مخلوق کے دلوں کو آپؓ کی عظمت و ہیبت کے سامنے سرنگوں کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؓ اسی پر مامور تھے جیسا کہ حضور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں: '' قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ '' (یعنی یہ میرا قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے اس وقت کے تمام اولیاء (اور بعد میں آنے والے بھی) قریب و بعید ظاہر و باطن تمام کے تمام آپؓ کے مطیع اور فرماں بردار ہو گئے۔ انہیں راندہ درگاہ ہونیکا خوف اور زیادتی مراتب کا شوق اس پر مجبور کرتا تھا۔ چنانچہ آپؓ کی ذات گرامی سلطان الوجود' امام الصدیقین' حجۃ العارفین' نور معرفت' قلب حقیقت' خلیفۃ اللہ فی الارض' قطب وقت' وارث کتاب' نائب مصطفیٰ ﷺ' سلطان الطریق اور

Marfat.com

متصرف فی الوجود تھی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آپ نحیف البدن، درمیانہ قد، کشادہ سینہ، لمبی داڑھی مبارک، گندمی رنگ، پیوست ابرو، بلند آواز، پاکیزہ سیرت، بلند مرتبہ اور علم کامل کے حامل تھے۔ آپؓ کے کلام کی تیزی اور بلند آواز سننے والے کے دل میں رعب وہیبت زیادہ کرتی تھی، یہ آپؓ کی کرامت تھی کہ مسجد میں نزدیک اور دور بیٹھنے والے بغیر کسی فرق کے آپؓ کی آواز باآسانی طور پر سن لیتے تھے جب آپؓ کلام فرمایا کرتے تو ہر شخص پر خاموشی چھا جاتی تھی۔

آپؓ کے اخلاق وعادات انك لعلى خلق عظيم کا نمونہ اور انك لعلى هدى مستقيم کا مصداق ہیں، آپؓ اتنے عالی مرتبت، جلیل القدر، وسیع العلم ہونے اور شان وشوکت کے باوجود ضعیفوں میں بیٹھتے، فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام میں پہل کرتے اور طالب علموں اور مہمانوں کے ساتھ کافی دیر بیٹھتے بلکہ ان کی لغزشوں اور گستاخیوں سے درگزر فرماتے اگر آپؓ کے سامنے کوئی جھوٹی قسم کھاتا تو آپؓ اس کا یقین فرمالیتے اور اپنے علم کشف کو ظاہر نہ فرماتے، اپنے مہمان اور ہمنشیں سے دوسروں کی بہ نسبت انتہائی خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے، آپؓ کبھی نافرمانوں، سرکشوں اور ظالموں اور مالداروں کے لیے کھڑے نہ ہوتے نہ کبھی وزیر حاکم کے دروازے پر جاتے، الغرض مشائخ وقت میں سے کوئی بھی حسن خلق، وسعت قلب، کرم نفس، مہربانی اور عہد کی نگہداشت میں آپؓ کی برابری نہیں کرسکتا تھا۔ آپؓ بڑے بارونق، ہنس مکھ، خندہ رُو، بڑے شرمیلے، وسیع الاخلاق، نرم طبیعت، کریم الاخلاق، پاکیزہ اوصاف اور مہربان وشفیق تھے۔ جلیس کی عزت کرتے اور مغموم کو دیکھ کر امداد فرماتے ہم نے آپ جیسا فصیح وبلیغ کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت غوث اعظمؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: کہ میں پچیس برس تک دنیا سے قطع تعلق کر کے ایران کے جنگلوں اور ویرانوں میں گشت کرتا رہا کہ نہ کوئی مجھے جانتا تھا نہ میں کسی کو پہچانتا تھا۔ رجال الغیب اور جنات میرے پاس حاضر ہوا کرتے تھے اور میں انہیں رشد وہدایت کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ گیارہ سال تک برج بغداد میں عبادت خداوندی میں مشغول رہا یہاں تک کہ اس برج میں میری طویل اقامت کی وجہ سے لوگ اسے برج بغدادی کی بجائے ''برج عجمی'' کہنے

Marfat.com

لگے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دوران سفر ایک شخص میرے پاس آکر کہنے لگا کہ اس شرط پر مجھے اپنی رفاقت میں لے لیجئے کہ صبر بھی کروں گا اور حکم کے خلاف بھی کچھ نہ کروں گا۔ ایک مرتبہ اس نے مجھے ایک جگہ پر بیٹھا دیا اور یہ عہد لیا کہ جب تک میں نہ آؤں گا آپ یہاں سے نہ جائیں گے۔ وہ چلا گیا اور میں ایک سال تک اس کے انتظار میں وہاں بیٹھا رہا لیکن وہ شخص نہ آیا۔ ایک سال کے بعد جب آکر مجھے اس جگہ پر بیٹھا ہوا دیکھ کر پھر یہی وعدہ کر کے چلا گیا اسی طرح تین مرتبہ ہوا۔ آخری مرتبہ وہ شخص اپنے ساتھ روٹی اور دودھ لایا اور کہا کہ میں خضر (علیہ السلام) ہوں۔ مجھے حکم ملا ہے کہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر یہ کھانا کھاؤں۔ حضرت غوث اعظمؒ فرماتے ہیں کہ ہم دونوں نے وہ کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا آپ اُٹھیے سیر و سیاحت ختم کیجئے اور بغداد میں جا کر بیٹھ جایئے۔ لوگوں کو رشد و ہدایت کی تعلیم دیجیے۔ لوگوں نے پوچھا کہ ان تین سالوں میں آپ کے کھانے پینے کی کیا صورت تھی تو آپؒ نے فرمایا: جو کچھ بھی زمین پر پڑا مل جاتا کھا لیا کرتا۔

حضرت سیدنا غوث اعظمؒ کی مجلس وعظ میں چار سو اشخاص قلم دوات لے کر بیٹھا کرتے تھے اور جو کچھ آپؒ ارشاد فرماتے اس کو لکھا کرتے تھے۔ آپؒ نے فرمایا: کہ ابتداء میں میں نے سرکار دو عالم ﷺ اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ مجھے وعظ کہنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے منہ میں لعاب دہن ڈالا بس میرے لیے علوم کے خزانے کھل گئے۔

مشائخ عظام سے روایت ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ کے لیے منبر پر بیٹھ کر الحمد اللہ کہتے تو تمام زمین کے غائب اور حاضر ولی خاموش ہو جایا کرتے تھے اسی وجہ سے آپؒ یہ کلمہ مکرر کہتے اور اس کے درمیان کچھ خاموشی فرماتے بس ملائکہ اور اولیاء کرام آپؒ کی مجلس میں کثرت سے تشریف لاتے۔ مجلس میں جتنے لوگ نظر آتے ان سے کہیں زیادہ ایسے حاضرین بھی ہوا کرتے تھے جو نظر نہیں آیا کرتے تھے۔ حضور غوث اعظمؒ جب منبر شریف پر تشریف فرما ہوتے تو مختلف علوم بیان فرمایا کرتے تھے تمام حاضرین مجلس آپؒ کی ہیبت و عظمت کے سامنے بالکل بت بن جاتے تھے۔ کبھی اثنائے وعظ میں فرماتے: کہ ''قال ختم ہوا اور اب ہم حال کی طرف مائل ہوئے'' یہ کہتے ہی لوگوں میں اضطراب وجد اور حال کی کیفیت طاری ہو جاتی کوئی گریہ کرتا' کوئی کپڑے

Marfat.com

پھاڑتا ہوا جنگل کی طرف نکل جاتا' کوئی بے ہوش ہو کر اپنی جان دے دیتا۔ بسا اوقات آپؒ کے اجتماع سے شوق' ہیبت' تصرف' عظمت اور جلال کے باعث کئی کئی جنازے اٹھتے۔ آپؒ کی مجلس وعظ میں جن خوارق کرامات و تجلیات' عجائب اور غرائب کا ظہور بیان کیا جاتا ہے وہ بے شمار ہے۔

آپؒ کے ایک ہم عصر شیخ جن کا نام صدقہؒ تھا' آپؒ کی خانقاہ میں آئے دوسرے مشائخ بھی آپؒ کے باہر تشریف لانے کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک حضور غوث پاکؒ تشریف لائے اور سیدھے منبر شریف پر چلے گئے نہ تو آپؒ نے کچھ فرمایا اور نہ قاری سے کسی آیت کی تلاوت کو فرمایا لیکن لوگوں میں عجیب بے انتہاء مستی و شورش پیدا ہو گئی' شیخ صدقہؒ نے دل میں کہا تعجب ہے نہ شیخ نے کچھ فرمایا نہ قاری نے کچھ پڑھا پھر یہ وجد و حال کہاں سے پیدا ہو گیا اور یہ حالت کیسے ہو گئی؟ حضور حضرت غوث الثقلینؒ نے شیخ صدقہؒ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ شیخ صاحب! میرا ایک مرید اسی وقت بیت المقدس سے بیک قدم یہاں پہنچا ہے اور میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے' تمام اہل مجلس اسی ضیافت میں لگے ہوئے ہیں۔ شیخ صدقہؒ نے پھر اپنے دل میں کہا کہ جو شخص بیت المقدس سے بیک قدم یہاں پہنچ سکتا ہے وہ کس چیز سے توبہ کرے گا اور اسے پیر و مرشد کی کیا ضرورت؟ حضور حضرت غوث الثقلینؒ نے پھر ان کو دیکھ کر فرمایا کہ شیخ صاحب! ہوا میں اڑنے والے بھی اس لئے توبہ کرتے ہیں کہ باز آجائیں اور وہ مجھ سے محبت الٰہی کا طریق سیکھنے کے محتاج ہیں۔ اس کے بعد آپؒ نے فرمایا: کہ میں شمشیر برہنہ اور چڑھی ہوئی کمان ہوں۔ میرا تیر نشانہ پر لگنے والا' میرا نیزہ بے خطا اور گھوڑا بے زین ہے' عشق خداوندی کی آگ' حال و احوال کا سلب کرنے والا' دریائے بے کراں' رہنمائے وقت اور غیروں سے باتیں کرنے والا ہوں۔

ایک دفعہ آپؒ نے کیفیت حال میں فرمایا کہ میں ہوں محفوظ اور میں ہوں ملحوظ' اے روزہ دارو' اے شب بیدارو' اے پہاڑوں پر بیٹھنے والو' خدا کرے تمہارے پہاڑ بیٹھ جائیں اور اے خانقاہ نشینو' خدا کرے تمہاری خانقاہیں زمین دوز ہو جائیں' حکم خدا کے سامنے اے پہلوانو' اور اے جوانو! آؤ اور دریائے بیکراں سے فیض حاصل کر لو' عزتِ پروردگار کی قسم تمام نیک بخت اور بد بخت میرے سامنے پیش کیے گئے اور میری نظر لوح محفوظ میں جمی ہوئی ہے' میں دریائے علم و مشاہدۂ الٰہی کا غوطہ خور ہوں' میں تم سب پر اللہ کی حجت' رسول ﷺ کا نائب اور اس دنیا میں وارث ہوں' پھر فرمایا کہ

Marfat.com

انسانوں کے بھی پیر ہیں' جنات اور فرشتوں کے بھی ہیں لیکن میں تمام پیروں کا پیر ہوں۔

حضور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرض الموت میں فرماتے تھے کہ میرے اور تمھارے درمیان کوئی نسبت نہیں' میرے اور مخلوق کے درمیان زمین اور آسمان کا سا فرق ہے۔ مجھے کسی پر اور کسی کو مجھ پر قیاس مت کرنا' فرماتے تھے کہ میری تخلیق تمام امور سے بالا ہے اور میں لوگوں کی عقل سے ماوراہوں' اے زمین کے مشرق و مغرب کے اور اے آسمان کے رہنے والو! حق تعالیٰ فرماتا ہے اعلم ما لا تعلمون (میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے) میں ان میں سے ہوں جنہیں خدا جانتا ہے تم نہیں جانتے' مجھ سے دن اور رات میں ستر بار کہا جاتا ہے انا اخترتک و لتصنع علی عینی (یعنی میں نے تجھے پسند کرلیا' اور تاکہ تُو پرورش پائے میری آنکھوں کے سامنے) مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر جیلانی میرے اس حق کی جو تجھ پر ہے تجھے قسم ہے ذرا بات تو کرتا کہ سنی جائے' مجھ سے کہا جاتا کہ اے عبدالقادر تجھے میرے اس حق کی قسم جو تیرے اُوپر ہے کھا پی اور بات کر' میں نے تجھے قسم توڑنے سے مامون بنادیا' خدا کی قسم جب تک مجھے حکم نہ ہو نہ تو کچھ کرتا ہوں نہ کچھ کہتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ جب میں تم سے کوئی بات کہوں تو تم پر اس کی تصدیق ضروری ہے کیونکہ میری بات ایسی یقینی ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں' گویا جب مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں' جب مجھے دیا جاتا ہے تو بخشش کردیتا ہوں۔ (ذمہ داری تو اُس پر ہے جس نے حکم دیا) میری تکذیب تمہارے لیے زہر قاتل ہے' دین کے لیے اور دنیا و آخرت کی تباہی کا سبب ہے۔ میں تلوار باز اور قاتل ہوں اور اللہ تعالیٰ تمھیں ڈراتا ہے اگر شریعت نے میرے منہ میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو میں تمہیں بتادیتا کیونکہ تم میری نظر میں شیشہ کی طرح ہو۔

Marfat.com

اے نقشبندِ عالم نقشِ مرا بہ بند
نقشم چناں بہ بند کہ گویند نقشبند

Marfat.com

"پس کثرت میں وحدت کا شہود بھی شایانِ نفی ہوا۔ اور جو کچھ شایانِ نفی ہو وہ اس جناب قدس سے منتفی ہے۔ حضرت خواجہ (شاہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اس کلام نے مجھے اس شہود سے نکالا ہے۔ اور مشاہدہ و معاینہ کی گرفتاریوں سے نجات بخشی ہے۔ اور لباس کو علم سے جہل کی طرف اور معرفت سے حیرت کی طرف لے گیا ہے۔ جزاہ اللہ سبحانہ عنی خیر الجزاء میں اس ایک بات سے حضرت خواجہ کا مرید ہوں اور اُن کا غلام ہوں۔ حق یہ ہے کہ اولیاء میں سے کم کسی نے ایسی عبارت کے ساتھ کلام کیا ہے اور تمام مشاہدات و معاینات کو اس طریق پر نفی کیا ہے"

(حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حمد کرلم

Marfat.com

ذکر مبارک

حضرت شہنشاہ مشکلکشا، خواجہ خواجگان، خواجہ سیّد بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ

(سردار سلسلہ نقشبندیہ)

آپؒ کا اسم شریف خواجہ بہاؤ الدین اور نقشبند لقب ہے۔ آپ ساداتِ بخارا سے ہیں۔ عرف آپ کا مشکلکشا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۴ محرم الحرام ۷۱۸ھ میں قصر عارفاں میں ہوئی۔ جو شہر بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ پیدائش سے پہلے حضرت بابا سماسیؒ نے آپ کے تولد مبارک کی بشارت دی تھی۔ تولد سے تیسرے روز آپ کے جد امجد آپ کو حضرت بابا قدس سرہٗ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت بابا نے آپ کو فرزندی میں قبول فرمایا اور اپنے خلیفہ سیّد امیر کلال سے آپ کی تربیت کے بارے میں عہد لیا۔

لڑکپن ہی سے ولایت کے آثار اور کرامت و ہدایت کے انوار آپ کی پیشانی سے ظاہر و آشکارا تھے۔ آپ کو آداب طریقت کی تعلیم بظاہر سید امیر کلالؒ سے ملی مگر حقیقت میں آپ اویسی ہیں۔ کیونکہ آپ کی باطنی تربیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سردار سلسلہ خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی روحانیت سے ہوئی۔ چونکہ حضرت خواجہ معاملات میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ کی طرف سے عزیمت پر عمل کرنے پر معمور تھے۔ اس لیے آپ نے ذکر خفی اختیار کیا۔ اگر چہ بزرگان سلسلہ خواجہ محمود فغنوی کے زمانہ سے سید امیر کلال کے زمانہ تک ذکر خفی کو ذکر جہری کے ساتھ جمع کرتے رہے لیکن جونہی مریدان حضرت امیر کلال ذکر جہری شروع کرتے جناب خواجہ حلقۂ ذکر سے اٹھ جاتے۔ ایک روز حضرت امیر قدس سرہٗ نے اپنے تمام چھوٹے بڑے مریدوں کے مجمع کثیر میں جو تقریباً پانچ سو آدمی تھے ارشاد فرمایا:

''اے دوستو! میرے فرزند خواجہ بہاؤ الدین کے بارے میں تم بدگمانی کرتے ہو۔ تم نے اس کو پہچانا نہیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر خاص اس کے شامل حال ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے بندوں کی نظر حق سبحانہٗ کی نظر کے تابع ہے۔

Marfat.com

پھر آپ نے حضرت خواجہ کو طلب کر کے فرمایا کہ اے میرے فرزند بہاؤالدین میں حضرت بابا سماسی قدس سرہٗ کی وصیت جو تمہاری بابت انہوں نے فرمائی تھی کہ جیسے میں نے تمہاری تعلیم وتربیت کی ہے، تم بھی میرے فرزند بہاؤالدین کی ویسی ہی تعلیم و تربیت کرنا اور اس میں کچھ کمی نہ کرنا۔ میں نے پوری پوری تعمیل کی ہے۔ اب تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے انڈے سے باہر نکل گیا ہے۔ مگر تمہاری ہمت کا مرغ بہت بلند پرواز واقع ہوا ہے۔ اب تم کو اجازت ہے کہ جہاں سے خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے ترک وتاجک سے طالب کرو اور اپنی ہمت کے مطابق طلب کرنے میں کوئی کمی اور کوتاہی نہ کرو۔ ''

حضرت خواجہؒ سات سال تک مولانا عارف قدس سرہٗ کے ساتھ رہے ہیں۔ جو حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے اور حضرت امیر کلالؒ نے حضرت خواجہؒ سے برسوں پہلے ان کو تربیت دی تھی اور صاحب تصرف وکرامت تھے۔ اور آپ ان کی صحبت میں بطور متابعت اور تعظیم کے رہے ہیں اور بہت دیر آپ قثم شیخ اور خلیل اتا قدس اللہ اسرارہما کی خدمت میں بھی حاضر رہے اور بارہ سال تک آپ نے شیخ اتا کی صحبت میں عمر بسر کی۔ دوبارہ سفر حجاز کو تشریف لے گئے اور ہرات میں آ کر خاص مولانا زین الدین ابی بکر تابادی قدس سرہٗ کی ملاقات کے لیے تاباد تک گئے اور تین روز تک ان کی صحبت میں رہے۔ خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ کو معہ تمام ہمراہیوں کے بادر کے راستے سے نیشاپور کی طرف بھیج دیا۔ پھر آپ نیشاپور سے حجاز کو روانہ ہوئے اور واپس ہمراہیوں سے آن ملے۔ واپسی میں چند روز شہر مرد میں رہے۔ پھر بخارا میں تشریف لائے اور پھر آخری عمر تک بخارا ہی میں رہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے تحصیل جذبہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے بعد اوپر کے سلوک کی طرف رجوع کیا اور اس سلوک کو نہایت تک پہنچایا۔ اور فنافی اللہ وبقاباللہ سے مشرف ہوئے اور یہ مرتبہ ولایت کا ہے پھر آپ مقام شہادت پر گئے جو ولایت سے بالا ہے۔ اس مقام کو مقام ولایت سے وہی نسبت ہے جو تجلی صوری کو تجلی ذاتی سے۔ اس کے بعد آپ نے مقام صدیقیت پر جو مقام شہادت سے اوپر ہے، نسبت مذکور

Marfat.com

کے ذریعہ عروج فرمایا اور مقام صدیقیت کی انتہا تک پہنچے اور باوجود درجات کمال اور تکمیل حاصل کر لینے کے آپ معیت ذاتیہ کے راہ سے گئے۔ جس سے حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ غیب ہویت تک پہنچے ہیں اور آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے رنگ میں اس نقطہ نہایت میں فنا ہوئے۔ اور حضرت غوث الثقلین قدس سرہ بھی اس راہ سے نہایت النہایت تک پہنچے اور اسی میں فنا حاصل کی ہے اور اسی میں مستہلک ہونا ولایت خاصہ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کی انتہا ہے۔

چونکہ آپ کی پہلی ہی صحبت میں ماسوا کا نقش سالک کے دل سے مٹ جاتا ہے اس لئے آپ نقشبند کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اور چونکہ نقش بند' صورت بنانے والا اور پیدا کنندہ کے معنی میں بھی آیا ہے۔ اس لئے جس وقت صفتِ تکوین آپ کو عنایت ہوئی ممکن ہے کہ خطاب بھی بارگاہ ربِ العزت سے آپ کو سرفراز ہوا ہو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت شاہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روحانیت کے تاجدار سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انوار پر جب حاضری کا شرف حاصل کیا تو عقیدت کی پوری وابستگی کے ساتھ بارگاہ غوثیت مآب میں ایک شعر پڑھا کہ

اے دستگیرِ عالم دستم چناں بگیر
دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر

'' اے دنیا کے مددگار میری اس طرح مدد کیجئے کہ حقیقتاً لوگ آپ کو دستگیر کہیں ''

اس کے جواب میں حیات کی پوری توانائی کے ساتھ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزار مبارک سے گویا ہوئے

اے نقشبند عالم نقش چناں ببند
نقش چناں ببند کہ گویند نقشبند

'' اے دنیا کے آراستہ (دل پر اللہ کا نقش) کرنے والے' دنیا کو اس طرح آراستہ کر (نقش قائم کر) کہ لوگ تم کو حقیقتاً نقشبند کہیں ''

حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال 'اداءِ نوافل کے بارہ میں حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ آپ تہجد کی نماز بارہ

Marfat.com

رکعت چھ سلام کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوتے تھے تو وہ دعائیں جو بیداری کے وقت کے لیے مروی ہیں پڑھتے پھر تھوڑی دیر استغفار میں مصروف ہو جاتے اس کے بعد مراقبہ میں مصروف ہو جاتے اور اگر کچھ رات زیادہ باقی رہتی تو آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے۔ اس کے بعد نیا وضو کر کے صبح کی سنتیں اور فرض ادا فرماتے اور وہ دعائیں پڑھتے جو مسجد کے راستے اور مسجد میں داخل ہونے کے لیے مروی ہیں۔ اس کے بعد مریدوں کے ساتھ مراقبہ میں مصروف ہوتے یہاں تک کے آفتاب نکل آتا۔ اس وقت دو رکعت نماز (اشراق) ادا کرتے۔ اس کے بعد آپ پھر دو رکعتیں بہ نیت استخارہ ادا کرتے۔ جب آفتاب بلند ہو جاتا اور زمین گرم ہو جاتی تو آپ نماز چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھتے، کبھی آٹھ کبھی چار اور کبھی دو بھی پڑھتے کیونکہ ان میں سے ہر ایک عدد کے بارے میں احادیث وارد ہیں۔ اور آپ چھ رکعتیں نماز مغرب کے بعد ادا فرماتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا روزہ ماسوی اللہ کی نفی ہے اور ہماری نماز خدا کا دیدار ہے۔ چنانچہ یہ رباعی آپ ہی کی ہے۔

تاروئے تو دیدہ ام من اے شمع طراز — نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز

چوں با تو بوم مجازِ من جملہ نماز — ور بے تو بوم نمازِ من جملہ مجاز

"جب سے اے شمع روشن میں نے تیرا چہرہ دیکھا ہے نہ میں کوئی کام کرتا ہوں اور نہ نماز روزہ ادا کرتا ہوں۔ جب میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں تو میرا عمل مجاز بھی نماز بن جاتا ہے اور جب تیرے ساتھ نہیں ہوتا تو میری نماز بھی تمام تر مجاز ہے۔"

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجگان قدس اللہ اسرارہم کی تصوف میں چار نسبتیں ہیں۔ ایک حضرت خضر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ ان کے علم اور حکمت کو زیادہ کرے، دوسرے شیخ جنید سید الطائفہ قدس سرہ سے اللہ تعالیٰ ان کے اسرار کو پاک کرے، تیسرے سلطان العارفین شیخ بایزید قدس سرہ سے جو حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کو ہے، چوتھے امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اسی لیے اس طریقہ کے درویشوں کو نمک مشائخ کہتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ درویش دو قسم کے ہوتے ہیں بعض ریاضتیں اور مجاہدے کر کے نتائج

Marfat.com

مانگتے ہیں اور بالآخر پا لیتے ہیں اور اپنی مراد کو پہنچ جاتے ہیں اور بعض فضلی ہیں جو محض فضل خدائے بزرگ و برتر کے امیدوار رہتے ہیں اور طاعت و ریاضت کی توفیق کو بھی اسی کا فضل و کرم سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ نیک کاموں کا گھمنڈ نہ کرے نہ یہ کہ نیک کاموں کو ترک کر دے۔ شیخ الاسلام ہروی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ نیک عمل کو مت چھوڑو، مگر اس کو قیمتی چیز مت جانو۔ آپ فرماتے ہیں کہ فضل الٰہی سے مجھ کو مقام بے صفتی میں پہنچ کر بیس برس گزر گئے۔ ایک مدت تک دو باریک بین عقلمندوں اور تیز نگاہ والوں کے ساتھ ہمراہی کا اتفاق رہا۔ مگر وہ ہم کو (ہمارے مقام کو) باوجود بڑے میل ملاپ، محبت اور اخلاص کے پہچان نہ سکے۔ کیونکہ بندہ جب بے صفتی کو پہنچتا ہے تو اس کا پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ خاص کر رسمی درویشوں کے لیے

مردان رہش بہمت دیدہ روند　　　　زاں در راہ او ہیچ اثر پیدا نیست

"مردان خدا دید کی ہمت سے سلوک کی منزلیں طے کرتے ہیں　　جب کہ اس میں ان کی خودی کا ایک شمہ بھی باقی نہیں رہتا"

آپ فرماتے ہیں کہ ذکر غفلت کے دور ہونے کو کہتے ہیں، جب غفلت دور ہو جائے خواہ تو خاموش رہے تو تُو ذاکر ہے۔ دل کی نگرانی کا لحاظ ہر حالت میں رکھے۔ کھانے، پینے، کہنے، سننے، چلنے پھرنے، خریدنے، بیچنے، عبادت کرنے، نماز پڑھنے اور قرآن پڑھنے، کتابت کرنے، سبق پڑھنے اور وعظ کہنے وغیرہ میں۔ چاہیے کہ پلک مارنے میں بھی خدا تعالیٰ سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود حاصل ہو۔ باطن کو نگاہ رکھنا نہایت مشکل ہے مگر حق سبحانہٗ کی عنایت اور حق سبحانہٗ کے خاص بندوں کی تربیت سے جلد حاصل ہو جاتی ہے۔

بے عنایات حق و خاصان حق　　　　گر ملک باشد سیاہست اش ورق

"خدا اور خاصان خدا کی عنایت کے بغیر فرشتہ خصلت آدمی کے نامہ اعمال کی سیاہی دور نہیں ہو سکتی"

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے سلطان العارفین بایزید قدس سرہٗ کے مقام کی سیر کی اور ان کی سیر کی انتہا تک پہنچا۔ شیخ جنید، شیخ شبلی اور شیخ منصور حلاج قدس اللہ اسرارہم کے مقامات کی سیر

Marfat.com

کی۔ جہاں تک یہ بزرگ پہنچے تھے۔ میں بھی وہاں تک پہنچا۔ یہاں تک کہ ایک بارگاہ بزرگ مجھ کو ملی میں سمجھ گیا کہ یہ بارگاہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے میں نے گستاخی نہ کی اور نہایت ادب سے تعظیم و نیاز کا سر آپ کے آستانہ عزت واحترام پر رکھا۔ شیخ بایزید جب اس بارگاہ تک پہنچے تو انہوں نے چاہا کہ آنحضرت ﷺ کی صفت میں سیر کریں۔ اس ان کی پیشانی پر دست ردّ مارا گیا۔ پس جو غلطی ان سے ہوئی تھی میں نے اس سے پرہیز کیا اور راہ ادب اختیار کی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ نادر اور عروۂ وثقیٰ ہے۔ سنت نبی ﷺ کی بدرجہ کمال اقتداء کرنا اور آثار صحابہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرنا۔ اس راستہ میں ہم کو محض فضل سے لیا گیا ہے۔ آخر تک ہم اسی فضل حق سبحانہٗ کا مشاہدہ کرتے ہیں نہ اپنے عمل کا۔ ہمارے طریقہ میں تھوڑے عمل کی بہت فتوحات ہیں۔ مگر اتباع کی رعایت بہت بزرگی والا کام ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقہ میں یہ بھی ہے کہ سالک کو نہیں جاننا چاہیے کہ وہ کس مقام میں ہے تا کہ یہ دانست اس کے راستہ کا حجاب نہ بنے۔ پیر کو چاہیے کہ طالب کے گزشتہ اور آئندہ حالات سے باخبر رہے۔ تا کہ اس کے مطابق تربیت کر سکے۔ شرائط طلب میں سے یہ امر بھی ہے کہ جب کبھی جن دوستان حق سبحانہٗ کی مصاحبت کا اتفاق ہو اپنے حال سے باخبر ہو اور اس وقت کی صحبت کو زمانہ گزشتہ سے موازنہ کرے اگر نقصان کی کمی اور کمال کی زیادتی اپنے اندر پائے تو بقول اس مقولہ کے کہ اچھی بات کو اختیار کر لو۔ اس صحبت کو اپنے اوپر فرض عین سمجھے۔

خدا کی معرفت کے راستے جن سے عارفوں کو خدا کی معرفت حاصل ہے اور دوسرے اس سے محروم ہیں۔ اس کے تین طریقے ہیں۔

مراقبہ ' مشاہدہ ' محاسبہ

مراقبہ یہ ہے کہ ''خالق کی طرف ہر وقت دیکھتے رہنے کی وجہ سے مخلوق کی دید کو بالکل بھول جانا'' مراقبہ کی مداومت نادر چیز ہے جس کو کماحقہٗ اس گروہ سے کم لوگوں نے حاصل فرمایا ہے اور میں نے اس کے حصول کے طریقے کو معلوم کر لیا ہے اور وہ نفس کی مخالفت کرنا اور سنّت نبی پاک ﷺ کی متابعت ہے۔

مشاہدہ '' واردات قلبی کے معائنہ کو کہتے ہیں جو سالک کے دل پر نزول کرتی ہیں ''

Marfat.com

چونکہ جلدی گزر جاتی ہیں اور قرار نہیں پکڑتی ہیں ' اس لئے ان کا ادراک نہیں ہو سکتا ہے ' مگر وہ صفت جو ہمارا حال بن جاتی ہے' ہم اس کو قبض اور بسط سے پہچان لیتے ہیں یعنی حالت قبض میں صفت جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حالت بسط میں صفتِ جمال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

اور محاسبہ یہ ہے کہ '' جو کچھ ہم پر گزرتا ہے ہم ہر گھڑی اس کا حساب کرتے ہیں کہ کس طرح گزر رہا ہے ''

اگر ہم دیکھتے ہیں کہ نقصان کی چیز ہے تو ہم اس سے بازگشت کرتے ہیں۔ اور از سر نو عمل اختیار کرتے ہیں اگر دیکھتے ہیں کہ بہتر چیز ہے تو مشکور ہو کر اس حال میں ٹھہر جاتے ہیں اور اس عمل میں کوشش کرتے ہیں۔ خواجہ علاؤالدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہٗ کی توجہ سے طالبوں کا حال یہ تھا کہ ہم پہلے ہی قدم میں مراقبہ کی سعادت سے مشرف ہو جاتے تھے اور جب آنحضرت قدس اللہ سرہٗ کی توجہ اور زیادہ ہوتی تو مقام فنا تک واصل ہو جاتے اور اپنے سے فانی اور حق کے ساتھ باقی ہو جاتے۔ اس وقت خواجہ قدس سرہٗ فرماتے کہ ہم صرف حصول دولت کا واسطہ ہیں۔ ہم سے علیحدہ ہو کر مقصود حقیقی سے جا ملو۔ تا کہ بلا واسطہ پیر کے براہ راست حضرت عزت وجلّت قدرت سے فیض حاصل کرنے لگیں۔

شیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ جو اولیاء عزلت کے قطب ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی سیر تمام آسمانوں اور زمینوں کے طبقات میں جاری ہے۔ حضرت شاہ نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے ہمارے جوتے بھی سیدھے کیے ہوں تو اس کی بھی ہم شفاعت کریں گے۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے کرامت طلب کی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ میری یہ کرامت کچھ کم ہے کہ باوجود اتنے گناہوں کے زمین پر چل سکتا ہوں۔

خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز ابر تھا حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہے میں نے کہا کہ ابھی نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا آسمان کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا تو بالکل حجاب نہ تھا اور تمام ملائکہ آسمان نماز ظہر کی ادائیگی میں مصروف تھے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تم تو یہ کہہ رہے تھے کہ ابھی وقت نہیں ہوا۔ میں نے اپنے

Marfat.com

اس کہنے سے نادم ہوکر استغفار کی۔

ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ غدیوت میں ایک درویش کے مکان میں تنور سلگا رہے تھے۔ اتنے میں حضرت پر کیفیت اور خوش وقتی طاری ہوئی آپ نے دست مبارک سلگتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔ اور بہت دیر تک اس میں رکھے رہے جب آپ نے ہاتھ نکالا تو آپ کے ایک بال کو بھی آگ کا کچھ اثر نہ ہوا تھا۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ امیر برہان الدین فرزند سید امیر کلال قدس سرہٗ کے گھر سوخار میں تھے۔ امیر موصوف نے خواجہ سے التماس کیا کہ مجھ کو مولانا عارف کی ملاقات کا اشتیاق ہے اور وہ نسف میں ہیں۔ آپ توجہ فرمائیں تا کہ مولانا جلد تشریف لائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم بہت جلد مولانا کو طلب کرتے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ امیر کی خانقاہ کی چھت پر تشریف لے گئے اور تین بار فرمایا کہ اے مولانا عارف پھر نیچے اتر آئے۔ اور فرمایا کہ مولانا عارف نے میری آواز سن لی ہے اور اس طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ جب مولانا عارف حضرت کے پاس پہنچے تو کہا کہ میں فلاں روز فلاں وقت نسف دوستوں کے ساتھ بیٹھا تھا کہ حضرت خواجہ کی آواز میرے کانوں میں آئی کہ آپ مجھ کو طلب فرمارہے ہیں اس لیے میں فوراً نسف سے بخارا کو روانہ ہو گیا۔

ایک درویش کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ میرے مکان پر تشریف لائے میں خوش دل اور شاداں ہوا۔ میرے گھر میں آٹا موجود نہ تھا۔ اسی دن آٹے کا تھیلہ میں لایا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس آٹے کو محفوظ رکھو اور اس میں سے خرچ کرو اور کمی بیشی کو کسی پر ظاہر مت کرو۔ حضرت خواجہ دو ماہ میرے مکان پر مقیم رہے اور بہت سے درویش اور دیگر دوست احباب بکثرت حضرت خواجہ کی ملاقات کے لئے آتے رہے اور وہی آٹا پکتا رہا مگر وہ اپنے حال پر جیسا تھا ویسا ہی رہا جب حضرت خواجہ تشریف لے گئے تو ہم ایک مدت دراز تک اسی آٹے میں سے خرچ کرتے رہے اور آٹا مطلق ختم نہ ہوا۔ جب میں نے حضرت کے ارشاد کے خلاف کیا اور اپنے اہل وعیال سے اس واقعہ کا اظہار کر دیا تو برکت جاتی رہی۔

ایک درویش کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ نے مجھ کو ایک کام کے لئے کسی جگہ روانہ کیا۔ ہوا نہایت گرم تھی۔ واپسی میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ اور اس درخت سے تکیہ لگا کر سو رہا۔

Marfat.com

میں نے خواب میں آپ کو دیکھا۔ کہ عصا ہاتھ میں لئے ہوئے میری طرف تشریف لا رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ یہ سونے کی جگہ نہیں ہے اٹھو۔ میں بے قرار ہو کر خواب سے اٹھا کیا دیکھتا ہوں کہ دو بھیڑیے خونخوار میرے سرہانے کھڑے ہیں۔ میں فوراً قصر عارفاں کو روانہ ہو گیا۔ جب میں نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ حضرت خواجہ راستہ پر کھڑے ہوئے فرمارہے ہیں کہ کوئی شخص ایسی جگہ میں سوتا ہے۔

ایک روز حضرت خواجہ ایک درویش کو کسی طرف روانہ کر رہے تھے۔ آپ نے حسب عادت اس کو بغل میں لیا اور اس پر نظر عنایت ڈالی۔ اتفاقاً اخی محمد در آہنی جو حضرت خواجہ کے بڑے درویشوں میں تھے اس درویش کے آگے آگے جاتے تھے۔ ایک ساعت کے بعد وہ درویش گر پڑا۔ اور اس کی روح قالب سے نکل گئی۔ جب اخی محمد نے یہ حال دیکھا۔ تو وہ جلدی حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچا اور ماجرا عرض کیا۔ حضرت خواجہ اس درویش کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا قدم مبارک اس کے سینے پر رکھا۔ وہ ہلنے لگا اور اس کی روح قالب میں آ گئی۔ بعد ازاں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں نے اس کی روح چوتھے آسمان میں پائی اور وہاں سے واپس کر لی۔

ایک درویش کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت خواجہؒ اور شیخ شمس الدین کلالؒ (خلیفہ سید امیر کلال) اس ندی کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے جو شیخ سیف الدین اور شیخ حسن بلغاری رحمہا اللہ کے مزار کے سامنے ہے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں مچھلی کے قصے کا ذکر آیا جو ایک دفعہ شیخ سیف الدین اور شیخ حسن کے درمیان گزرا تھا۔ شیخ شمس الدین کلال نے کہا بے شک اولیاء اللہ کے ایسے تصرفات ہوئے ہیں۔ کیا اس زمانے میں بھی کوئی ایسا بزرگ ہے۔ جس سے ایسے حالات ظہور میں آتے ہیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا بلکہ ایسے بزرگ بھی ہوتے ہیں کہ مثلاً اس ندی کی طرف اشارہ کر دیں کہ اُلٹی بہے۔ تو اُلٹی بہنے لگے۔ حضرت خواجہ یہ فرما ہی رہے تھے کہ وہ ندی اُلٹی بہنے لگی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا۔ اس پر وہ ندی بدستور سابق بہنے لگی۔ بہت سے لوگوں نے اس کرامت کا مشاہدہ کیا۔

ایک درویش کا بیان ہے کہ میں شروع زمانہ میں دکانداری کیا کرتا تھا۔ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہٗ میری دوکان پر تشریف لائے۔ اور حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کمالات کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا کہ سلطان العارفین نے فرمایا ہے کہ اگر میں اپنے رومال

Marfat.com

کا ایک کونہ کسی شخص تک پہنچ کر ہلا دوں تو وہ میرا فریفتہ اور شیدا ہو کر میری جستجو میں نکل پڑے گا۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ اگر میں اپنی آستین ہلا دوں تو تمام اہل بخارا میرے فریفتہ اور حیران ہو جائیں' گھر بار چھوڑ کر میرے پیچھے ہو جائیں۔ اثنائے کلام میں حضرتؒ نے اپنی آستین ہلائی۔ اور میری آنکھ حضرت کی آستین کے کونہ پر پڑ گئی۔ پس بے خود ہو گیا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ ایک مدت اسی طرح گزر گئی اور جب حالت درست ہوئی اور میں اپنی حالت پر لوٹا تو حضرت خواجہ کا عشق میری رگ و پے میں اثر کر گیا۔ میں نے اپنا گھر بار دکان و پونجی غرضیکہ ہر چیز جو میرے پاس تھی لٹا دی اور حضرت خواجہ قدس سرہ کے عاشقوں میں شامل ہو گیا۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب میرا وقت آخر ہو گا تو میں درویشوں کو مرنے کی ترکیب سکھاؤں گا۔ جب حضرت خواجہ قدس سرہ' کو مرض الموت ہوا تو کاروان سرائے میں گئے اور مرض کے زمانہ میں اسی سرائے کے ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ خاص خاص مرید آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ حضرت نے ہر ایک کے حال پر مرحمت اور الطاف خاص فرمائے۔ اور آخر وقت دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور بہت دیر تک دعا کرتے رہے پھر دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے اور اس عالم سے رحلت فرما گئے۔

خواجہ علاؤ الدین قدس سرہ' کہتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ کے وصال کے وقت سورہ یٰسین پڑھ رہا تھا۔ جب سورہ نصف ہوئی تو انوار ظاہر ہونے لگے۔ ہم کلمہ پڑھنے میں مشغول ہوئے اس کے بعد حضرت خواجہ کا سانس منقطع ہو گیا۔ حضرت کی عمر شریف پورے تہتر سال کی تھی اور چوہترویں سال میں پیر کے دن تیسری ماہ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ یا ۷۹۰ ہجری میں وفات پائی۔ مزار شریف بخارا میں ہے۔ اس صاحب کمال کی تاریخ وصال قول اوّل کی بنا پر '' عجائب الکرامات بود '' اور قول ثانی کی بنا پر '' رئیس سنت بودہ '' پائی ہے۔

Marfat.com

وَبَلَغَ اَمْرُ الشَّیخِ اِلٰی اَنْ لَّا یُحِبَّہٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَلَا یُبْغِضُہٗ اِلَّا فَاجِرٌ شَقِیٌّ

شیخ (حضرت امام ربانی قدس سرہٗ) کا معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ متقی مومن ہی کو آپ سے محبت ہوگی

اور شقی فاجر ہی کو آپ سے عداوت

(حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی)

Marfat.com

ذکر مبارک

امام ربانی ' عارف حقانی ' قیوم زمانی ' حبیب یزدانی

حضرت شیخ احمد فاروقی

المعروف بہ

مجدد الف ثانی قدس سرہ السبحانی

آپ کے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا انتساب حضرت محمد باقی قدس سرہٗ سے ہے اور آپ ان کے خلفاء میں سب سے بڑے اور سب سے کامل ہیں۔ بہت سے لوگ جو غفلت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ کے طفیل میں دوام حضور میں پہنچے۔ مختلف ملکوں سے علماء اور فضلاء آپ جیسی خیر عباد ہستی کی خدمت میں مور و ملخ کی طرح دوڑ کر آئے اور بہت سے مشائخ وقت اپنی مشیخیت ترک کر کے آپ جیسے مرکزِ کمالات قطبیت و غوثیت کی صحبت میں سرفراز ہوئے۔ بلکہ بہت سے بادشاہ بھی پروانہ وار آپ کی شمع ہدایت پر قربان تھے۔ کیونکہ آپ ہی وقت کے لیے ہدایت کے قبلہ و کعبہ تھے۔

حضور انور ﷺ کے وصال کے ایک ہزار سال بعد محض حضور انور ﷺ کے اتباع کامل و مکمل کی بدولت تمام کمالات کے وارث آپ ہوئے ہیں جیسا کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ '' میری امت کی مثال بارش کی ہے ' نہیں معلوم کہ اس کا اوّل بہتر ہوگا یا اس کا آخر '' آپ کے وجودِ مسعود سے متعلق بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس امت کا آخر ایک ہزار سال گزرنے پر کہا جا سکتا ہے۔

آپ کا عالی نسب امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا

Marfat.com

ہے۔آپ صاحبزادے ہیں شیخ عبدالاحدؒ کے اور وہ فرزند شیخ زین العابدینؒ کے بن شیخ عبدالحی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب اللہ بن امام رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحٰق بن شیخ عبداللہ بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین المعروف فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیر الدین بن شیخ محمود بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ واعظ (اصغر) بن شیخ عبداللہ واعظ (اکبر) بن شیخ ابوالفتح بن شیخ اسحٰق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن شیخ عبداللہ بن سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ

نسبت قادریہ اور نسبت چشتیہ میں آپ کا تعلق اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحدؒ سے ہے۔اس کے علاوہ حضرتؒ کو سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے بھی نسبت خاص حاصل ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ماہ شوال ۹۷۱ھ میں بلدہ معظمہ سہرند (سرہند) میں واقع ہوئی۔ابتدائی تعلیم وتربیت آپ نے اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد رحمتہ اللہ تعالی علیہ کے پاس حاصل کی اور اکثر علوم انھی سے حاصل کیے۔اس کے بعد آپ سیالکوٹ ☆ تشریف لے گئے اور مولانا کمال کشمیری رحمتہ اللہ تعالی علیہ سے معقولات کی بعض کتابیں بہت تحقیق سے پڑھیں۔وہ اس فن میں بہت مشہور تھے اور اپنے زمانے کے محقق، مدقق، علامہ اور عابد وزاہد تھے۔وہیں حدیث شریف کی بعض کتابیں مولانا یعقوب کشمیری رحمتہ اللہ تعالی علیہ سے پڑھیں۔یہ شیخ حسین خوارزمی کبروی رحمتہ اللہ تعالی علیہ کے خلیفہ تھے اور حرمین شریف میں بڑے بڑے محدثین سے استفادہ کرکے سند حاصل کی تھی۔حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے سلسلہ کبرویہ میں مولانا موصوف ہی سے بیعت فرمائی۔

آپ رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے سترہ سال کی عمر میں علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی۔اور بکثرت علوم حاصل کیے۔جب ان سے فارغ ہوئے تو اپنے والد ماجد سے درس لینا شروع کیا۔علوم ظاہری کی تحصیل کے زمانے میں آپ نے عربی اور فارسی میں کئی رسالے بڑی

☆ یہ مسجد اڈہ پسروریاں کے قریب ہے یہاں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا سالانہ عرس ہوتا ہے جسکا اہتمام مجلس تعلیمات مجددیہ کرتی ہے۔

Marfat.com

فصاحت اور بلاغت کے ساتھ مرتب کیے ہیں۔رسالہ تہلیلیہ (عربی) رسالہ اثبات النبوۃ (عربی) اور رسالہ ردّ شیعہ (فارسی) وغیرہ اسی زمانے کی تصانیف ہیں۔آپ کی زبردست علمی قابلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ابوالفیض فیضی جب اپنی بے نقط تفسیر لکھ رہا تھا اور اس کی مدد کے لیے ہندوستان کے علماء میں سے مولانا جمال الدین لاہوری تلوی وغیرہ اس کی مجلس میں تھے تو ایک مقام پر وہ اٹک گئے اور لکھنے سے عاجز ہو گئے تو ابوالفیض نے آپ سے عرض کی کہ اس مقام پر علماء رک گئے ہیں اور اپنے عجز کے معترف ہیں' اگر آپ کوئی عبارت جو تحت اللفظ معنی میں ہو تحریر فرما دیں تو بہت کرم ہوگا' آپ نے قلم اٹھایا اور بے نقط عبارت میں ایسی عبارت لکھ دی جو شرح وبسط' مقصد وشان نزول وغیرہ پر حاوی تھی کہ عقلاء اور علماء کی عقل حیرت کرتی ہے۔چنانچہ ابوالفیض فیضی اور بھی علماء حیران رہ گئے اور آپ کی علمیت کے معترف ہوئے۔

غرض کہ آپ نے تحصیل وتدریس کے بعد اپنے والد ماجد کی صحبت اختیار کی اور انھی سے کمالات باطنیہ اور سلسلہ قادریہ اور چشتیہ کے انوار سے اکتساب کیا اور آپ کے والد ماجد نے آخر وقت میں اپنے تمام صاحبزادوں میں سے آپ ہی کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اپنا جانشین مقرر کیا۔

آپ کو ہر وقت حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول ﷺ کا اشتیاق رہتا تھا۔لیکن والد ماجد کی خدمت اور تحصیلِ کمالات کی وجہ سے اس شوق کو پورا نہ کر سکتے تھے۔لیکن جب والد صاحب کا وصال ۱۰۰۷ھ میں ہو گیا تو آپ کے اس شوق نے پھر غلبہ کیا اور آپ اس مبارک سفر پر روانہ ہوئے۔جب آپ دہلی پہنچے تو آپ کی ملاقات شیخ حسن کشمیری رحمتہ اللہ تعالی علیہ سے ہوئی جو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مخلصین میں سے تھے اور آپ کے قدیم دوستوں میں سے تھے۔انھوں نے حضرت خواجہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ کے مناقب اور کرامات کا ذکر آپ سے کیا۔آپ کو چونکہ اس سلسلہ عالیہ کا اشتیاق پہلے ہی سے تھا اور اپنے والد ماجد کو بھی اس کا شائق دیکھا تھا اور اس لیے آپ غلبہ شوق سے بے اختیار ہو کر حضرت خواجہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔حضرت خواجہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے ملاقات ہوتے ہی فرمایا کہ آپ تو بیت اللہ شریف کی زیارت کو جا رہے ہیں اگر چند روز یہاں قیام کریں تو ممکن ہے کہ وہ چیز جو آپ وہاں طلب کریں گے یہیں حاصل ہو جائے۔پھر فرمایا کہ اچھا صرف تین دن یہاں قیام کریں۔اس کے بعد بھی اگر سفر کا

Marfat.com

مصمم عزم رہے تو روانہ ہو جایئے گا۔ آپ نے یہ بات منظور کر لی۔

حضرت خواجہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جو لوگ آپ کی خدمت میں طلبِ ذکر کے لیے آتے تھے وہ مدت مدید تک آمد و رفت رکھتے تھے اور طریقے کی خواہش کرتے تھے تب بھی حضرت خواجہ رحمتہ اللہ تعالی ان کو طریقہ نہ بتاتے تھے بلکہ نصیحت فرمادیا کرتے تھے کہ پہلے کسبِ حلال کریں اور عیال و اطفال کے حقوق ادا کریں۔ اس کے بعد بھی اگر ان لوگوں کی طلب صادق دیکھتے تھے تو استخاروں کے بعد ان کو طریقۂ ذکر بتادیتے تھے۔ لیکن یہاں حضرت خواجہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے اپنی قدیم وضع ترک کر کے آپ (حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالی علیہ) کو باطنی تصرف اور ظاہری اخلاق سے اپنا گرویدہ بنالیا اور پھر طریقہ بتادیا۔ پھر تو ہر روز بلکہ ہر ساعت آپ کا کام ترقی کرتا گیا اور برسوں کا کام گھنٹوں میں پورا ہو گیا۔ چنانچہ تھوڑی ہی مدت میں آپ اوجِ کمال تک پہنچ گئے اور اپنے ہم عصروں اور ہم چشموں میں فائق بن گئے۔ خدا تعالی کی عنایت اور حضرت خواجہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ کی تربیت کی برکت سے جو کچھ حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے دو تین ماہ میں حاصل کیا وہ بیان میں نہیں آسکتا۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے ایسا بلند استعداد مسترشد آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اور حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالی علیہ کو اجازت کاملہ کا خلعت پہنا کر وطن مالوف یعنی سرہند کو روانہ کر دیا۔ اور اپنے طالبوں کی ایک جماعت ان کی خدمت میں متعین کر دی۔ حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالی علیہ وطن واپس پہنچ کر حسب الارشاد طالبوں کی تربیت میں مشغول ہوئے۔ اور تھوڑی مدت میں ایک بڑی جماعت کو اپنے فیوضات کے چشمے سے شاداب کر دیا۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ کچھ مدت کے بعد اپنے پیر بزرگوار کی زیارت کے لیے پھر دہلی تشریف لائے اور دیر تک ان کی صحبت میں رہ کر بہ نسبت سابق درجات و معاملات بلند حاصل کیے۔ مگر اس سب کے باوجود اپنے پیر بزرگوار کا ادب اس قدر فرماتے تھے کہ جس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ صاحب زبدۃ المقامات لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ کے مقبولین میں سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ جن دنوں ہمارے خواجہ قدس سرہٗ اس خلیفہ عالی درجات یعنی تمہارے شیخ میاں احمد کی طرف نہایت التفات فرماتے تھے اور ان کی تعظیم و تو

Marfat.com

قیر میں مبالغہ کرتے تھے ایک روز کسی ضرورت کے لئے مجھے ان کے بلانے کو بھیجا۔ جب میں میں نے حاضر خدمت ہوکر کہا کہ حضرت پیر دستگیر نے تمہیں بلایا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ کے رخسار کا رنگ ڈر کے مارے متغیر ہوگیا اور غایت خوف سے اضطراب بلکہ رعشہ بدن میں پیدا ہوگیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ سبحان اللہ سنا کرتے تھے کہ

نزدیکاں را بیش بود حیرانی

ترجمہ: قریب رہنے والوں کو حیرانی و پریشانی زیادہ ہوتی ہے۔

آج بچشم خود دیکھ بھی لیا۔

جب تیسری بار حضرت مجدد قدس سرہٗ دہلی تشریف لے گئے۔ تو حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے حد سے زیادہ آپ کا احترام واکرام کیا۔ چنانچہ آپ کے استقبال کے لیے قلعہ فیروزی سے پیدل روانہ ہوئے۔ دروازہ کابلی پر آپ کا استقبال کیا۔ اور بڑے اعزاز سے آپ کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور اپنے سامنے آپ کو اپنے اصحاب کا سر حلقہ اور صبح و شام کے حلقہ مراقبہ کا مقتدا بنایا۔ اور خود اس حلقہ میں اپنے مسترشدوں کی طرح داخل ہوتے۔ جب حلقہ یا اس مجلس سے جس میں حضرت مجدد قدس سرہٗ ہوتے اٹھتے تو غایت ادب کی رعایت سے اُلٹے پاؤں واپس ہوتے۔ اس طرح تحریر میں بھی نہایت نیاز مندی ظاہر کرتے۔ اور اپنے اصحاب کو تاکید کرتے تھے کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ کی خدمت میں ہماری تعظیم نہ کرو بلکہ اپنی توجہ بھی ہماری طرف نہ رکھو۔ آپ نے اپنے تمام مریدوں کو حضرت مجدد قدس سرہٗ کے سپرد کردیا۔ اور اپنے فرزندان گرامی خواجہ عبداللہ اور خواجہ عبیداللہ کو جو ابھی بچے تھے طلب فرما کر ان کے حق میں حضرت مجدد قدس سرہٗ سے توجہ کی خواہش فرمائی بلکہ ان کی والدات کو بھی غائبانہ توجہ کرائی۔ میر محمد نعمان کا بیان ہے کہ جب حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے اپنے تمام اصحاب کو حضرت مجدد قدس سرہٗ کے حوالہ کردیا۔ تو اُس وقت مجھ سے بھی فرمایا کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ کی صحبت کو سعادت سمجھ کر ان کی خدمت میں رہا کرو۔ چونکہ پیر بھائی ہونے کی وجہ سے نفس میں رعونت متمکن تھی۔ میں نے خواجہ قدس سرہٗ سے عرض کیا کہ وہ ہر چند بزرگ ہیں۔ مگر میری توجہ کا قبلہ تو آپ کی درگاہ ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے خفا ہوکر فرمایا۔

Marfat.com

"میاں شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اُن کے ضمن میں گم ہیں۔ کامل اولیائے متقدمین میں سے خال خال ان کی مثل ہوئے ہوں گے۔"

تیسری دفعہ جب حضرت مجدد قدس سرہٗ واپس وطن تشریف لائے تو اس کے بعد حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے آپ کی ملاقات نہیں ہوئی۔ سرہند میں آپ نے چند روز قیام کیا۔ پھر لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں ارباب فضل کے ساتھ صحبت گرم تھی۔ ناگاہ حضرت خواجہ بزگوار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کی خبر پہنچی۔ آپ بحالت اضطراب دہلی کو روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر روضہ مقدس کی زیارت اور صاحبزادگان اور پیر بھائیوں سے ماتم پرسی کی۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب آپ کے حلقہ میں بدستور سابق حاضر ہوتے۔ حسب وصیت پیر بزگوار آپ بھی ان کی طرف صدق دل سے متوجہ ہوتے۔ آپ کی توجہات سے وہی باطنی طراوت وتازگی نظر آنے لگی جو حضرت خواجہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات پاک میں تھی۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردّ روافض میں ایک رسالہ لکھا تھا۔ اور اپنی دیگر تحریرات میں بھی روافض کے عقائد باطلہ کی تردید کرتے تھے۔ اس لئے شیعہ آپ کے جانی دشمن ہو گئے تھے۔ جہانگیر کا وزیر آصف جاہ شیعہ تھا۔ اس نے جہانگیر کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلاف بھڑکایا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ حضرت شیخ سرہندی اس کی سلطنت پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں۔ الغرض بادشاہ مخالفین کے دام فریب میں آ گیا۔ اور حاکم سرہند کو لکھا کہ شیخ مجدد کو خود لے کر حاضر ہو۔ اس طرح جب آپ بادشاہ کے سامنے پہنچے تو آپ نے بادشاہ کو سجدہ تحیہ نہ کیا۔ بادشاہ نے خلاف عادت حضرت پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ مگر درباریوں کے اُکسانے پر جب آپ کو سجدہ تحیہ کو کہا گیا۔ اور ہرچند کوشش کی گئی کہ آپ ذرا سا سر ہی جھکا لیں مگر آپ نے ہرگز نہ مانا۔ الغرض بادشاہ نے وزیر کی تحریک پر آپ کے لیے قید کا حکم دیا۔ اور آپ قلعہ گوالیار میں بھیج دیئے گئے۔ آپ کی قید کی خبر سن کر عقیدتمند اراکین سلطنت میں سخت بے چینی پیدا ہوئی۔ اور وہ بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ بالآخر حضرت نے سب کو تسلی وتشفی کے خط لکھ کر بغاوت سے روک دیا۔ آپ ایام حبس میں بھی تبلیغ فرماتے رہے۔ چنانچہ بہت سے کفار آپ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ایام قید میں بھی کبھی آپ نے بادشاہ کے لیے بددعا نہ فرمائی۔ دو سال کے بعد بادشاہ اپنے کیے پر نادم ہوا۔ اور حضرت

Marfat.com

شیخ کو اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے پاس بلا کر معذرت کی۔ اور آپ کا ایسا محب بن گیا کہ آپ کو لشکر میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ ۱۰۳۲ھ میں آپ اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ آپ کو قرب وصال کے آثار محسوس ہوئے۔ لہذا آپ نے وطن میں آ کر گوشہ اختیار فرمایا۔ اور ارشاد کا کام اپنے بیٹے خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے سپرد کر دیا۔

حضرت شیخ ایام مرض میں تنہائی بہت پسند کرتے تھے۔ ایک دن حرم سرا کی دہلیز میں لیٹے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ اس سرما میں جو دو مہینے کے بعد آئے گی۔ ہم اس گھر میں نہ سوئیں گے۔ ماہ ذی الحجہ ۱۰۳۴ھ کے وسط میں عارضہ ضیق النفس نے غلبہ پایا۔ ان دنوں میں لقائے حق سبحانہ کے شوق میں آپ رو پڑتے تھے۔ چند روز صحت بھی رہی۔ اسی اثناء میں خیرات و صدقات بکثرت وقوع میں آئے۔ بتاریخ ۲۳ صفر روز پنجشنبہ آپ نے درویشوں میں کپڑے تقسیم کیے۔

اگرچہ آپ پر ضعف غالب آ گیا تھا۔ لیکن عبادات و وظائف کے اوقات میں سرِ مُو فرق نہ آیا۔ روز وصال کی شب کو آپ نے خادموں کو جو راتوں آپ کی خدمت کرتے رہے فرمایا۔ تم نے بہت محنت کی۔ صرف آج کی رات اور محنت ہے کل تمہاری خلاصی ہو جائے گی۔ اسی رات آپ نے وہ تمام دعائیں پڑھیں جن کا ذکر صحیحین میں ہے۔ رات کے تیسرے حصہ میں اُٹھ کر وضو کیا۔ تہجد کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی اور فرمایا یہ ہماری آخری نماز تہجد ہے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ جب صبح ہوئی تو فجر کی نماز با جماعت ادا کی۔ حسب عادت مراقبہ کیا۔ بعد ازاں اشراق بڑی دل جمعی سے ادا کی اور اس وقت کی ادعیہ ماثورہ پڑھیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے فرش پر لٹا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب آپ بستر پر سنت نبوی ﷺ کے مطابق لیٹے۔ یعنی سر شمال کی طرف رخ مبارک قبلہ کی طرف اور دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے تلے تھا۔ اس حالت میں ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے۔ جب مزاج مبارک کے متعلق پوچھا گیا کہ کیسا ہے تو جواب دیا کہ اچھا ہے۔ دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی وہ کافی ہے۔ یہ آخری الفاظ تھے جو آپ نے ادا فرمائے۔ اس کے بعد کسی سے بات نہیں کی۔ صرف ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ اور اسی طرح آپ نے بروز سہ شنبہ وقت چاشت ایک پہر دن چڑھے ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ میں تریسٹھ سال کی عمر میں تریسٹھ دن بیمار رہ کر اس جہان فانی سے اللہ اللہ کہتے ہوئے وصال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اور اس قبہ مبارک میں جو آپ نے خود اپنے بڑے صاحب

Marfat.com

زادے خواجہ محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ کے مرقد پر تعمیر کروایا تھا' دفن ہوئے۔

آپ کا حلیہ مبارک یہ ہے کہ دراز قد ' نازک بدن ' گندم گوں ' کشادہ پیشانی ' پیشانی اور رخسارے پرنور درخشاں ' آنکھیں بڑی بڑی ' ناک بلند و باریک ' دہن مبارک نہ دراز نہ کوتاہ ' دندان مبارک ایک دوسرے سے متصل اور درخشاں مثل لعل بدخشاں ' ریش مبارک خوب گھنی اور دراز و مربع ' ہاتھ مبارک بڑے بڑے ' انگلیاں باریک ' پاؤں نہایت لطیف

آپ کا لباس مبارک بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سا تھا۔ ایک بڑا عمامہ سر پر ' مسواک دستار کی کور میں ' شملہ دونوں کندھوں کے بیچ ' قمیض کے گریبان کا چاک دونوں کندھوں پر ' پاجامہ شرعی ' کفش مبارک پاؤں میں ' عصا ہاتھ میں ' سجادہ کندھے پر ' سجدے کا نشان پیشانی پر۔

آپ کے اخلاق و عادات کے بارے میں کیا کہا جائے کہ صبر و شکیب ' تسلیم و رضا ' حسب حال ہر ایک کی تعظیم ' لوگوں پر شفقت ' صلہ رحم ' مریضوں کی عیادت ' سلام میں سبقت ' کلام میں نرمی آپ کا شیوہ تھا۔ آپ کا طریقہ عمل بر عزیمت تھا۔ عبادات و عادات میں نہایت احتیاط اور سنت کا کمال اتباع ملحوظ تھا۔ چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ معارف لکھنے میں مصروف تھے۔ حجت کے واسطے جو جلدی سے اٹھے تو بیت الخلا میں داخل ہوئے۔ پھر جلدی سے باہر نکل آئے۔ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ اتنی جلدی چلے آئے۔ نکلتے ہی آپ نے پانی منگوا کر انگوٹھے کو دھویا۔ اور پھر بیت الخلا میں گئے۔ جب وہاں سے نکلے تو فرمایا کہ جب میں بیت الخلا میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میرے انگوٹھے پر سیاہی کا داغ ہے۔ جو حروف قرآنی کی کتابت کا سامان ہے۔ اس واسطے مناسب نہ سمجھا کہ سیاہی سمیت وہاں بیٹھوں۔ گو اشد ضرورت تھی۔ لیکن ترک ادب کے مقابلے میں آپ نے اُسے روک رکھا۔ اسی طرح ایک روز جو بیت الخلا میں داخل ہوئے تو غلطی سے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھ دیا۔ اُس روز احوال بند رہے۔

ایک مرتبہ ایک درویش کو فرمایا کہ تھیلی میں سے چند لونگ نکال لاؤ۔ وہ چھ دانے نکال لائے۔ آپ نے جھڑک کر فرمایا۔ کہ دیکھو یہ بھی صوفی ہیں انھوں نے اتنا بھی نہیں سنا کہ اَللّٰہُ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ عدد طاق کی رعایت مستحب ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و

Marfat.com

آخرت بھی دے دیں تو بھی سمجھو کہ کچھ نہیں دیا۔

ایک روز آپ اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ کہ جھٹ پٹ نیچے اترے۔ اور فرمایا کہ مجھے تخت تلے ایک کاغذ دکھائی دیا ہے۔ معلوم نہیں اس پر کچھ لکھا ہے کہ نہیں۔ آپ نے اتنی دیر بھی تخت پر بیٹھنا جائز نہیں سمجھا کہ کسی کو حکم دیں کہ تخت تلے کاغذ نکالے۔ گویا آپ نے ایسی صورت میں تخت پر بیٹھنا بے ادبی سمجھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک حافظ جس کے تلے فرش تھا قرآن شریف پڑھنے میں مشغول ہوا۔ جب حضرت شیخ قدس سرہٗ نے نگاہ کی تو دیکھا کہ جہاں پر خود تشریف رکھتے ہیں۔ وہاں فرش زیادہ ہے جھٹ اپنے تلے سے نکال دیا تا کہ اس حافظ سے اونچے نہ بیٹھیں۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ کی سب سے بڑی کرامت آپ کے مکتوبات شریف و دیگر تصنیفات ہیں۔ جن میں وہ نادر علوم و معارف الہامیہ درج ہیں۔ جو عین سنت و شریعت کے مطابق ہیں۔ چنانچہ آپ اپنے بڑے صاحبزادے خواجہ محمد صادقؒ کو لکھتے ہیں۔

"اے فرزند! یہ علوم و معارف کہ جن پر اہل اللہ میں سے کسی نے صراحۃً نہ اشارۃً لب کشائی کی ہے اشرف معارف اور اکمل علوم میں سے ہیں۔ جو ہزار سال کے بعد منصۂ ظہور پر آتے ہیں۔ واجب تعالیٰ و تقدس کی حقیقت اور ممکنات کے حقائق کو جیسا کہ ممکن و لائق ہے بیان کرتے ہیں۔ نہ کتاب و سنت کے مخالف ہیں اور نہ اہل حق کے اقوال سے مخالفت رکھتے ہیں۔ حضرت نبی کریم علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کی دعا اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَاھِیَ (اے اللہ حقائق اشیاء ہم کو دکھا جیسا کہ وہ ہیں) سے جو آپ نے گویا امت کی تعلیم فرمائی ہے شاید یہی حقائق مراد ہیں۔ جو ان علوم کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں۔ اور مقام عبودیت کے مناسب ہیں اور نقص و ذلت و انکسار پر دلالت کرتے ہیں جو حال بندگی کے موافق ہے۔ عاجز بندہ جو اپنے تئیں اپنے مولائے قادر کا عین سمجھے۔ اس میں کونسی لطافت ہے بلکہ اس سے تو اس کی کمال بے ادبی ظاہر ہوتی ہے"

حضرت شیخ کے عادل اصحاب سے سنا گیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت بیابان و جنگل کی سیر کو نکلے۔ اثنائے راہ میں دھوپ کی شدت اور گرد و غبار کی کثرت سے بڑے صاحبزادے اور جو دوسرے پیادہ ہم

Marfat.com

رکاب تھے اُن پر پیاس نے غلبہ کیا۔ مگر بپاس ادب حضرت کی خدمت میں عرض کرنے کی جرات نہ کر سکے۔ اس اثنا میں خود حضرت نے مولانا محمد یوسف سمرقندی سے جو آپ کے مرید اور پیر بھائی بھی تھے ارشاد فرمایا کہ دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت سے یاروں کو تکلیف ہو رہی ہے۔ مولانا نے کہا کہ حضرت کو معلوم ہے۔ یاروں کے عرض کرنے کی حاجت نہیں۔ اس پر حضرت نے مسکرا کر آسمان کی طرف آنکھ اُٹھائی اور زیر لب کچھ کہا۔ چند قدم بھی آگے نہ بڑھے تھے کہ بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا۔ جس نے حضرت اور آپ کے یاروں پر سایہ ڈالا۔ اور ترشح ہوا مگر اس قدر کہ غبار دب گیا اور کیچڑ نہ ہوا۔ اور معتدل ہوا چلنے لگی حالانکہ وہ بارش کا موسم نہ تھا۔

وجد و حال والے ایک درویش نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالی علیہ کے مناقب اور حالات تمام دنیا اور دنیا والوں میں پھیل گئے اور مشہور ہو گئے تو میں آپ کے دیدار فائض الانوار کے لیے سرہند آیا۔ اس وقت رات کا چوتھائی حصہ ختم ہوا ہو گا کہ میں شہر میں داخل ہوا اور ایک مسجد میں چلا گیا۔ مسجد کا ایک ہمسایہ مجھے اپنے گھر لے گیا اور مجھ پر مہربانی کی۔ اسی دوران میں اس سے میں نے حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالی علیہ کے حالات دریافت کیے۔ وہ طعن اور اعتراض کرنے لگا۔ میں رنجیدہ ہوا اور باطن میں آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ ناگاہ دیکھا کہ آپ تشریف لے آئے اور آپ کے ہاتھ میں برہنہ تلوار ہے۔ اور آپ نے اس طعنہ کرنے والے کے ٹکڑے کر دیئے۔ اور باہر تشریف لے گئے۔ میں نے یہ حال دیکھا تو مجھ پر دہشت طاری ہو گئی اور میں اضطراب کے عالم میں آپ کے پیچھے بھاگا لیکن آپ کو نہ پایا۔ صبح کو جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو مجھے خوف اور رعشہ ہو رہا تھا۔ آپ نے مجھے لپٹا لیا اور مسکرا کر کان میں فرمایا۔ '' جو کچھ رات میں واقعہ گزرا دن میں اس کا ذکر نہیں کرتے '' اس کے بعد اس محلے میں جب میں گیا تو دیکھا کہ ایک شور برپا ہے کہ اس شخص کو کسی نے قتل کیا اور چلا گیا۔

ایک درویش نے کہ ابھی وہ حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا آپ کو عریضہ لکھا کہ صحابہ کرامؓ جو رسول اکرم ﷺ کی صرف ایک صحبت کی وجہ سے بڑے سے بڑے اولیاء سے افضل ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔ شاید پہلی ہی صحبت میں اُن کو وہ سب کچھ دے دیا جاتا ہو گا جو تمام اولیاء کے مقامات سے زیادہ ہو گا۔ حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے اس

Marfat.com

کے جواب میں تحریر فرمایا کہ ''اس عقدے کا حل صحبت پر موقوف ہے''۔ وہ درویش صفا کیش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس پر پہلی ہی صحبت میں عجیب حالت طاری ہوگئی۔ آپ نے اسی دن اس کو خلوت میں طلب فرما کر فرمایا کہ ''آج ہی ہم نے تمہارا ورق لوٹا دیا ہے اور تمہارے احوال بدل گئے ہیں۔ تم بھی یہ بات سمجھے یا نہیں'' اس درویش نے آپ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور اپنے احوال جو وارد ہوئے تھے بیان کیے اور صحبت کی فضیلت کا معترف ہوا۔

آپ کے مخلصین میں سے ایک نے بیان کیا کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ کا طریقہ تھا کہ ہر چھوٹے بڑے اور یگانہ و بیگانہ کو پہلے سلام کیا کرتے تھے۔ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ آج میں حضرت کی خدمت میں چلتا ہوں اور اچانک پہنچ کر پہلے سلام کروں گا۔ چنانچہ اس ارادے سے میں آپ کی خدمت میں روانہ ہوا اور آپ کے جماعت خانے کے قریب پہنچ گیا تھا کہ دو تین قدم آگے بڑھتا تو بالکل آپ کے سامنے پہنچ جاتا لیکن ابھی آپ نے مجھے دیکھا بھی نہ تھا اور نہ میں نے آپ کو دیکھا تھا کہ جماعت خانے کے اندر سے آپ نے آواز دی کہ اے فلاں السلام علیکم۔ ناچار میں نے قدم بڑھایا اور خود کو آپ کے سامنے پیش کر کے وعلیکم السلام عرض کیا اور آپ سے اپنے ارادے کا ذکر بھی کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا۔

حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرید ہوا تو اس کا سبب یہ کرامت تھی کہ ایک رات میں نے حضرتؒ کو خواب میں دیکھا کہ آپ مجھے یہ آیت سنا رہے ہیں "قل اللہ ثم ذرھم" تلاوت کے دوران تصرف فرمایا۔ اور میرے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ چنانچہ میں نے اپنے دل کو ذاکر پایا۔ علامہ مذکور ایک عرصہ تک اسی نسبت کے ساتھ حضرتؒ سے باطنی طور پر استفادہ کرتے رہے اور کہا کرتے تھے کہ میں شیخ احمد کا اویسی ہوں۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ظاہری تعلیم ذکر بھی حاصل کی۔

۱۰۳۲ھ میں حضرت مجدد قدس سرہٗ جب اجمیر شریف میں تھے فرمایا کہ '' میرے انتقال کا زمانہ قریب ہے '' اور آپ نے حضور ﷺ سے بشارتیں اور کرامتیں حاصل کیں۔ جیسا کہ آپ نے اپنے صاحبزادوں کو لکھا ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ '' تم کو دنیا کے اجازت نامے کی بجائے آخرت کا اجازت نامہ دیا گیا اور مقام شفاعت عطا کیا گیا '' آپ نے یہ

Marfat.com

بھی لکھا ہے کہ ''امہات المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) حضور انور ﷺ کے حضور میں بعض خدمات کا اہتمام فرما رہی ہیں اور فرماتی ہیں کہ ہم تمھارا انتظار کر رہے تھے۔ ایسا اور ویسا کرنا چاہیے۔ اور حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت میرے لیے کوئی اجنبی نہیں'' اس کے بعد حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پوری پوری طرح سے آخرت کے کاموں میں لگ گئے اور گو کہ آپ کو ارشاد و تکمیل میں راحت حاصل ہوئی تھی لیکن محبوب حقیقی کے وصال نے پرتو ڈال رکھا تھا۔ آپ نے تنہائی اختیار کر لی تھی اور آپ کے مکتوب گرامی کے ملنے کے بعد صاحبزادوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور اجمیر شریف پہنچ گئے۔ آپؒ نے ان کو تنہائی میں ارشاد فرمایا کہ مجھے اب کسی طرح بھی اس دنیا سے وابستگی نہیں رہی ہے' مجھے دوسری دنیا میں جانا چاہیے۔ پھر آپ نے وصیتیں فرمائیں۔ پھر آپ اپنے وطن سرہند پہنچ گئے۔ اور اپنے لیے الگ ایک خلوت خانہ متعین فرمایا' جہاں آپؒ رہتے تھے اور تھوڑے عرصے میں وہیں رحلت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے اپنی بے انتہاء عنایت سے اس فقیر کو اتنی قدرت عطا فرمائی ہے کہ اگر ایک خشک لکڑی پر توجہ دوں تو ایک عالم منور ہو جائے گا۔ لیکن اس آخر زمانے میں اس طرح کی توجہ کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں ہے''

حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خاص مقام کے متعلق اپنے ایک مکتوب میں یوں بیان فرمایا ہے کہ

'' میں اللہ تعالیٰ کا مرید ہوں اور اس کا مراد بھی ہوں۔ میرا سلسلہ بغیر کسی توسط کے اللہ تعالیٰ سے متصل ہے اور میرا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا قائم مقام ہے اور میری ارادت حضور انور ﷺ سے بہت سے واسطوں سے ہے (یعنی) سلسلہ نقشبندیہ میں اکیس' طریقہ قادریہ میں پچیس اور طریقہ چشتیہ میں ستائیس واسطوں سے ہے۔ لیکن میری ارادت جو اللہ تعالیٰ سے ہے وہ واسطہ قبول نہیں کرتی جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ پس میں حضور انور ﷺ کا مرید بھی ہوں اور ہم پرہ (یعنی پیچھے پیچھے چلنے والا) بھی ہوں۔ اگرچہ اس خوان نعمت پر طفیلی ہوں لیکن بن بلائے نہیں آیا ہوں۔ اگرچہ تابع ہوں لیکن اصالت سے محروم نہیں ہوں اور اگرچہ امتی ہوں لیکن نعمت میں شریک ہوں۔ وہ شرکت نہیں جس میں ہمسری کا دعویٰ ہو بلکہ وہ

Marfat.com

شرکت جو ایک خادم کو اپنے مخدوم سے ہوا کرتی ہے۔ جب تک بلایا نہیں گیا خوانِ نعمت پر حاضر نہیں ہوا اور جب تک اجازت نہیں ملی نعمت کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔ اگر چہ اُویسی لیکن میرا مُربی حاضر و ناظر ہے۔ اگر چہ طریقہ نقشبندیہ میں میرے پیر عبد الباقی ہیں لیکن میری تربیت اللہ الباقی کی طرف سے ہے۔ میں نے اللہ کے فضل سے تربیت حاصل کی ہے اور راہِ اجتباہ (پسندیدہ راہ) پر چلا ہوں۔ میرا سلسلہ رحمانی ہے اور میں عبد الرحمٰن ہوں کیونکہ میرا ربّ رحمٰن ہے اور میرا مُربی ارحم الراحمین ہے۔ طریقہ سبحانی میرا طریقہ ہے کہ وہاں راہ تنزیہ سے پہنچا ہوں۔"

خراب جرات آں رند پاکم
خدا را گفت مارا مصطفی بس

میں اس بہادر رند پاک (حضور مجدد الف ثانیؒ) کا غلام ہوں جس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو پانے کے لیے مجھے حضرت مصطفیٰ ﷺ کافی ہیں۔

Marfat.com

صد نشاں دارند و محو مطلق اند

چہ نشاں بل عین دیدار حق اند

برتر انداز عرش و کرسی و خلا

ساکنانِ مقعدِ صدقِ خدا

(رومیؒ)

وہ عرش اور کرسی اور خلا سے بھی بہتر ہیں، (وہ) خدا کی سچائی کی نشستگاہ کے ساکن ہیں، وہ سینکڑوں نشانات رکھتے ہیں اور مطلق فنا ہیں، نشان کیا، بلکہ وہ اللہ کا بعینہ دیدار ہیں

ذکرمبارک

حضرت خواجہ نور محمدؒ صاحب المشہور بہ حضرت باباجیو صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

و

حضرت فقیر محمدؒ صاحب المعروف باباجی چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

دربارِ عالیہ چورہ شریف

حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل پاک سے ہیں۔ آپ کے والد ماجدؒ کا نام مبارک خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت باباجی جیو قدس سرہٗ کی پیدائش ۱۱۷۹ھ میں موضع تیزی شریف (افغانستان) میں ہوئی۔ حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کا نام مبارک نور محمد رکھا۔ اور فرمایا

"یہ لڑکا ولی عہد حضرت خواجہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوگا۔ اور خاندان نقشبندیہ مجددیہ کو اس کے وجود سے ایسا فروغ ہوگا کہ کل دنیا میں اس کے نور سے خلق خدا فیض یاب ہوگی۔"

حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابتداء سے تصوف میں شغل رکھتے رہے۔ اور کسی آدمی کو آپ کے علم ظاہری پر واقفیت نہ تھی۔ جب کسی شخص کو کسی مسئلہ کی ضرورت پڑ جاتی۔ تو آپ روایت اور نقل کتاب مستند سے ایسی سند دے دیتے تھے کہ اس کی تسلی ہو جاتی اور دوبارہ دریافت کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

آپ صبح کی نماز کے بعد تا ادائے نفل اشراق کلام کسی قسم کا نہیں فرماتے تھے۔ بعد نماز فجر ایک مرتبہ فاتح الکتاب اور الٓمّٓ الی مفلحون و آیت الکرسی شریف اور آیت ثم انزل علیکم تا صدور پڑھ کر سورہ یسین شریف، قل یا ایھا الکافرون، قل ھو اللہ احد اور سورہ ہا معوذ

تین پڑھ کر ایک تسبیح درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں نماز نفل اشراق پڑھتے۔ اس کے بعد جو لوگ بیعت کے واسطے ارادہ ظاہر کرتے ان کو بیعت کر کے توجہ فرماتے۔ بعد ازاں کھانا تقسیم ہوتا تھا اور خود بھی فقرا کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔

قدرے آرام کر کے زوال کے بعد وضو کر کے نفی اثبات کی تسبیح پڑھتے اور چار رکعت نماز سنت زائدہ ہمیشہ ظہر اور عصر سے پہلے آپ ضروری پڑھا کرتے تھے۔ بعد نماز ظہر آپ توجہ فرماتے تھے اور حاجت مندوں کو تعویذ وغیرہ دیا کرتے تھے اور جو لوگ رخصت ہونا چاہتے ان کو اجازت ملتی۔ نماز ظہر کے بعد ایک مرتبہ سورہ نوح پڑھا کرتے تھے یہ آپ کی عادت میں ضروری امر تھا۔ بعد میں عصر کے داخل ہوتے ہی آپ چار رکعت نماز سنت ادا کرتے۔ بعد ازاں عصر کی نماز پڑھ کر آپ کی دائیں ایڑی کے نیچے کی طرف جو کہ جوانی کے وقت زخم آیا تھا پوست انار پسا ہوا ڈال کر باندھا کرتے تھے۔ بعدۂ آپ سب کے ساتھ حلقہ فرما کر مراقبہ کیا کرتے تھے۔ شام کی نماز کے بعد آپ سب درویشوں کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے۔ بعد نماز مغرب چھ رکعت نماز نفل اوابین پڑھتے۔ اور سب کو نہایت تاکید فرماتے۔ بعد میں سورہ واقعہ کی تلاوت فرماتے۔ اور بعد نماز عشاء وتر سے پہلے آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے سبحان الملک القدوس اور ایک بار سورۃ تبارک الذی اور ایک مرتبہ اسمائے حسنیٰ اور ایک مرتبہ آخر سورۃ بقرہ ایک مرتبہ آیت ثم انزل علیکم تا صدور اور آخر سورۃ بنی اسرائیل اور آخر سورۃ کہف آخر سورہ حشر اور آخیر کے دس سورۃ پڑھ کر استراحت فرماتے تھے۔ آخر رات تیسرا حصہ میں آپ بیدار ہو کر تہجد کی نماز بارہ رکعت ادا کر کے ایک تسبیح استغفار پڑھ کر تھوڑا سا مراقبہ کر کے سبحہ گردانی ذکر نفی اثبات فرماتے اور آپ کی عادت مبارک تھی کہ آپ درمیان سنت و فرض نماز فجر دائیں پہلو پر ذرا دیر لیٹ جایا کرتے تھے بمطابق سنت نبوی ﷺ۔

حضرت بابا جیو صاحبؒ قریباً اسی (۸۰) سال تیزئی شریف میں قیام پزیر رہے۔ اور اس ملک میں حضور کے فیض سے بے شمار مسلمان فیضیاب ہوئے۔ سب لوگ حسب استعداد مستفید ہوتے رہے۔ پھر ۱۲۸۴ھ میں موضع چورہ شریف مضافات اٹک میں تشریف فرما ہوئے۔ اور اسی جگہ آپ ایک سال اور چھ ماہ قیام کے بعد ۱۲۸۶ھ میں رحلت فرما گئے۔

Marfat.com

حضور باباجی قبلہؒ فقط ایک ہی توجہ کاملہ سے سلوک کی منازل طے کروادیا کرتے تھے۔ آپ تھوڑے وقت میں زیادہ کام کرنے کے لیے روحانی لشکروں کواس طرح تیار فرماتے کہ سالکین خفیہ راہوں سے چشم زدن میں منزل مقصود تک جا پہنچتے' آپ کا طریق سلوک حضرت جامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فرمان کا آئینہ دار تھا۔

نقشبنداں عجب قافلہ سالارانند

کہ بحرم می روند پنہاں قافلہ را

صاحبزادہ سید فیض الحسن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (آلومہار شریف) فرمایا کرتے تھے کہ حضرت قبلہ عالمؒ کی نسبت میں صفا اور سکون کے ساتھ توجہ اتحادی اور توجہ انعکاسی کا رنگ پوری طرح نمایاں تھا اور آپ کے فیضان میں جذب کا پہلو غالب تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کے فیض صحبت اور حلقہ تربیت سے لامکان کے شہباز اور طریقت کے آفتاب پیدا ہوئے۔

حضرت صاحبزادہ محمد کبیر شاہ صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک خصوصی محفل احباب میں عاشق رسول مولانا محمد صادق چشتی جہلمی نے یہ ایمان افروز بات سنائی کہ میں اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بڑے انتظار کے بعد خلوت کی چند گھڑیاں میسر آئیں تو میں نے حضرت سے بڑی راز داری کے ساتھ سوال کیا۔ ''حضور اس دور میں علم مجددیت کس کے پاس ہے؟''

تو آپ نے بے ساختہ فرمایا حضرت پیر پٹھان خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد مجددیت کا علم چورہ شریف کو منتقل ہوا تھا' ابھی تک انہی بزرگوں کے پاس ہے واپس نہیں آیا۔ خدا جانے کب تک ان کے پاس رہتا ہے۔

ایک دن ایک درویش نے عرض کیا کہ حضور یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ دوسرے لوگ صد ہزار ریاضات و مجاہدات کر کے بھی اس قدر جوش عشق و محبت اور جذب و فیض حاصل نہیں کر پاتے جس قدر آپ کے غلام و خدام چند روز میں حاصل کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ:

'' دوست یا اولاد اس شخص کی تنگ دست و محتاج ہوتی ہے جن کا باپ یا رفیق غریب و مفلس ہو اور جن کا باپ' مالدار ہو ان کو زیادہ تر خلوص و محبت کی ضرورت ہے' محنت کی چنداں حاجت

Marfat.com

نہیں ''

حضور عالم جناب بابا صاحب جیوؒ جب بمقام نتھیال شریف واسطے فاتحہ خوانی خلیفہ نامدار شاہؒ تشریف لائے تو ایک شخص نے حاضر ہو کر دعوت کی استدعا پیش کی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضورؒ کے ساتھ پچاس آدمی ہیں۔ گھر جا کر کہنے لگا کہ دعوت تو بابا جیو صاحب کو کہہ چکا ہوں مگر کیا کیا جائے کہ اُن کے ساتھ آدمی بہت ہیں اور گھر میں کھانے کا انتظام بہت تھوڑا بہت تشویش ہے مگر جو اللہ کو منظور ہوگا۔ شام کی نماز کے بعد جب کھانا حضورؒ کے آگے رکھا گیا۔ حضرت نے اپنی چادر مبارک اس طعام ماحضر پر بچھا دی اور مہمانوں کے آگے کھانا پیش کر کے کھانے کی اجازت دے دی۔ سب یاران طریقت کھانا کھا چکے تو کھانا بدستور موجود تھا۔ اور جو دعوت کھا کر حضرت قبلہ عالم کے ساتھ مسجد کو روانہ ہوئے تین سو سے زائد درویش تھے۔ نہایت حیران ہوئے۔ دعوت دینے والے شخص نے اپنے گھر جا کر تھوڑے سے دانے لا کر حضورؒ کی خدمت میں پیش کیے اور عرض کیا کہ حضرت ہمارے گھر میں ہمیشہ غلہ کی کمی رہتی ہے اگر ہمارے لیے یہ تھوڑے دانے دم کر دیں تو ہم غلہ کے ڈھیر میں ڈال دیں گے۔ امید ہے کہ اس میں برکت ہوگی۔ حضرت اقدسؒ نے کچھ پڑھ کر دم کر دیا اور فرمایا بسم اللہ شریف پڑھ کر وضو سے غلہ میں سے بقدر ضرورت نکال لیا کریں۔ چنانچہ خدا کے فضل سے ایک سال سے زیادہ اس غلہ میں برکت رہی پھر شومئ قسمت ایک مرتبہ اس کی بیوی نے بے وضو غلہ نکال لیا۔ اس روز سے غلہ میں وہ برکت ختم ہوگئی۔

حضرت قبلہ عالم نور اللہ مرقدہٗ کے عہد میں حضور کا ایک مخلص مرید راجہ سید خان جو کہ بعہدہ ڈپٹی انسپکٹر تعینات تھے۔ بلا اجازت و رخصت سرکار تعاقب ڈاکو کا بہانہ سے موضع ڈراڈر حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی شفقت و نظر عنایت نے اس کو گرویدہ کیا کہ واپس جانے کی طرف خیال تک باقی نہ رہا۔ آپ سے مجاز طریقہ ہو کر واپس آیا۔ اس روز سے لے کر ہمیشہ چوروں کو بلا تحقیقات بروئے مکاشف پہچان لیا کرتا تھا۔ اور ماخوذ کر کے چالان کرتا تھا۔ کبھی غلطی واقع نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ حضور عالی نے اس کو فرمایا کہ تمہارا کشف تمہارے حق میں چوروں کی مصیبت ہوئی۔ عرض کرنے لگا کہ حضرت دعا فرمائیں کہ میرے حلقہ میں ایسے واقعات وقوع نہ ہوا کریں۔ آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے راجہ سید خان کی چالان شدہ کوئی آسامی

Marfat.com

عدالت میں تا زندگی نہ پہنچی۔ ایک مرتبہ افسر ضلع اٹک نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ کبھی کوئی رپورٹ واردات راجہ سید خان کی طرف سے عدالت میں نہیں آتی۔ سب حاضرین کہنے لگے کہ راجہ صاحب کوئی ملازمت تو نہیں کرتے وہ شب و روز فقیروں میں بیٹھ کر حلقہ کرتے ہیں اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ افسر ضلع نے واسطے تحقیقات اس امر کے ملک صاحب رحمت خاں انسپکٹر حافظ آبادی ضلع گوجرانوالہ کو روانہ فرمایا۔ ملک صاحب جس وقت بابا جیو صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے فیض سے سرشار ہوئے فوراً مشرف بیعت ہو کر سر حلقہ فقراء ہوا۔ بواپسی اپنے افسروں کو تسلی دی اور چون و چرا کی جگہ نہ رہی۔

خلیفہ نامدار شاہ صاحبؒ نتھیال شریف والے موضع کاٹ میں ایک مولوی صاحب سے کتاب شرح الیاس پڑھا کرتے تھے۔ انھوں نے عالم خواب میں بابا جیؒ کو دیکھا اور ارشاد ہوا کہ تم فوراً میرے پاس موضع تیزی چلے آؤ اور بیعت حاصل کرو۔ جس وقت آپ بیدار ہوئے اور دم بخود ہو کر طبیعت میں کمال اضطراری ظاہر ہوئی۔ استاد صاحب نے پوچھا کہ نامدار شاہ تمہارے چہرے پر پریشانی کا کیا باعث ہے۔ آپ نے اپنے خواب کے حالات بیان کیے۔ اسی وقت استاد نے ایک رفیق ہمراہ ساتھ دے کر روانہ تیزی شریف کیا۔ اور وہاں بیعت کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔

حضرت خواجہ نامدار شاہ صاحبؒ چھ سال حضرت بابا جیوؒ کی خدمت مبارک کے واسطے فراہمی لکڑیاں اور گھاس مال مویشی کی خدمت گذاری کرنے پر خادم رہے۔ اس عرصہ میں آپ کو سر مبارک دھونے کی فرصت نہیں ملی ایک مرتبہ حضرت گل محمد صاحبؒ نے بڑے زور سے آپکا سر مبارک دھلوایا۔ سر کے بال ایسے باہم جمع تھے کہ ان میں کنگھی نہیں چل سکتی تھی۔ تمام روز خواجہ صاحب ایک ایک بال کو علیحدہ علیحدہ کر کے بمشکل تمام شام تک بالوں میں شانہ کیا۔ حضرت بابا جیوؒ نے یہ حال دیکھ کر دوسرے روز خلافت عطاء فرمائی۔ اتفاق سے اچانک بابا جیو صاحبؒ کا فرزند کلاں اسمی احمد گل جو کہ بفاصلہ تین کوس تعلیم علم کے لیے قیام پزیر تھے۔ خبر بیماری پہنچی۔ حضرت بابا جیو صاحبؒ نہایت پریشان خاطر ہوئے۔ فرمایا کہ عجب گل اگر تمہارا جانا ہو سکتا ہے تو جاؤ میرے فرزند کو اسی جگہ لے آؤ۔ عجب گل نے جواب میں عرض کیا کہ حضرت میں جا نہیں سکتا ایک کام ضروری ہے۔ پھر اللہ نور کو کہا کہ کیا تم جا سکتے ہو۔ عرض کیا کہ حضور نہیں مجھ کو بھی گھر میں ایک کام ہے۔ اتنے میں شاہ نامدار صاحب

Marfat.com

دست بستہ کھڑے ہو کر عرض گذار ہوئے اور کہا کہ حضرت غلام حاضر ہے۔ تعمیل حکم کے لیے دل و جان سے تیار ہوں۔ بابا جیو صاحبؒ نے ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں دُعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے فیض سے جہاں کو منور کرے گا۔ اس وقت شاہ نامدار صاحبؒ روانہ ہوئے۔ اور پانچویں روز حضرت صاحبزادہ صاحب احمد گل کو حضرت کے پاس لائے۔ رات کر جناب بابا جیو صاحب کو استخارہ کے ذریعہ سے حکم ہوا کہ نامدار شاہ صاحب کو خلیفہ بنا کر روانہ پنجاب کرو۔ چنانچہ صبح کے وقت حضرت بابا جیو صاحب نے شجرہ شریف نقشبندیہ بمعہ اجازت خلافت دے کر روانہ پنجاب کیا۔ پنجاب میں پہنچتے ہی ہجوم خلق آپ سے فیضیاب ہونے لگی۔ جس کے شمار سے قلم قاصر ہے۔

فدائے نیک بختاں ہر کہ شد از نیک بختاں شد

ہما منشور دولت میکند ہر استخوانے را

آپؒ کا فرمان ہے کہ آدمی کو دو چیزیں درست اور دو چیزیں شکستہ چاہئیں۔

درست چیزیں یہ کہ (ا) دین درست (ب) یقین درست ' شکستہ چیزیں یہ کہ (ج) دست شکستہ (د) پا شکستہ

ا۔ دین درست سے مراد یہ ہے کہ قولاً فعلاً اعتقاد شریعت کے موافق ہے۔

ب۔ یقین درست سے مراد مواعید الٰہی پر پورا پورا یقین ہے۔

ج۔ دست شکستہ سے مراد یہ ہے کہ اشارۃً یا صریحاً کسی سے کسی چیز کا طالب نہ ہو۔

د۔ پا شکستہ سے مراد یہ ہے کہ کسی کے پاس کسی غرض سے نا جاوے یعنی محتاجی نہ کرے۔

☆ طالب ذوق و شوق اور کشف و کرامت طالب خدا نہیں۔

☆ پیر کی رضا سے وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو کسی مجاہدہ اور ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

☆ فقیر دل کی مراد سے خالی ہونے کو کہتے ہیں نہ کہ ہاتھ خالی ہونے کو۔

☆ لوگوں کے عیب کو نیکی کی طرف تاویل کرو اور اپنی اچھی باتوں کو عیب کی طرف تاویل کرو۔

Marfat.com

ذکر مبارک

قبلہ عالم ، امام العارفین ، رئیس العاشقین

حضور سیدنا حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی المعروف باباجی چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضور قبلہ عالم باباجی صاحب کا اسم شریف فقیر محمد تھا (علیہ الرحمتہ)۔ آپ اپنے والد ماجد حضرت باباجی صاحب جیوؒ کے قدم بقدم چلتے تھے اور انہی سے علم ظاہری اور باطنی تحصیل کیا۔ ایام صغرسنی سے ہی آپ ذکر وفکر و مراقبہ واتباع شریعت میں مصروف و مشغول تھے۔ قطع ماسوی اللہ کا طریق آپکو پہلے ہی مرغوب تھا۔ آپ کو آپ کے والد صاحب سے ابتدا سے ہی صحبت ورابطہ حاصل تھا۔ یہاں تک کہ نشست و برخاست وطریق کلام واخلاق وغیرہ میں بالکل متحد الاوصاف تھے۔ جس طرح آپ میں دیگر اوصاف حسنہ تھے اُسی طرح ایک یہ بھی تھا کہ آپ مسکینوں کی صحبت ومحبت سے خوش رہتے تھے۔ فاروقی نسب میں آپ کا شجرہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچتا ہے۔

خداوند کریم نے جناب باباجی صاحب علیہ الرحمتہ کو وہ کمالات عطا فرمائے تھے کہ دوسروں کو اُس وقت کم عطا ہوئے تھے۔ قرآن شریف کے ہر اک حرف کے جدا فوائد وخواص اور اسرار ونکات ایسے معلوم تھے کہ دوسروں کو ان کا سمجھنا دشوار تھا۔ آپ اپنے وقت میں مرجع اہل اللہ تھے۔

بروز ولادت آپ اپنی والدہ صاحبہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر نہ پیا۔ اتنے میں آپ کے دادا فیض اللہ صاحب علیہ الرحمتہ تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ تو ابھی سے اپنا حصہ طلب کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی زبان ولعاب دہن باباجی صاحب علیہ الرحمتہ کے منہ میں ڈال دیا تو آپ نے والدہ مکرمہ کا دودھ پیا۔

آپؒ کا معمول تھا کہ آپ لباس سادہ نیلگون، کوئی کپڑا سیاہ بھی پہنتے۔ شرعی پاجامہ سفید، سر پر کلاہ اور اس پر لونگی خط دار یا سبز دستار پہنتے۔ بدن پر کبھی لونگی نیلگوں یا چادر اوڑھتے، پاپوش پو ٹھوہاری استعمال فرماتے، عصا اپنے ہاتھ میں ہمیشہ رکھا کرتے۔ آپ کی طبیعت میں ذرہ بھر بھی تصنع و

Marfat.com

ریا و تکلف نہ تھا۔ فخر و خود پسندی آپ کے نزدیک تک نہ آیا تھا۔ مسکنت و تمکنت و وقار آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اور صدیقی انوار و برکات آپ کے حالات سے ظاہر ہوتے تھے۔ آپ کی طبیعت میں جمالیت اس قدر تھی کہ سالہا سال کسی پر غصہ نہ ہوتے اور نہ کسی کو آپ سے کبھی ضرر و نقصان پہنچا۔ آپ کسی پر کسی کے شکایت کرنے سے کبھی بدظن نہ ہوتے بلکہ جہاں تک ہو سکتا شکستہ دلوں کی دل جوئی کرتے تھے۔ کسی کا احسان یاد رکھتے جب تک اس احسان کا بدلہ دس گنا عطا نہ کرتے کسی کا احسان نہ اٹھاتے۔ آپ کو محفل آرائی اور زینت سے تنفر تھا۔ غربا پر کبھی آپ بوجھ نہ ڈالتے۔ شہروں میں آپ کم سے کم تین روز اور زیادہ سے زیادہ پندرہ روز قیام فرماتے۔ سفر میں آپ کے ساتھ ہمیشہ چند خلفاء اور درویش رہتے۔ آپ زاہد خشک یا محض ظاہر پرست نہ تھے بلکہ لوگوں کی درستگی باطن کا خیال زیادہ رکھتے۔ اور اتباع سنت سے قدم باہر نہ رکھتے۔ آپ تحمل اور بردباری میں بے نظیر تھے جب کبھی کسی سے خطاء یا قصور ہوتا فوراً معاف فرما دیتے۔ بلکہ خود بلا کر اُس سے عذر و معذرت سن کر قبول فرماتے۔ بلکہ بعض وقت یہ بھی فرماتے کہ خدا تمھارا اور ہمارا گناہ معاف کرے۔ آپ خود بھی ساکت و خاموش رہتے اور احباب کو بھی تاکید فرمایا کرتے۔

آپ کی مجلس میں علما و امراء وغیرہ موجود رہتے مگر آپ کے روبرو ایسے ہیبت زدہ و مرعوب رہتے کہ لب کشائی کی جرات نہ تھی۔ باوجود یہ کہ آپ نہایت ہی خوش اخلاق تھے مگر پھر بھی ذی وقار، بارعب و مہیب نظر آتے۔

آپ کی خدمت میں جب کوئی بیٹھ جاتا تو اٹھنے کو جی نہ چاہتا۔ آپ سفر میں اپنے ہمراہیوں یا خادموں کو کبھی تکلف میں نہ ڈالتے نہ اپنا آرام تلاش کرتے۔ یک لخت کسی کو بالکل مقرب و معتمد علیہ بنا کر فوراً گرا کر محروم و مغضوب علیہ بنانے کی کوشش نہ کرتے بلکہ ہر ایک کو اس کی باطنی حیثیت اور دلی اخلاص کے مطابق دوست بناتے اور جس کو دوست بنا لیتے پھر اس کا کام بھی پورا کر دیتے اور ایسا کرتے کہ پھر اس کو احتیاج نہ رہتی اور اس کا دل مطمئن ہو جاتا یا اس کے دنیاوی مقاصد پورے ہو جاتے۔

آپ کو تعویذ نویسی زیادہ پسند نہ تھی۔ اکثر آپ دعا فرمایا کرتے اسی دعا سے لوگوں کے مقصد نکل آتے۔ آپ اپنی بیماری کا حال حتی الوسع اور پر ظاہر نہ کرتے۔ جو شخص صدق دل سے حلقہ

Marfat.com

میں حاضر ہوتا فوراً عاشق صادق بن کر آپ پر جان قربان کرتا۔ آپ کی خوراک بالکل کم تھی خمیری روٹی و کھچڑی آپ کو مرغوب تھی۔ سرخ مرچ سے پرہیز رکھتے۔ میوہ کم کھاتے۔ کسی خاص چیز کے عادی نہ تھے۔ جو کچھ وقت پر حاضر و موجود ہوتا' برضا و رغبت تناول فرما لیتے آپ نے آخر میں احباب راولپنڈی کے اصرار پر چاء شیریں پینا شروع کر دی تھی۔ ایام سرما میں تین تین ماہ تک پانی نہ پیتے۔ آپ ہمیشہ صاف و پاکیزہ اشیاء پسند فرمایا کرتے۔ اکثر آپ شب بیدار رہتے۔ آپ کی خواب بھی مراقبہ ہی تھی۔ جب لیٹتے سر سے پاؤں تک سیاہ لونگی اوڑھ لیتے۔ جن لوگوں کے دیدار سے خدا یاد آتا ہے آپ انہی میں سے تھے۔ آپ مجذوب سالک تھے۔

آپ کا قد مبارک دراز تھا۔ چہرہ گندم گوں سرخ' بینی دراز' ریش مبارک کے بال سفید اور لمبے' آنکھیں نہایت موزوں' سر مبارک کے بال بصورت زلف و گیسو شانوں تک معلق رہتے' پیشانی کشادہ تھی آپ بالوں پر مہندی لگایا کرتے۔ آپ نے چہرہ مبارک پر کبھی اُسترا نہیں پھرایا۔ آپ سوتے وقت سرمہ لگایا کرتے اور طاق سلائیاں لگاتے۔ آپ کی انگلیاں بہت نرم اور کشادہ تھی۔ سینہ مبارک فراخ' باوجود ضعف عمری کے بینائی اور شنوائی میں کچھ فرق نہ تھا۔ آپ جب بازار میں چلتے تو سر پر لونگی رکھ لیتے اور باایں پیرانہ سالی پیدل بھی تیز چلتے۔ بعض اوقات باقی احباب سے آگے بڑھ جاتے۔

بعد از نماز فجر تا طلوع آفتاب مراقبہ کرتے۔ بعد ازاں قرآن مجید کی تلاوت بقدر دو اڑھائی سیپارہ کے فرماتے اس کے بعد ختم شریف اپنا پڑھا کرتے۔ قبل از دوپہر طعام تناول فرماتے پھر قیلولہ کرتے۔ بعدہٗ اذان سننے کے بعد اُٹھ کھڑے ہوتے اور وضو وغیرہ کر کے نماز ظہر پڑھتے اور اکثر اس وضو سے عشاء پڑھ لیتے اور ظہر کے بعد بھی تلاوت فرماتے۔ اُس کے بعد ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے جو ارباب حاجات اور عرض گزار ہوتے۔ کسی کو پانی دم کر کے دیتے اور کسی کے حق میں دعا کیا کرتے اور کسی کو تعویذ۔ اکثر صبح کے فرض و سنت کے درمیان پانی دم فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی اجازت دیدیتے۔ آپ نماز عصر عین وقت پر پڑھا کرتے بعد از نماز ختم شریف حضرت امام محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پڑھا کرتے اور خاص خاص احباب کو بھی اس کی اجازت دیتے۔ آپ نماز با جماعت پڑھنے کے عادی تھے بعد از تناول طعام مغرب' نمازِ عشاء اوّل وقت میں

Marfat.com

پڑھتے۔آپ سفر میں ہمیشہ مسجد میں ہی قیام فرمایا کرتے اور فرماتے کہ میں خدا کا مہمان ہوں اور خانہ خدا میں مقیم ہوں۔آپ سوائے چند لقموں کے اور چیزوں کے شائق نہ تھے۔آپ کی غذائے اصلی ذکرحق ہی تھی۔آپؒ خدا کے فضل سے چودہ (۱۴) خانوادوں میں مجاز و صاحب ارشاد تھے۔مگر اکثر آپ طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ اور طریقہ عالیہ قادریہ کی اشاعت فرماتے خصوصاً طریقہ نقشبندیہ کو عام طور پر جاری فرماتے اور اس کو سہل اور آسان جانتے۔آپ کو کسی قدر شعروں سے بھی دل لگی تھی۔بعض اوقات صرف بیعت کر کے خلفاء سے حلقہ کراتے اور کبھی خود توجہ دیتے اور یہ پڑھتے

یا رسول اللہ انظر حالنا یا حبیب اللہ اسمع قالنا

اِننی فی بحر ھم مغرق خُذی یدی سھل لنا اشکالنا

اور کسی حلقہ میں آپ بار بار یہ رباعی پڑھتے اور وہ حالت عجیب ہوتی۔

ہرچہ در کائنات می بینم ہمہ را نور ذات می بینم

من کہ در ذاتِ او شدم فانی کے بسوئے صفات می بینم

اور قصیدہ بردہ شریف کے بعض اشعار بھی پڑھا کرتے۔آپ جب عام لوگوں کو نصیحت کرتے تو فرماتے کہ باطن درست کرو کیونکہ بعد مرگ اعمال باطنی ہی سے نجات مل سکتی ہے مگر ظاہر احکام شریعت کا لحاظ بھی ضروری ہے کیونکہ اعمال باطنی کی صحت و درستگی کی علامت بھی ظاہری اعمال ہیں اور وہ ظاہر بھی سنت و آثار صحابہ کے موافق ہو اور فرمایا کرتے کہ خدا سے خدا کے لیے پیار کرو اور یاد کرو کیونکہ مقصد کے لیے یاد کرنا صرف مقصد کی یاد ہے۔

آپ اپنے خلفاء کی اور اجازت یافتوں کی بھی توقیر کرتے اور ان کا وقار اور قدر زیادہ فرماتے۔اور جس خلیفہ کے حلقہ میں تشریف رکھتے وہاں پر اسی کے صلاح و مشورے سے ہر اک کام کرتے۔یہاں تک کہ اکثر تعویذات اور وظائف وغیرہ بھی انہی کی تحویل میں رکھتے۔آپ کبھی خاص خاص احباب سے معانقہ فرماتے اور اکثر مصافحہ پر ہی اکتفا فرماتے' آپ کو جس طریقہ پر سلف صالحین نے مقرر کیا تھا' آخر تک اُسی پر ثابت قدم رہے۔

آپ نے آخری وصیت جو احباب کو فرمائی تھی یہ ہے۔

☆ جس جگہ جاؤ یاروں میں حمد و شکر نہ چھوڑ جاؤ یعنی یاروں کو بوجہ تکلیف یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ شکر

Marfat.com

خدا کا کہ پیر صاحب چلے گئے۔

☆یاروں کو آپس میں حسد و کینہ نہ کرنا چاہیے جس کو خدا خیر و برکت دیوے اُس سے مستفید و مستفیض ہونا چاہیے

☆سفر میں ذکر کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیے اگر ذکر میں کچھ قصور واقع ہو تو اُس جگہ نہ رہیں کیونکہ وہاں کہ لوگ فیض سے محروم رہیں گے۔

☆یاروں کے ساتھ سیر کے واسطے نہ جانا چاہیے جب تک کہ وہ از حد خواہشمند نہ ہوں۔

☆ہمیں دنیا میں رہ کر دنیا سے بے پرواہ رہنا چاہیے۔

آپ چند روز علیل رہ کر بتاریخ ۲۹ محرم ۱۳۱۵ھ مابین ظہر و عصر انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

قبلہ بابا جی صاحب ؒ مسجد خیر دین مرحوم میں بہ مقام امرتسر رونق افروز تھے۔ کہ ایک برقع پوش عورت حاضر ہوئی۔ عرض کی کہ میں کچھ عرصہ سے بیوہ ہوں۔ لڑکا (بی۔اے) میں تعلیم پاتا تھا کہ اس کا والد فوت ہو گیا۔ گھر کا ترکہ فروخت کر کے اس کو امتحان (بی۔اے) دلوایا۔ میری بدقسمتی سے فیل ہو گیا ہے اب پھر تعلیم دلوانا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ نادار ہوں اور سابقہ محنت اور خرچہ بھی رائیگاں گیا۔ یہ کہہ کر بہت روئی۔ حضور نے تسلی دی اور فرمایا کہ پاس ہو جائیگا اور بہت تسلی دے کر رخصت فرمایا۔ ناواقف لوگ اسے محض تسکین خاطر دلانے کی بات سمجھے۔ مگر کچھ دیر کے بعد تار آ گیا کہ علی محمد پاس ہو گیا ہے فیل اصل میں ایک سکھ لڑکا ہوا تھا۔ پہلے اطلاع غلط دی گئی ہے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اسی مسجد میں آپ ؒ رونق افروز تھے۔ آپ ضعیف العمر ہو چکے تھے۔ ہر وقت مراقبہ میں رہتے تھے۔ لیکن بیٹھنا دشوار تھا۔ آپ ؒ حسب عادت نیلا دوپٹہ اوڑھ کر چھوٹی سی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ جناب شاہ صاحب علی پوری ؒ (حافظ پیر جماعت علی شاہ صاحب ؒ) نے حضور ؒ کے پاؤں دبانے شروع کیے۔ آپ نے رخ مبارک سے کپڑا مبارک اتار کر فرمایا حافظ جی ''کے آکھسی'' عرض کیا'' یہ شخص جو کتا پکڑے کھڑا ہے۔ اس کا نام غلام رسول ہے۔ میرے ایک مولوی دوست کا بیٹا

Marfat.com

ہے۔ لیکن اب عیسائی ہو گیا ہے۔ اسے بہت فہمائش کی گئی مگر اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اب اسے حضور کی خدمت میں لایا ہوں تا کہ ہدایت حاصل کرے۔ اس کے مرتد ہونے کا بہت افسوس ہے۔''
حضورؒ نے اس کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''او نکڑیا اپنا ورثہ تاں کوئی نہ چھڈ سی' تے کلمہ اساڈا پرانا ورثہ ہوسی' توں کیوں چھوڑ سی۔'' یہی فرمایا اور کوئی دلیل پیش نہ فرمائی۔ معاً اس پر کیفیت طاری ہو گئی اور بے تحاشا رونا شروع کر دیا اور عرض کی کہ اب حضور پھر وارث کروا دیجئے۔ اسی حالت میں جب کہ وہ سوٹ بوٹ پہنے تھا۔ کلمہ کی تلقین فرمائی۔ اور توجہ شروع ہوئی۔ پھر دعائے خیر کے بعد ارشاد ہوا کہ جاؤ غسل کرو۔ کپڑے بدل کر آؤ۔ کتے تو اسی وقت ہاتھ سے چھوٹ گئے تھے جب گریہ وزاری کر رہا تھا۔ اسی حالت مخموری میں گھر چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد غسل کر کے اور لباس تبدیل کر کے حاضر ہوا۔ اور مستحق مزید عنایات کا ہوا۔

قبلہ باباجی صاحبؒ ایک مرتبہ موضع بہاڑنگ واقع ضلع سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ وہاں مسجد میں بہت بڑا ''بڑ'' کا درخت لگا ہوا تھا۔ شام کی نماز کے بعد درخت ہلنے لگا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہمیشہ ایسے ہی ہوتا ہے۔ آپ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا کہ ''وت نہ ہلسی'' عرض کیا گیا اس میں کیا سرّ تھا۔ ارشاد ہوا کہ ایک جن بڑ کے نیچے مقیم تھا۔ جب سب جانور شام کو اکٹھے ہوتے ہیں تو وہ اُڑا دیتا ہے اب اُسے کہہ دیا ہے کہ جانوروں کو یہ تکلیف نہ دیا کرو اور تم چلے جاؤ کیونکہ لوگ بھی خائف ہوتے ہیں۔ وہ چلا گیا ہے آئندہ نہ ہلے گا۔

قبلہ باباجی صاحبؒ اور صاحبزادہ پیر غلام محی الدین صاحبؒ سکنہ باولی شریف دریائے جہلم کے عبور کرنے کے لیے کشتی میں سوار تھے۔ حافظ مہر الدین صاحبؒ بھی ہمراہ تھے۔ جب کشتی دریا کے وسط میں پہنچی تو حافظ صاحب کے منہ سے نکلا کہ پانی کس قدر گہرا ہو گا۔ صاحبزادہ بڑے خوش مزاج مرد تھے۔ فرمایا کہ دریا میں کود کر اندازہ کر لو۔ حافظ صاحب نے فوراً دریا میں چھلانگ لگائی' تیرنا بھی نہ جانتے تھے اور عین منجدھار میں جا پڑے۔ حضور باباجی صاحبؒ نے فرمایا کہ'' صاحبزادہ آدمی غرق ہوسی کہ نہ ہوسی'' عرض کیا کہ حضور کے دیکھتے ہوئے غرق ہوتا ہے تو پھر کنارے پر بھی سلامتی محال ہے یہ سن کر آپ خاموش رہے۔ کشتی کنارے پر جانے سے پہلے حافظ صاحب کنارے پر پہنچائے گئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جب حافظ صاحب دریا میں کود

Marfat.com

پڑے تو پانی نے ان کے گرد حلقہ کر لیا پھر ایک ہی دفعہ کسی نے پکڑ کر کنارے پر پہنچا دیا۔ سبحان اللہ یہ پیر کامل اور مرید مخلص کی نادر ترین مثال ہے۔

حضور باباجی صاحبؒ ضلع جہلم میں تبلیغ اسلام فرما رہے تھے۔ ایک گاؤں میں قیام تھا کہ صاحبزادہ صاحبؒ باؤلی شریف والے اور مولوی محمد یوسف صاحبؒ خانہ بوکی والوں میں ایک مسئلہ کی تحقیق شروع ہوئی۔ مولوی محمد یوسف صاحب کا گھر نزدیک تھا دوسرے روز کتابیں لے کر صاحبزادہ صاحب کے پاس آئے۔ دراصل بات یہ تھی کہ مولوی صاحب اس مسئلہ میں راستی پر تھے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک ملا آدمی تھا۔ جب سے باباجی صاحبؒ سے نسبت غلامی کا شرف حاصل ہوا۔ علاقے بھر میں مفتی مشہور ہوا۔ اور علمی مباحثوں میں کامیاب ہوا کرتا تھا۔ صاحبزادہ صاحب اس وقت مسجد میں تشریف نہ رکھتے تھے اور حضرت باباجی صاحبؒ اس وقت رفع حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب سے مسجد میں ذکر ہوا کہ درست مسئلہ کیا ہے۔ مولوی محمد یوسف صاحب نے کہا کہ اس مسئلہ کی صاحبزادہ صاحب کو خبر نہیں۔ یہ سن کر صاحبزادہ صاحب کے مرید نے مولوی صاحب کو ایک سوٹا (ڈنڈا) مارا۔ حضور باباجی صاحبؒ بھی تشریف لے آئے۔ فرمایا ''غرق ہوئیں'' فقیر سے بھی شرم نہ کی' دو عالم مسئلہ کی تحقیق کرتے تھے' خدا کی رحمت تھی۔ تجھے اس میں کیا'' مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ جاہل تھا۔ میں تو حضور کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا کہ گھوڑی پر زین ڈالو اور تیاری کا ارادہ کیا۔ جن کے ہاں دعوت تھی وہ روتا ہوا آیا اور اس کے گھر کے تمام افراد بھی ہمراہ تھے۔ کہ ہم نے کھانا تیار کیا ہوا ہے۔ اگر اتنا کھانا یونہی رہ گیا تو ہماری بڑی بے نصیبی ہوگی۔ آپ نے اس کی زاری دیکھتے ہوئے منظور فرمایا۔ کھانا کھا کر اسی روز اگلے گاؤں تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ صاحب اس شخص پر بہت ناراض ہوئے کہ ہم پیر بھائی تھے تو نے یہ گستاخی کیوں کی۔ وہ شخص گھر چلا گیا اور جاتے ہی نہر میں نہانے کے لیے غوطہ لگایا۔ اور پھر کبھی سر نہ نکالا اور قیامت کو ہی برآمد ہوگا۔ یہ ہے قہر درویش

حضور باباجی صاحبؒ کی خدمت میں چند خلفا حاضر تھے۔ اور سفر میں یہ دستور تھا کہ جس خلیفہ کے علاقہ میں دورہ ہوتا تھا' وہی اس علاقے میں مشیر اور سفارشی ہوتا تھا۔ آپ جس علاقے میں تھے وہ شاہ صاحب (پیر جماعت علی شاہ صاحب ثانی صاحبؒ) کا تھا۔ ایک شخص نے عرض کی

Marfat.com

شاہ صاحب آپ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کی کہ اس لڑکے کی ایک جگہ منگنی ہوئی تھی اب وہ لڑکی کی شادی کسی اور جگہ کرنا چاہتے ہیں' یہ غریب ہے اور کم و بیش کچھ خرچ بھی کر چکے ہیں۔ارشاد ہوا یہ بھی اُس روز بارات لے جائے۔شاہ صاحب نے خیال کیا کہ ہمارے رسم و رواج سے حضور واقف نہیں ہیں۔وہی ذکر پھر وضاحت سے دہرایا۔کہ ایک اور جگہ سے بارات آئیگی۔آپ نے پھر ارشاد فرمایا کہ یہ بھی بارات لے جائے۔اس نے گھر جا کر کہا۔مگر کہنے لگے کہ آگے تھوڑی بے عزتی ہوئی ہے۔بارات کس طرح لے جاویں۔تاریخ مقررہ کو وہ لڑکا خود چلا گیا۔وہاں شادی کی دھوم دھام تھی یہ بھی ایک جگہ سو رہا۔صبح کسی بات پر جھگڑا ہو گیا اور لڑکی کے باپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ پہلا لڑکا بھی آیا ہوا ہے۔وہ کہنے لگا کہ میں تو لڑکی کا رشتہ اسی کو دوں گا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔اور وہ بارات خالی واپس چلی گئی۔حضور انور بھی اسی علاقے میں تشریف فرما تھے۔وہ مٹھائی لے کر حاضر ہوا۔سب حال عرض کیا۔شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ آپؒ نے جو ارشاد فرمایا وہ پورا ہو گیا۔

مولوی احمد شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جناب حضرت مُلا صاحبؒ کا میں قاصد تھا۔جب کبھی جناب بابا جی صاحبؒ کی خدمت میں کوئی پیغام ارسال کرنا ہوتا تو مجھے روانہ کر دیتے۔عموماً یہ پیغام دعوت کے ہوتے تھے۔ایک دفعہ پیغام دعوت لے کر حاضر ہوا تو بابا جی صاحبؒ بعد نماز ظہر تلاوت فرما رہے تھے۔بعد فراغت سلام کیا اور عرض کیا کہ آج رات کا کھانا دربار کلاں میں تناول فرمائیں۔فرمایا کہ تم ہمیشہ پیغام لے کر آجاتے ہو۔آج اس شرط پر جائیں گے۔کہ تم گھوڑی بن جاؤ ورنہ میں ضعیف آدمی بہت مشکل سے جاؤں گا۔بوجہ کم فہمی عرض کیا کہ حضرت میں گھوڑا تو نہیں بنوں گا۔حضور کچھ دل لگی فرماتے رہے اور میرے ہمراہ دربار شریف چل پڑے۔جب نصف راستہ طے ہو گیا تو سخت آندھی آئی۔حضور ضعیف العمر نازک وجود تھے۔آندھی سے ادھر اُدھر جھک جاتے تھے۔بیٹھ گئے۔مولانا احمد شاہ صاحب نے عرض کیا کب تک بیٹھے رہیں گے۔تشریف لائیے آپ کو کندھے پر اُٹھا لیتا ہوں۔آپ نے منظور فرمایا۔سترہ اٹھارہ سال کے نوجوان تھے' بابا جی صاحبؒ کو آسانی سے اُٹھا لیا۔فرماتے ہیں۔سبحان اللہ' غوث زمانہ کو اُٹھانے سے ۱۴ طبق نظر آئے' کمال لطف آیا۔جب چند قدم چلا تو آندھی بالکل بند ہو گئی۔حضور اُتر پڑے۔جب دربار شریف حضرت مُلا صاحبؒ سے ملے تو بابا جی صاحبؒ نے فرمایا خوب گھوڑا ہے۔اور واقعہ بیان فرمایا۔مولوی

Marfat.com

صاحب نے عرض کیا کہ اسی لیے آندھی آئی تھی۔ فرمایا یہ تو قدرت خدا تھی۔ " مگر قدرت خدا و منظور تھا ، گھوڑا بنا کر چھوڑا " مولوی صاحب (احمد شاہ صاحب) فرماتے ہیں کہ اس ن بر ت ہے کہ اتنے علم سے عبور ہوا۔ اور آج تک برکت کا اثر دیکھتا ہوں۔ مولوی احمد شاہ صاحبؒ بلند پایہ بزرگ مفتی تھے۔

حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کے خلفا تو صدہا ہیں مگر یہاں پر صرف علاقہ پنجاب کا ذکر ہے۔

☆ جناب حضرت سید حافظ جماعت علی شاہ صاحبؒ ، امیر ملت ، علی پوری

☆ جناب حضرت سید جماعت علی شاہ صاحبؒ لاثانی سرکار ، علی پوری

☆ جناب خلیفہ خان عالم صاحبؒ ، باؤلی شریف

☆ جناب خلیفہ صاحبزادہ غلام محی الدین صاحبؒ

☆ جناب حافظ عبدالکریم صاحبؒ ، راولپنڈی

☆ جناب مولوی غلام نبی صاحبؒ ، چک قریشیاں

☆ جناب مولوی محمد حسن صاحبؒ ، گجرات

☆ جناب فاضل اجل مولانا مولوی غلام محمد صاحبؒ بگوی ، امام شاہی مسجد ، لاہور

☆ صاحبزادہ نواب الدین علی صاحبؒ ، بشندور

☆ مولوی غلام یوسف صاحبؒ

☆ راجہ شیر باز خانصابؒ ، بڑکی شریف ، گوجر خان

☆ جناب حافظ فتح الدین صاحبؒ ، رنگپورہ ، سیالکوٹ

☆ جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحبؒ پسروری ، رنگپورہ ، سیالکوٹ

☆ جناب حافظ جی جوڑی والہ

☆ مولوی مست علی صاحبؒ ، متیرانوالی

☆ سید غلام قادر شاہ صاحبؒ ، کوٹلی سیداں

Marfat.com

سالارِ عاشقانِ رسول ﷺ ، محبوبِ بارگاہِ رسول ﷺ ، جامئ عصر ،

حضور قبلہ عالم ، قطب الاقطاب ، امام الاولیاء

حضرت مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

آنی کہ تُو از نام تُو می بارد عشق
و از نامہ و پیغام تُو می بارد عشق
عاشق شود آن کس کہ بکویت گذرد
آرے ز در و بام تُو می بارد عشق

اے محبوب! آپ کا نام لینے سے ہی عشق کی برسات شروع ہو جاتی ہے اور آپ کا نام و پیغام بھی عشق کی برسات لاتا ہے ہر شخص جو آپ کی گلی سے گزر جائے وہ عاشق بن جاتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپ کے در و بام سے عشق کی برسات ہو رہی ہے۔

Marfat.com

ہماری اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گزری بر مقام ما افتد

ہمارے اوج سعادت بھی دام میں آجائے
اگر تمہارا قدم اس مقام میں آجائے

Marfat.com

'' حضور قبلہ عالم مولانا مولوی محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے عظیم المرتبت عاشقانِ رسول ﷺ روز ' روز دنیا فانی میں تشریف آرا نہیں ہوتے۔ زمانے گزرتے ہیں ' صدیوں ایسی ہستیوں کی آمد کی تیاریاں کی جاتی ہیں ' پھر کہیں جا کر ایسے منفرد مقام ' خاص الخاصان ' مقبولانِ بارگاہ حبیب خدا ﷺ دنیاء ہستی میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ کروڑ ہا رحمتیں نچھاور ہوتی ہیں ایسے مقامات پر جہاں ان خاصان کا گزر ہوتا ہے۔ یقیناً حضور قبلہ عالم '' صف عاشقانِ رسول ﷺ میں نہایت منفرد اور نمایاں مقام پر متمکن ہیں۔ اُن کی ہستی ایسے گلاب کی مانند ہے جسکی مہک چہار دانگ عالم حُب رسول ﷺ کو اُجاگر کر رہی ہے۔ یقیناً یہی وجہ ہے کہ غوث زماں حضور قبلہ بابا جی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو جامیٔ عصر کے الفاظ سے یاد فرماتے ''

Marfat.com

خاندانی پس منظر

اور

ابتدائی حالات

کیسا مبارک ہے وہ خاندان جہاں حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ جیسی شخصیت نے جنم لیا۔ اور کتنے مقدس ہیں وہ مقامات' وہ در و دیوار جہاں حضور والا کی ولادت ہوئی' جہاں حضرت کا بچپن گزرا۔ وہ گلیاں جنہوں نے ایسی پاک طینت ہستی کو جوان ہوتے ہوئے دیکھا۔ کتنے عظمت والے ہیں وہ والدین جن کی گود میں مولانا جیسی عظیم ہستی نے آنکھ کھولی جن کی برکت سے اُن کا نام دنیا و آخرت میں روشن ہو گیا۔

حضرت مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ تعالی علیہ ضلع سیالکوٹ کے انتہائی زرخیز اور مردم خیز علاقے تحصیل پسرور میں مقیم ایک انتہائی قابل فخر معتبر' دانش و حکمت اور علم و فضل سے مالا مال خاندان میں پیدا ہوئے۔ گویا ربّ العزت نے اپنے اس پیارے بندے کے لیے' خاندان اور علاقہ بھی اُس باصفا ہستی کے مطابق چُنا۔ آپ کے خاندان کو شروع سے ہی خاص مقام و مرتبہ حاصل رہا ہے۔ اور خاص و عام ہمیشہ سے ہی اس خاندان میں سے مستفید ہوتے رہے ہیں۔ اس کی ایک مثال آپ کے بزرگ حکیم فتح الدینؒ ہیں۔ جو مغل بادشاہ شاجہان کے وزیر تھے۔ ان کو موضع بانگے علی پور سیداں پسرور میں بادشاہ نے نو لاکھ کی جاگیر تحفتہً پیش کی۔ آپ نے یہیں پر ایک ہندو لڑکی کو مشرف بہ اسلام کر کے شادی کر لی۔ جن کے بطن سے خواجہ امین شاہؒ پیدا ہوئے۔ جو اپنے عہد کے عظیم اور مشہور و معروف ولی اللہ تھے۔ اُن کا مزار شریف موضع بانگے علی پور سیداں میں موجود ہے۔ اور مرجع خاص و عام ہے۔

ان کی نسل مبارک میں اٹھارویں صدی عیسوی میں فارسی کے مشہور شاعر جناب دل محمد دلشاد پسروری نے آنکھ کھولی۔ دل شاد پسروری کے اردو کلام کا ذکر حافظ محمود شیرانی نے اپنی مشہور کتاب پنجاب میں اردو میں کیا ہے۔ مگر آپ کا اصلی کلام فارسی کا ہے۔ جس نے پسرور کو علمی دنیا میں متعارف کرایا۔ ان کا فارسی کلام دانشگاہ پنجاب کے نصاب میں شامل ہے۔ آپ کو ایران میں انتہائی

Marfat.com

قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔آپ کا مزار پسرور کے قبرستان میں واقع ہے جہاں پر ادباء و شعراء ہر سال حاضر ہو کر سلام ومحبت کے پھول پیش کرتے ہیں۔ پسرور کے ادباء وشعراء نے اپنی تالیفات میں جناب دل محمد دلشاد کا بڑے احترام سے ذکر کیا ہے۔ایران کے فارسی ادب میں آپ کا نام زندہ وجاوید ہے۔

حکیم محمد وارث' دلشاد کے اکلوتے بیٹے تھے۔حکیم وارث کے پانچ بیٹے تھے۔سب سے بڑے بیٹے حکیم عمر بخش شاہی حکیم تھے۔اپنے عہد کی عظیم شخصیت تھے۔علم وعمل کی نعمتوں سے مالا مال تھے۔آپ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے القابات '' حکمت پناہ ' ارسطوئے زماں ' معالج دستگار'' تھے جو آپ کو آپ کے علم وفضل کی وجہ سے عطاء ہوئے۔

حکیم عمر بخش کے پوتے حضرت مولانا نور احمد امرتسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متبحر عالم و فاضل اور کئی مشہور کتابوں کے مصنف ہو گزرے ہیں۔مولانا نور احمد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔بعدہٗ آپ سلسلہ نقشبندیہ میں حضور حضرت شاہ ابوالخیر دھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوئے اور روحانیت کے نہایت اعلیٰ مقامات پر پہنچے۔بزرگ آپ کو قطب زمانہ قرار دیتے تھے۔حضور مولانا نور احمد صاحبؒ امرتسر کی جامع مسجد نور میں دفن ہیں۔یہ بات خاص طور پر ذہن نشین رہے کہ مولانا نور احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بھائی تھے۔

مولانا نور احمد کے والد حکیم شہاب الدین ۱۸۶۵ء میں وفات پا گئے۔تو اُن کی والدہ ماجدہ حسن بی بی کا نکاح فضل دین صاحبؒ سے ہوا۔حکیم فضل دین صاحبؒ اپنی پہلی بیوی اور بیٹے مولانا جلال الدینؒ (والد بزرگوار ڈاکٹر عبدالواحد' سرینگر والے) کو پسرور محلہ سیداں چھوڑ کر اپنے مرشد کے پاس موضع کلوئے (چونڈہ) مستقلاً چلے گئے ہوئے تھے۔آپ کے مرشد ہر وقت جذب و کیف کی حالت میں رہتے تھے اور یہ اُن کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔شاید یہ اُن کی اس عظیم خدمت کا انعام تھا کہ ایسا دُرِّ نایاب (مولانا محمد حسینؒ) اُن کی جھولی میں ڈال دیا گیا۔اور اُن کو مولانا کے والد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔حکیم فضل دین صاحبؒ کی مرقد پُر انور موضع کلوئے میں موجود ہے۔اسی موضع کلوئے میں حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ (۱۸۷۰ء) رونق افروز

Marfat.com

دنیا ہوئے۔

دلشاد پسروری کے مکانات سہ منزلہ کوچہ حکیماں محلہ سیداں پسرور میں واقع ہیں۔جن میں صدہا سالوں سے مولانا کے آباؤ اجداد خود حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ اور اُن کی اولاد نسلاً بہ نسلاً رہتی رہی۔تا آنکہ یہ مکانات ۱۹۷۲ء میں بیچ دیئے گئے۔

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا ہر ہر لمحہ عشق رسول پاک ﷺ میں اور جن کی ہر ہر ادا سُنت رسول پاک ﷺ کی آئینہ دار تھی۔جن کے کسی بھی عمل کو دیکھ کر اس معاملہ میں سنت نبوی ﷺ کو عملی طور پر سمجھا اور دیکھا جاسکتا تھا۔

اُن کی پیدائش مبارک بھی عین سنت نبوی ﷺ سے مطابقت لیے ہوئے تھی۔آپؒ جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے والد گرامی آپ کی پیدائش سے اٹھارہ (۱۸) روز پہلے رحلت فرما چکے تھے۔گویا جس ہستی نے اپنا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک ادا سنت نبوی ﷺ میں ڈھال کر دنیا کے لیے عشق رسول کریم ﷺ کی عملی تفسیر بننا تھا اُن کو خدا تعالیٰ نے دنیا میں آنے سے پہلے ہی اُس سنت رسول ﷺ سے نواز دیا (جسمیں رب تعالیٰ کا کوئی راز تھا)۔اگرچہ بظاہر تو یہ ایک عظیم صدمہ تھا مگر اسمیں پوشیدہ حکمتیں وہ ربّ عزت ہی جانتا ہے۔یایوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ خدا پاک نے خود اپنے اس مقبول اور محبوب بندے کو اپنے حبیب پاک ﷺ کی سنت پر دنیا میں قدم رکھنے سے پہلے ہی عملی طور پر چلا دیا۔حضور مولانا کی پیدائش سیالکوٹ کے نواحی گاؤں ''کلوئے'' میں بمطابق ۱۸۷۰ء ہوئی۔نو (۹) ماہ کے تھے کہ والدہ ماجدہ بھی رحلت فرما گئیں۔اور یوں اس چھوٹی سی عمر میں آپؒ کو اس عظیم سانحے سے دوچار ہونا پڑا۔والدہ کی وفات کے بعد آپؒ کو آپ کے بڑے بھائی حضرت مولانا نور احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اُن کی زوجہ محترمہ نور بی بی نے اپنی آغوش تربیت میں لے لیا۔

کچھ لوگوں کو خدا تعالیٰ دل و دماغ کی تمام تر بیدار صلاحیتوں کے ساتھ دنیا میں بھیجتے ہیں۔اور نہایت بچپن ہی سے انکی قابلیت اور بالغ نظری کے جوہر نظر آنے لگتے ہیں اور دنیا ان ہستیوں کو نابغۂ روزگار قرار دے کر ان کی عظمت کا برملا اعتراف کرتی ہے۔حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ایسے ہی محبوبان خاص میں سے تھے بیشک۔ ''ہونہار بروا

کے چکنے چکنے پات ''کے مصداق آپؒ کی پاکیزگی، راستی، حُبِ رسول ﷺ، دانشمندی اور معاملہ فہمی کے آثار بچپن سے ہی ظاہر ہونے لگے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ مبداء فیاض نے اُن کو پیدائش ہی سے روحانی اطوار واقدار سے مالا مال کر رکھا تھا اور اُس وقت کے بزرگوں نے اس بات کا ہمیشہ اظہار فرمایا کہ مولانا محمد حسین فطری طور (مادر زاد) ولی اللہ تھے۔ جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ سے اعلیٰ تر روحانی درجات کے ساتھ منصۂ شہود پر آئے اور ایک عالم اُن سے مستفید ہوا اور ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

بتایا جاتا ہے کہ آپؒ بچپن میں عام بچوں سے جداگانہ مزاج رکھتے تھے۔ آپؒ کی دلچسپیاں بھی انتہائی شائستہ تھیں۔ عام لڑکوں سے دوستی کی بجائے دینی وادبی کتابیں آپؒ کی رفیق رہیں۔ آپؒ کے بچپن کے ساتھی آپ کا ذکر انتہائی احترام ومحبت سے کیا کرتے تھے۔ لہو ولعب سے دور کا واسطہ بھی نہ تھا۔ لڑکپن ہی سے بے فائدہ قول وفعل سے اجتناب فرماتے۔ نماز روزہ کے پابند تو تھے ہی لیکن ساتھ ہی ساتھ دینی علوم کے ساتھ بھی بچپن ہی سے شغف تھا۔ تلاوت قرآن حکیم اُن کی روح کی غذا تھی۔

جیسا کہ عرض کی جا چکا ہے کہ آپؒ کے بڑے بھائی مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسریؒ (جن کا شمار برصغیر کے ممتاز علماء دین میں ہوتا ہے جو کہ بہت سی کتابوں کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی کتابوں کے مترجم بھی تھے) نے آپؒ کو اپنی آغوش تربیت میں لے رکھا تھا۔ اُن کی فیض آور صحبت کے زیر اثر حضور قبلہ عالمؒ کو علوم دین حدیث، تفسیر، فقہ اور فتویٰ وغیرہ سے خصوصی طور پر آشنا کیا گیا۔ حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ نے اپنا بچپن کوچہ حکیماں، محلہ سیداں پسرور میں بسر کیا۔ اور ابتدائی دنیاوی تعلیم کے لیے پسرور کے مشہور اینگلو ورنیکلر سکول میں داخل کروایا گیا۔ کہ

''بے علم نتواں خدا را شناخت''

اگرچہ اس زمانے میں تحصیل علم کے سلسلے میں بے پناہ دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا کہ ذرائع نقل وحمل نہ ہونے کے برابر تھے۔ تاہم آپؒ کو ابتدائی وثانوی تعلیم کے اختتام کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے لاہور بھجوایا گیا۔ آپؒ نے پنجاب اورینٹل کالج لاہور سے عربی میں فاضل

Marfat.com

کیا' جو تقریباً آج کل کے ایم۔اے کے برابر ہے۔چونکہ شروع سے ہی آپؒ کا فطری جھکاؤ دینی علوم کی طرف تھا لہذا آپؒ نے طب' فقہ' منطق' فلسفہ' تفسیر اور حدیث شریف میں خصوصی دسترس حاصل کی۔آپؒ کے اندر علم حاصل کرنے کی انتہائی تڑپ تھی۔جس کا ثبوت ڈھیرے ڈھیرے ایک بہت بڑے ذاتی کتب خانے کی صورت میں سامنے آیا۔جس میں بے شمار نادر و نایاب کتب موجود تھیں۔

مولوی فاضل مکمل کرنے کے ساتھ ہی فقہ حدیث وتفسیر کے علاوہ علوم معقول و منقول سے فارغ تحصیل ہوئے۔اور لاہور سے واپسی پر پسرور گورنمنٹ ہائی سکول میں بطور مدرس اعلیٰ عربی زبان ملازمت کا آغاز کیا۔آپؒ کی ذات انور میں ایک بہترین معلم کی تمام تر خوبیاں موجود تھیں۔آپ کا طرز تعلم ایسا دل نشین ہوتا تھا کہ کم سے کم استعداد رکھنے والے طالب علم بھی بخوبی مطالب و معانی سمجھ لیتے۔طلبہ اور اساتذہ آہستہ آہستہ آپؒ کی ذہانت اور اعلیٰ قابلیت کے قائل اور معترف ہوتے گئے۔طلبہ کا رجوع قابل رشک تھا۔سننے میں آیا ہے کہ نالائق اور بے ذوق طالب علم بھی آپؒ کی نگاہِ فیض رساں کے باعث علم کی دولت سے مالا مال ہوگئے۔

اسی دوران آپؒ پسرور کی شاہی مسجد میں درس قرآن وحدیث بھی دیتے تھے اور ساتھ ہی خطیب کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔۱۹۲۲ء تک آپ پسرور گورنمنٹ ہائی سکول میں ملازمت کرتے رہے' پھر اسی سال آپ کا تبادلہ ڈیرہ بابا نانک ہوگیا۔مگر آپ نے جانے سے انکار کردیا۔اور ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔اور مستقل طور پر شاہی مسجد پسرور میں قرآن وحدیث کی تدریس کا کام سنبھالا۔اس کے ساتھ ساتھ خطابت کی ذمہ داری بھی حضورؒ کے کندھوں پر ہی تھی۔شرعی علوم کے درس کے لیے نہایت آسان' سہل اور بلیغ انداز میں تقریر فرماتے۔یوں معلوم ہوتا گویا آپؒ کے سینہ انور میں علم ومعرفت کا ایک سمندر بہہ رہا ہے۔

۱۹۲۵ء میں آپؒ نے اپنے کچھ رفقاء کو ساتھ لے کر ''انجمن تبلیغ الاسلام' پسرور'' قائم کی۔اور اس کے صدر مقرر ہوئے۔اس انجمن نے ہندوؤں' سکھوں' عیسائیوں اور مرزائیوں میں زبردست تبلیغی کام کیا۔اور خصوصی لٹریچر کے ذریعے خلق خدا میں دین حق کی محبت پیدا کی اور چھوٹے چھوٹے دینی مسائل کے سلسلے میں بھی رہنمائی فراہم کی۔ ہر قسم کا دینی لٹریچر' کتابچے' علمی تبلیغ کا

Marfat.com

سلسلۂ رشد و ہدایت کے مراکز قائم کرنا اور دینی محافل و مجالس کا اہتمام کرنا اس انجمن کے فرائض میں شامل تھا۔ اس انجمن کے جملہ کارکن انتہائی خوش اسلوبی سے اپنے فرائض ادا کرتے' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انگریزوں کی غلامی کے اس پرآشوب دور میں عوام کے لیے مثبت رہنمائی کا راستہ کھلا رہا۔ پسرور کی شاہی مسجد میں وہ رجسٹر محفوظ ہے جس پر اُن تمام ہندوؤں' سکھوں اور دوسرے غیر مسلموں کے نام درج ہیں جنہوں نے حضور قبلہ عالمؒ کے دست حق پرست پر دین اسلام قبول کیا اور فلاح دارین پائی۔

اس کے علاوہ حضور قبلہ عالمؒ کا معمول تھا کہ آپ ''انجمن تبلیغ الاسلام' چونڈہ'' کے سالانہ جلسوں میں بھی ہر سال شرکت کرتے۔ اس انجمن نے بڑے زبردست تبلیغی کارنامے سرانجام دیئے۔ جس کی وجہ سے انجمن کی دھوم اور شہرت پورے ہندوستان میں عام ہو گئی۔ باقاعدہ تبلیغی جلسوں اور دوسرے تبلیغی پروگراموں سے ہندو قوم کے رہنماؤں میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس انجمن کے جلسے اور تبلیغی وفود کے دورے ہندوستان بھر میں شروع ہوئے اور جوق در جوق غیر مسلموں نے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا تو ہندوؤں اس تبلیغی مشن سے انتہائی خوف زدہ ہو گئے۔ اور حاکمانِ ہند کو بھی یہ بات گراں گزری۔ علمی اور تبلیغی اثرات کا اندازہ مسٹر گاندھی کے ان الفاظ سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ

''اگر ایسی اور چند انجمنیں معرضِ وجود میں آگئیں تو ہندوستان میں کوئی بھی ہندو نظر نہیں آئے گا۔''

(وقائع سیالکوٹ اور روز نامہ پنجابیت ۳۴-۱۰-۰۷)

چنانچہ ۱۹۳۴ء میں مہاتما گاندھی کے ایما پر ایک ہندو مشن چونڈہ آیا اور چونڈہ میں تبلیغی جلسے کا اہتمام ہوا۔ ایک ہندو مسلم مناظرہ بھی انہی دنوں آریہ سماج چونڈہ میں منعقد ہوا۔ جس میں مسلمانوں کی نمائندگی ''حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ'' اور '' مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی'' نے کی جس میں ہندوؤں کو شکست فاش ہوئی۔

حضور قبلہ عالمؒ کا طریق اتحاد و یگانگت تھا۔ آپ مسلمانوں کے سبھی فرقوں میں حسن سلوک' رواداری اور صلح جوئی کے جذبات اُجاگر کرنے میں کوشاں رہتے۔ مسلمانوں کو بھائی بننے کی تلقین فرماتے اور تفرقہ بازی میں پڑنے کی بجائے متحد ہو کر عالم اسلام کی خدمت کا شعور پیدا

Marfat.com

کرتے۔ آپؒ فرمایا کرتے کہ" اپنے ان بھائیوں کو اس طرح دور نہ کرو کہ دشمن ان سے فائدہ اٹھا لے جائیں۔" آپؒ جب آریہ سماج والوں اور مرزائیوں میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں تشریف لے جاتے تو اپنے ساتھ حضرت مولانا ابراہیم سیالکوٹی کو بھی اپنے ساتھ گھوڑی پر بیٹھا کر لے جاتے اور فرمایا کرتے کہ مولانا کا دلائل اور منطق کا انداز غیر مسلموں کے لیے برہانِ قاطع ہے۔اس مقام پر یہ حقیقت واضح ہونی چاہیے کہ "مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی" ایک زبردست اہلحدیث عالم تھے۔ایسے موقعوں پر آپ مولوی صادق سیالکوٹی جو اہلحدیث عالم تھے اُن کو بھی ساتھ رکھتے۔

اکثر یہ ہوتا کہ دینی اجتماعات میں اہلحدیث علماء یا اس جماعت سے تعلق رکھنے والے حضرات درود سلام کی محفل میں کھڑے ہونے کے حق میں نہ ہوتے تو حضور مولانا محمد حسین پسروریؒ انھیں فرماتے کہ" اگر آپ درود سلام کی محفل میں کھڑا نہیں ہونا چاہتے تو نہ سہی' آپ بیٹھے رہیں۔ ربّ ذوالجلال آپ کو ہم عاجزوں سے زیادہ ثواب عطاء کریں گے۔" اس بات سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضور قبلہ عالمؒ دوسروں کے مذہبی جذبات کا کس حد تک احترام فرماتے تھے اور اپنے طور طریقوں سے بٹنے پر زور دینے کی بجائے اپنی حسن سلوک اور محبت سے اُن کو اپنا گرویدہ بنا لیتے۔

اسی سلسلے میں ایک اور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ جمعۃ المبارک کے روز نماز جمعہ کے وقت ایک اہلحدیث عالم "مولوی محمد عالم" صاحب تشریف لائے۔ مسجد میں موجود کچھ لوگوں نے اُن پر اعتراض کرنے شروع کر دیے اور بعض نے تو مسجد سے باہر نکالنے کا مشورہ بھی دیا کہ کہیں فتنہ وفساد پیدا نہ ہو جائے۔ مگر جب حضور قبلہ عالمؒ کو اُن کی آمد کا پتہ چلا تو آپ نے اُن کی حوصلہ افزائی کی۔ اور اُس روز جمعہ میں اُنہی کو سیرت النبی ﷺ پر بیان کرنے کو کہا۔ دوران بیان آپؒ اُن کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے رہے بلکہ اہم نکات پر "سبحان اللہ ' سبحان اللہ" کہہ کر اُن کا حوصلہ بھی بلند کرتے رہے۔ بعد میں اُن سے خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ کی امامت بھی کروائی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے اس طرزِ عمل سے تمام شرکاء جمعہ کو ایک نئی راہ عمل بھائی اور اتحاد بین مسلمین کا کتنا پیارا سبق سمجھایا۔ دوسری طرف مولوی محمد عالم صاحب حضورؒ کے اس حسن سلوک سے اس قدر متاثر ہوئے کہ تمام عمر تعلق خاطر رکھا۔

پسرور کے مشہور اہلحدیث عالم " مولوی عبید اللہ " صاحب نے اپنی وفات سے

Marfat.com

پہلے وصیت کی کہ میرا جنازہ قطب الاقطاب مولانا محمد حسین پسروری پڑھائیں۔ چونکہ میں اُن سے نہایت عقیدت رکھتا ہوں۔'' سو جنازہ پر حضور قبلہ عالمؒ پسرور تشریف لے گئے۔ چونکہ دونوں فرقوں کے بہت سے لوگ اس موقع پر جمع تھے۔ قریب تھا کہ دونوں فرقوں کے سینکڑوں افراد کا آپس میں آپؒ کی امامت پر جھگڑا شروع ہو جاتا کہ آپؒ نے خود ہی معاملے کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے فیصلہ فرمادیا کہ ''جنازے میں شریک گوجرانولہ سے تشریف لانے والے مرحوم کے ہم مسلک دینی راہنما نماز جنازہ پڑھائیں گے اور میں ان کے پیچھے پڑھوں گا۔ اور پسرور کے تمام لوگ میرے پیچھے اپنی نیت سے نماز جنازہ پڑھیں گے۔'' اور یوں قبلہ عالم کی معاملہ فہمی، تحمل و بردباری سے ایک بہت بڑا فساد ہوتے ہوتے رہ گیا۔

حضور قبلہ عالمؒ کا معمول تھا کہ جب آپ کسی بھی جگہ تبلیغ کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنے ساتھ کچھ کتابیں بھی رکھ لیتے اور اس کی وجہ یہ بیان فرماتے کہ بعض اوقات بدعقیدہ لوگ حوالہ دیکھے بغیر نہیں مانتے سو اُن لوگوں کو سمجھانے کے لیے یہ کام کرنا ضروری ہوتا ہے۔ حضورؒ تبلیغ دین اور وعظ و نصیحت کی غرض سے اکثر گھوڑی پر سوار ہو کر ضلع سیالکوٹ کے گردونواح میں مختلف علاقوں میں تشریف لے جایا کرتے۔ مسجد میں قیام ہوتا اور یوں دن رات اس پاکیزہ سنت نبوی ﷺ کو جاری رکھا جاتا۔ آپؒ سیالکوٹ کے علاوہ لاہور، کراچی، لائیلپور (فیصل آباد)، گورداسپور، امرتسر اور کئی دوسرے علاقوں میں جا کر لوگوں کو رشد و ہدایت کا راستہ دکھاتے۔

حضور قبلہ عالمؒ کے اکثر احباب جو حضور کے ساتھ سفر میں ساتھ ہوتے تھے بتاتے ہیں کہ وہ سفر جو پیدل کئی گھنٹوں میں طے ہوتا تھا وہی سفر اگر حضور قبلہ عالمؒ کی سنگت میں پیدل کیا جاتا تو یوں محسوس ہوتا گویا زمین حضور قبلہ عالمؒ کے لیے سمٹ جاتی ہے اور وہی سفر نہایت تھوڑے وقت میں نہ صرف طے ہو جاتا بلکہ کام مکمل کر کے نہایت قلیل وقت میں ہماری واپسی بھی ہو جاتی۔

حضور قبلہ عالمؒ کے ایک نہایت ہی قریبی عزیز بیان کرتے ہیں کہ سخت ضعف اور بیماری کے باوجود حضورؒ رشد و ہدایت کے سلسلہ میں لائل پور جانے کے لیے روانہ ہو گئے۔ ہر چند کہ بہت روکا گیا مگر آپؒ نہ رکے۔ کمزوری کے باعث سیالکوٹ اسٹیشن کی سیڑھیوں پر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ہوش دلایا گیا۔ مگر اس شدید ضعف اور تکلیف کے باوجود بھی آپؒ نے واپس گھر جانے کی بجائے لا

Marfat.com

ئل پور جانے کا ہی ارادہ ظاہر کیا کہ ''وہاں لوگ ریلوے اسٹیشن پر انتظار کر رہے ہونگے۔'' پھر وہاں جا کر آپؒ نے کچھ عرصہ قیام کیا۔ اور اللہ کا پیغام جگہ جگہ پہنچایا۔ آپؒ کا علاج وہاں پر تعینات چونڈہ کے ایک ڈاکٹر (یعقوب) کرتے رہے جو آپؒ کے حد درجہ عقیدت مند تھے۔

آپؒ کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپؒ عقیدت مندوں کو وظائف کی کثرت نہیں بتایا کرتے تھے صرف دینی مسائل سمجھاتے۔ دین کے ضروری نکات واضح کرتے اور فرائض کو درست اور صحیح انداز میں ادا کرنے کی ترغیب دیتے۔ قرآن پاک کو درست پڑھنے اور یاد کرنے کی تلقین کرتے۔ اور محبت رسول ﷺ تو آپ کی صحبت کا ایک لازمی جزو تھا۔ کہ جو بھی آپؒ کی صحبت میں صدق دل سے پہنچا یہ دولت لے کر ہی گیا۔ لیکن کچھ اس انداز میں کہ اُس کو اندازہ بھی نہ ہوا کہ

''خالی ہاتھ آئے تھے اور دامن بھر کر چلے''

Marfat.com

تعارف

مخزن اسرار کماہی ، مطلع انوار الٰہی ، سلطان العارفین

خواجہ حافظ فتح الدین صاحب مرشد پاک مولانا محمد حسین پسروری

و

تاریخ دربار عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ ، رنگپورہ شریف

خدا تعالیٰ نے جب کُرّۂ ارض کو تخلیق کیا تو ہر قطع ارض کا نصیب بھی مقرر کیا کہ اس خاک پر میرا کون کونسا پیارا بندہ، مقربِ بارگاہ قیام کرے گا، اپنے قدموں کی برکت سے اُس جگہ کو تجلیات ربانی سے بقعہ نور بنائے گا۔ اور پھر کس قطعہ ارض کو اُن کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہو گا۔ اور یقیناً اُس جگہ پر ہر ہر لمحہ کروڑ ہا رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی رہتیں ہیں۔

سو رنگپورہ شریف کی خاک بھی کیسی عظیم ہے کہ اس پر خدا تعالیٰ کی بارگاہ کے کیسے کیسے مقربین قیام پذیر ہوئے۔ اور کتنے عظیم قدم اس خاک پر سے گزرے۔ خدا تعالیٰ نے اس سرزمین پاک کو کیسی رفعتوں سے نوازا ہے، اس کے نصیبے کس قدر بلند ہیں کہ اس میں ایسی عظیم ہستیوں کی آخری آرام گاہ ہے۔ گویا اس کی خاک میں جنت کے باغوں میں سے باغ پوشیدہ ہیں۔ اللہ اللہ، اے رنگپورہ کی خاک تیری عظمت پر قربان اور تیری سرزمین کو اپنے قدموں سے سربلند کرنے والی ہستیوں کی عظمت اور شان پر قربان۔ خدا تیری مٹی کو اور بھی برکتوں اور انوار و تجلیات سے درخشاں کرے۔ (آمین)

یہ سرزمین رنگپورہ جو دربار عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ کے قیام کے بعد رنگپورہ شریف بن گئی۔ اہل نظر اس کا نام بھی بڑے ادب و احترام سے لیتے تھے اور ہیں۔ یہ ارض پاک تقریباً اڑھائی، تین سو سال سے روحانی سرگرمیوں کا نہایت عظیم مرکز رہی ہے۔ اور حضور شہنشاہِ ولایت، شاہِ مشکل کشا، حضرت سیدنا شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضور شہنشاہِ قیومیت، امام ربانی، عارف حقانی

Marfat.com

حضور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" کی خاص توجہات کا منبع ومظہر رہی ہے۔ کیونکہ اڑھائی تین سو سال سے اس دربار شریف سے سلسلہ" عالیہ نقشبندیہ مجددیہ " کی وہ ترویج ہوئی ہے کہ جس کا بیان کرنا یا اندازہ کرنا نہایت مشکل امر ہے۔ اور اس سلسلہ عالیہ کے عظیم سے عظیم تر سپوت اس دربار شریف سے نہ صرف فیض یاب ہوئے بلکہ اس کی عظمت کی شہادت بھی ہیں۔

یہی" سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ" کا پنجاب میں وہ عظیم دربار شریف ہے جس کے بانی حضور خواجہ خواجگان حضرت بابا جی نور محمد چوراہی المعروف بہ بابا جی جیو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ حضور قبلہ عالم بابا جی جیوؒ کو وارث حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانیؒ کہا جاتا ہے اور آپ کے وجود مبارک سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو علاقہ افغانستان اور برصغیر میں نہایت فروغ حاصل ہوا۔ اور اس قدر خلقت آپ سے مستفیض و مستفید ہوئی کہ حضرت امام ربانی مجددالف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے کے بعد ایسا سننے میں نہیں آیا۔ آپ کا فیض تمام اکناف عالم میں اب تک جاری وساری ہے۔ خواجہ نادار شاہ المعروف ہادی نادار شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نتھیال شریف کے رہنے والے تھے۔ خواب میں اشارہ بیعت پا کر حاضر خدمت بابا جی جیو صاحبؒ ہوئے۔ اور بارہ سال تک حضور بابا جیؒ کی خدمت اقدس میں نہایت تن دہی اور جانفشانی سے خاموش خدمت کی۔ اور ایسی ریاضت ہائے شاقہ اختیار فرمائیں کہ بہت کم ایسی مثالیں سننے میں آئی ہیں۔ چنانچہ اپنی علو استعداد اور آپ (بابا جیو صاحبؒ) کی نظر کیمیا اثر سے اس درجہ کمال کو پہنچے۔ کہ اس کی نظیر مشکل سے ملتی ہے۔ حضرت بابا جیو صاحبؒ کی طرف سے اجازت، خلافت و رشد وارشاد سے مشرف ہو کر علاقہ پنجاب کی ہدایت وتلقین پر مامور ہوئے۔ اور یقیناً حضور بابا جی جیو صاحبؒ کی طرف سے ہی آپ کو رنگپورہ شریف (سیالکوٹ) میں جانے اور اس ارض پاک کو مقام رشد وہدایت بنانے کا حکم ہوا ہوگا۔ لہذا آپؒ یعنی حضرت خواجہ خواجگان حضرت ہادی نادار شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرزمین رنگپورہ شریف، مسجد ملحقہ دربار شریف (آج کل یہ مسجد جامع مسجد اعواناں کہلاتی ہے) میں رونق افروز ہوئے۔ اور وضو کے لئے پانی بھرنے کی خدمت انجام دینے لگے۔ تقریباً سال یا کچھ ماہ اسی طرح گزر گئے مسجد میں گمنامی کے اس قیام کے زمانے میں ایک واقعہ پیش آیا۔ آپ ایک روز رات کو رفع حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ دو

Marfat.com

ایک کتے آپ پر بھونکے اور کاٹنے کے لئے لپکے۔ آپؒ نے ان کو کہا کہ دفع ہو مجھ سے کیا لیتے ہو۔ چنانچہ ان میں سے ایک کتیا تو اسی وقت مر گئی اور ایک کتے کی ایسی حالت ہوئی۔ کہ وہ گردن جھکائے مسجد کے سامنے بیٹھا رہتا۔ دوسرے کتے اس کے گرد جمع ہو جاتے اور حلقہ باندھ لیتے۔ یہ افواہ پھیل گئی کہ یہ مسجد میں پانی بھرنے والے درویش صاحب کی کرامت ہے۔

جب آپ کے ظہور کا وقت آیا تو یہ واقعہ ہوا کہ ایک نابینا حافظ صاحب جو گجرات کے قریبی کسی علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ حج پر گئے۔ فریضہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔ اب ایسا ہوا کہ کسی وجہ سے ان حافظ صاحب کا قافلہ ان سے چھوٹ گیا۔ بہت پریشان ہوئے۔ ہر روز بعد نماز بلند آواز میں اعلان کرتے کہ ہے کوئی اللہ کا بندہ جو ان کو ان کے علاقہ تک پہنچا دے۔ کئی روز اسی طرح سے گزر گئے۔ بالآخر ایک بزرگ ان سے ملے اور کہا کہ کل اسی وقت فلاں جگہ پر کھڑے رہنا' تمھاری واپسی کا انتظام ہو جائے گا۔ اگلے دن وہ بزرگ ان حافظ صاحب کو مقررہ جگہ پر ملے اور کہا کہ اپنے قدم میرے قدموں پر رکھو۔ تھوڑی دیر گزری تو حافظ صاحب کو اپنے علاقے کی جانی پہچانی آوازیں آنا شروع ہو گئیں اور اُن بزرگوں نے فرمایا حافظ صاحب اپنے گھر کا راستہ پہچان لیں۔ حافظ صاحب حیران و پریشان رہ گئے۔ اور باآواز بلند اُن بزرگوں سے اُن کا پتہ پوچھنے لگے۔ آپ نے جاتے جاتے فرمایا کہ رنگ پورہ سیالکوٹ کی مسجد۔ جب حافظ صاحب گھر پہنچے تو ابھی حاجیوں میں سے کوئی قافلہ واپس نہ آیا تھا۔ لوگ نے حافظ صاحب پر شک کیا تو حافظ صاحب نے اپنی واپس کا حیرت انگیز واقعہ بیان کیا۔ جس سے تمام علاقے میں اُن ولی کامل کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ اور ایسی صاحب کمال ہستی کی زیارت کے لیے اس علاقے اور گرد و نواح کے بہت بڑے علاقے کے لوگ بصورت قافلہ رنگ پورہ بغرض زیارت چل پڑے۔ راستے میں اور لوگ بھی ملتے گئے۔ اور یوں خلقت کا ایک اژدہام حافظ صاحب کے ساتھ رنگپورہ شریف پہنچا۔ حافظ صاحب اکیلے مسجد میں داخل ہوئے اور مختلف آوازوں سے پانی بھرنے والے درویش صاحب کی آواز پہچان کر ان سے لپٹ گئے۔ اور مدینہ منورہ سے واپسی کا سارا واقعہ دوہرا دیا۔ اب تو حضرت بادی پاکؒ کو اپنا آپ ظاہر کرنا پڑا۔ نماز کا انتظام مسجد سے باہر کیا گیا کیونکہ خلقت کا اژدہام اس قدر زیادہ تھا کہ مسجد میں کسی صورت نہ سما سکتی تھی۔ امامت حضرت بادی پاکؒ نے

Marfat.com

کروائی۔نماز کے دوران جذب اور رقت کا یہ عالم تھا کہ سب مقتدی زاروقطار رو رہے تھے۔جب نماز ختم ہوئی۔اور آپؒ نے دائیں طرف سلام پھیرا تو اس وقت سب مقتدی جذب سے بے حال ہو گئے اور یہی حال بائیں طرف والے حضرات کا تھا۔

اس طرح آپ کا اس علاقہ پنجاب میں ظہور ہوا۔اس کے بعد رشد وہدایت کے سلسلے میں جو خدمت آپ نے پنجاب میں ادا کی اس کی نظیر مشکل سے ملتی ہے۔گوشہ گوشہ خدا کے نام سے چمک اٹھا۔بہت سے نااہل مشائخ آپؒ کی ترقی دیکھ کر جلنے لگے۔سیالکوٹ میں کاکا شاہ ایک بڑا عامل تھا۔جب اس کی دوکان پھیکی پڑنے لگی۔تو وہ آپ کے درپے آزار ہو گیا۔ اور ایک رات کو جب آپؒ رفع حاجت میں مشغول تھے۔اور بے وضو تھے۔تو وہ آپ پر ایک آندھی لے کر حملہ آور ہوا۔اور قریب پہنچ کر بلایا۔کہ بُلا اب کسے بُلاتا ہے۔آج تو میرے قبضے سے نکل کر نہیں جاسکتا۔آپؒ کو حضرت باباجی نور محمد صاحبؒ کا خیال آیا۔خیال کا آنا ہی تھا کہ تیراہ کی طرف سے ایک آندھی بڑھی ۔جب قریب پہنچی تو اس میں حضرت باباجی صاحبؒ نمودار ہوئے۔اور کاکا شاہ کو مخاطب ہو کر کہا کہ ہادی پاک کا محافظ تو آ گیا۔اب تو بھاگ کہاں بھاگتا ہے۔چنانچہ یہ کہتے ہی دو تین گرز اس کو مارے اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا۔اور الٹے پاؤں وہاں سے بھاگ نکلا۔جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ کاکا شاہ کا ہاتھ بندھا ہوا تھا۔اور وہ بُری طرح مضروب تھا۔

حضرت باباجی نور محمد صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے پنجاب میں ایک شاہین چھوڑ رکھا ہے۔اس کی بازیاں دیکھنے کے قابل ہیں۔آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت بخشی ہے کہ ایسے ہزاروں ہادی پاک تیار کر دوں۔لیکن کسی شخص میں ہادی پاک جیسی استعداد و قابلیت نہیں پاتا کہ اس کو یہ نعمت عطاء کروں۔

آپ زہد و تقویٰ میں یگانہ روزگار تھے۔اور بدعات سے بہت پرہیز کرتے تھے۔چنانچہ ضلع سیالکوٹ کے ایک موضع بھوکی کے مولوی صاحب آپ کے فراق میں بیتاب آپ سے ملنے کے لئے پیدل رنگپورہ پہنچے۔محرم کا ماہ تھا۔انہوں نے جاتے ہوئے وہ راستہ اختیار کیا جہاں محرم منایا جارہا تھا (تعزیہ وغیرہ)۔جب تھکے ہارے مسجد پہنچے تو ہادی پاکؒ نے ملنے سے انکار کر دیا۔اور فرمایا بدعتیوں سے ملنا جائز نہیں۔مولوی صاحب نے بہت توبہ کی اور معذرت کی۔کہ ایسی غلطی مجھ سے

Marfat.com

دوبارہ نہ ہوگی۔ بہت دیر کے بعد آپؒ نے مولوی صاحب کی غلطی معاف فرمائی۔ اور ان سے ملاقات فرمائی۔

یہی وہ بابرکت مقام ہے جہاں پر حضرت ہادی پاکؒ نے حضرت پیر سیّد چنن شاہ صاحب آلومہار شریف والوں کو بیعت کیا۔ جب پیر صاحب تلاش حق میں نکلے تو اُن کی خواہش تھی کہ وہ کسی سید صاحب کو پیر بنائیں گے جو عالم اور کامل بھی ہوں۔ بہت تلاش کے بعد جب وہ رنگپورہ شریف پہنچے تو انھوں نے یہ نعرہ مستانہ بلند کیا کہ میں تو اُس ہستی کو پیر بناؤں گا جسکی گھوڑی بھی تمیز حلال وحرام کرتی ہو۔ حضور قبلہ ہادی پاکؒ کی گھوڑی جس کا نام مینی تھا جب پیر صاحب نے اپنے طور پر اس کی آزمائش کی تو وہ اس امتحان میں پورا اُتری۔ مگر پیر صاحب اپنے ہوش گم کر بیٹھے۔ اور جب ہوش پلٹے تو زبان پر ایک ہی نعرہ تھا کہ اے ہادی پاکؒ مجھے بھی ہدایت یافتہ بنادیں۔ حضرت ہادی پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ نہ میں سیّد ہوں نہ میں عالم ہوں نہ میں کامل ہوں۔ آپ کو ایسا راہنما تلاش کرنا چاہیے جو ان صفات کا مالک ہو۔ پیر صاحب نے نہایت عجز و عاجزی سے اپنے خیال سے توبہ کی۔ اور نہایت صدق دل سے بیعت کے لیے عرض کی۔ یوں پیر سیّد چنن شاہ صاحبؒ، ہادی پاکؒ سے اس مقام پر بیعت اور کچھ عرصہ بعد خلافت عطاء ہوئی۔ اور یوں آپ پیر چنن شاہ مینی والی سرکارؒ مشہور ہوئے۔

حضرت ہادی پاکؒ نے آخری عمر میں ننھیال شریف اپنے وطن میں سکونت اختیار کر لی۔ اس قلیل عرصہ میں آپ کا فیض پنجاب کے ہر چہار طرف پھیل چکا تھا۔ جو آپ کے خلفائے نامدار کی صورت میں عیاں ہے۔ جہلم میں حضرت خانعالم صاحبؒ، لدھیانہ میں الٰہی بخش صاحبؒ گھوڑی والے، آلومہار ضلع سیالکوٹ میں سیّد چنن شاہ صاحبؒ اور خواجہ محمد حبیب صاحبؒ اور خواجہ عبدالصمد صاحبؒ مشہور ومعروف خلفاء ہیں۔

تقریباً ۱۹۷۰ء تک اس مقدس جگہ پر حضور ہادی نامدار شاہ صاحبؒ کی وہ تاریخی چارپائی بھی موجود رہی کہ جس کی زیارت کرنے کے لیے دور دور سے زائرین آتے تھے اور اس چارپائی پر انوار وتجلیات کی ایک خاص کیفیت رہتی تھی۔ اور اس کی زیارت کرنے سے ہی لوگوں پر ایک عجب قسم کی روحانی جذب وکیف کی کیفیت طاری ہو جاتی جو ناقابل بیان ہے۔ اور اکثر لوگوں

Marfat.com

کواس چارپائی کا قرب ملتے ہی گریہ کی کیفیت طاری ہو جاتی۔

جیسا کہ وضاحت کی گئی ہے کہ آخری عمر میں حضرت ہادی پاکؒ نے اپنی سکونت اپنے آبائی وطن نتھیال شریف ضلع اٹک میں اختیار کی۔ گمان غالب ہے کہ حضور ہادی پاکؒ کے رنگپورہ قیام کے دوران ہی یاں چند دنوں کے فرق سے یہاں پر چورہ شریف کی طرف سے ایک اور شہباز چوراہی بطور امیر دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ' رنگپورہ شریف مقرر ہو چکے تھے۔ حضور ہادی پاکؒ کی طرح یہ شہباز بھی اپنی جولانیوں میں' اپنی بازیوں میں انوکھا اور نایاب تھا۔ اُس شہباز کی روحانی پروازیں دیکھنے کے لائق تھیں۔ خوش قسمت ہیں وہ نگاہیں جنہوں نے اُس دُرِ نایاب کی زیارت سے اپنے آپ کو منور کیا۔ زہد و تقویٰ' شریعت کی پاسداری میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ کروڑوں رحمتیں اور برکتیں ہوں اُس آستانہ عالیہ چورہ شریف پر جہاں سے ایسے ایسے دُرِ نایاب اُن عظیم فیض رساں نگاہوں سے تیار ہوئے۔

اور کروڑ ہا رحمتیں اور برکتیں اس برکت والے قطعہ ارض پر کہ جہاں حضرات القدس پیر بابا جی نور محمد چوراہیؒ اور پیر بابا جی فقیر محمد چوراہیؒ نے تجلیات ربانی اور نور مصطفوی ﷺ کی تابناک کرنیں بکھیریں۔ جو انشاءاللہ ابدالآباد تک اس سرزمین کو بقعہ نور بناتی رہیں گی۔ کیسی برکتوں والی ہے یہ زمیں جس پر حضور بابا جی چوراہیؒ کے قدم بار بار لگے ہیں۔ جہاں پر حضور ہادی پاکؒ ' پیر سید چنن شاہ صاحبؒ ' پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ لاثانی اور پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ (امیر ملت) حافظ عبدالکریم صاحب راولپنڈی والے' حضور باولی شریف والے' مولانا شیر محمد شرق پوریؒ 'امام الدین رائے پوریؒ ' خواجہ محمد سیّد شاہ صاحبؒ بار بار تشریف فرما ہوئے۔

حضور سلطان العارفین' قبلہ حافظ فتح الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ہادی پاکؒ کے بعد دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ' رنگپورہ شریف کے امیر تھے۔ چونکہ آپؒ کے متعلق حالات بہت زیادہ تفصیل سے نہیں ملتے۔ لہٰذا اُن کا تعارف مختصر طور پر دیا گیا ہے۔ آپ کی بیعت حضور بابا جی فقیر محمد صاحب چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے۔ اُنکی چشمانِ فیض رساں نے آپ کو تربیت دے کر شہباز لامکاں بنایا۔ لیکن غالب گمان یہ ہے کہ آپ کو خلافت حضور بابا جی نور محمد صاحب چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست مبارک سے عطاء ہوئی۔ جیسا کہ حضور پیر چنن شاہ صاحب یا

Marfat.com

حضور خان عالمؒ بادلی شریف بیعت تو حضرت ہادی نامدار صاحبؒ سے تھے مگر خلافت حضور باباجی نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوئی۔

انوار چوراہی (حالات بزرگان تیراہ شریف و چورہ شریف) میں حضور باباجی فقیر محمد صاحب چوراہیؒ کے ساتھ آپؒ کے ایک سفر کا ذکر ملتا ہے۔ وہ واقعہ قارئین کی پیش خدمت ہے۔ حضور قبلہ باباجی صاحبؒ کوٹلی لوہاراں تشریف لے گئے۔ حافظ مہر دین صاحب نے ایک نمبردار پیر بھائی کی سفارش فرمائی۔ کہ اس کی بیوی فوت ہوگئی ہے گھر کی بربادی سے تنگ ہے۔ اس کے سسرال میں اس کی سالی ہے۔ مگر ناچاقی ہوگئی ہے اور وہ نہیں مانتے۔ ارشاد فرمایا کہ امام مسجد کو گھر لے آنا اور دو گواہ بھی تجویز کر کے رکھنا۔ رات کولڑکی آئیگی۔ امام کو اندر سے لاکر گواہوں کے سامنے نکاح کر لینا۔ اور حضور حافظ صاحب کے بازو کو پکڑ کر ارشاد فرماتے تھے۔ حافظ صاحب مخلص غلام تھے۔ عرض کرنے لگا کہ حضور اس طرح (نمبردار کا بازو پکڑ کر) لے آوے۔ فرمایا ہاں۔ پھر اس سے نذرانہ کیا لیں۔ ارشاد ہوا صبح دو گھوڑیاں تیار رکھے ایک میرے لیے اور دوسری فتح دین صاحب کے لیے۔ کہ ہم لوگ بوڑھے ہیں اور ہم لوگوں کو سیالکوٹ پہنچادے۔ کہہ کر چلا گیا۔ رات کولڑکی آئی اور کہنے لگی کہ اتنا فساد برپا ہے۔ امام کو لاؤ اور نکاح کر لو۔ ایسا ہی کیا اور صبح دو گھوڑیاں لے کر حاضر خدمت ہوا۔ اور تمام ماجرا عرض کیا۔

حضور خواجہ حافظ فتح الدینؒ نے تقریباً ایک صدی تک اس جگہ پر رشد و ہدایت کے دریا بہائے۔ کیف و مستی کا ایک ایسا عالم بپا کیا کہ آج ہزاروں ابنائے آدم لذات روحانی میں سرشار ہیں۔ آپؒ پر ہر وقت عشق رسول ﷺ کی ایک خاص کیفیت طاری رہتی۔ اور آپ ہر لحہ آپ ﷺ کے عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے نظر آتے۔ اسی بابرکت و نایاب کیفیت کی وجہ سے آپؒ پر نیم مجذوبی حالت طاری رہتی تھی۔ چونکہ آپؒ پر ہر وقت آپ ﷺ کے عشق و محبت کی خاص تجلیات وارد ہوتی رہتی تھیں اور آپؒ اُن تجلیات میں گم رہتے تھے لہذا آپؒ نے ساری زندگی شادی نہ کی۔ اگر چہ روحانی اولاد تو ہزاروں میں تھی مگر آپ کی کوئی صلبی اولاد نہ تھی۔ اس سلسلے میں ایک عقیدت مند اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپؒ کے مزار شریف پر حاضر ہوا۔ میرے دل میں تھا کہ اتنے بڑے بزرگ ہونے کے باوجود اور عشق رسول ﷺ میں ڈوبے رہنے کے باوجود آپؒ

Marfat.com

سے یہ سنت مبارک کیوں ترک ہوگئی۔ وہ عقیدت مند بتاتے ہیں کہ میں دعاوغیرہ کر کے مزار شریف سے باہر آیا ابھی چند قدم ہی چلا ہوں گا کہ کسی آدمی سے ملاقات ہوئی اُس کے ہاتھ میں کوئی کتاب تھی اور مجھے دیکھ کر یا پہلے ہی سے وہ یہ بات بیان کر رہا تھا کہ جو لوگ (جذب وکیف) کسی مجبوری کی وجہ سے شادی کی ذمہ داری پوری نہ کر سکیں وہ شریعت میں اس بات سے آزاد ہوتے ہیں۔ وہ عقیدت مند کہتے ہیں کہ میں حضور کے اس روحانی تصرف اور اس قدر جلد اعتراض کا جواب دینے سے حیران وششدر رہ گیا۔

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ تعالی علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ حضور سلطان العارفین حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ نماز فجر کی سنتیں رنگپورہ شریف کی مسجد میں اور فرض مدینہ منورہ مسجد نبوی ﷺ میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ چونکہ حافظ صاحبؒ کے زمانے میں دربار شریف کے اردگرد کے علاقے سارے جنگل بیلے تھے۔ اور اکثر اوقات اُس علاقے سے گزرنے والوں کو جنات کے تنگ کرنے کی اور بعض اوقات چمٹ جانے کی بھی شکایت بھی ہو جاتی ۔حضور مولاناؒ کا بیان ہے کہ حضرت صاحبؒ (قبلہ حافظ صاحبؒ) کے اِس علاقہ میں تشریف لانے کے بعد حضورؒ کی توجہ سے تمام جنات وہوائی اشیاء اس علاقے کو چھوڑ گئیں ہیں۔ یہ واقعہ بھی آپؒ کے متعلق روایت کیا جاتا ہے کہ حضور حافظ صاحبؒ نے ساری زندگی اپنے لباس کو جیب نما کوئی چیز نہیں لگوائی۔ ایک مرتبہ کسی نے نذرانے کہ طور پر آپؒ کے لوٹے میں کچھ پیسے ڈال دیئے۔ حضورؒ ان تمام چیزوں سے مکمل طور پر مستغنی تھے۔ کسی اور نے آپؒ کی عدم موجودگی میں وہ پیسے نکال لیے اور چلتے بنے۔ آپؒ کے کسی خادم نے آپ سے پیسوں کے متعلق عرض کیا کہ کوئی لے گیا ہے۔ آپؒ نے جواب ارشاد فرمایا ''بھائی وہ میرے کس کام کے تھے' جس کو ضرورت پڑی ہوگی وہ لے گیا ہوگا۔ فقیر کو اس سے کیا مطلب۔''

ایک اور عقیدت مند حضور قبلہ سلطان العارفین حافظ صاحبؒ کا یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ حافظ صاحب صرف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت فرمایا کرتے تھے۔ ایک رات عالم خواب میں حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی زیارت ہوئی اور حضرت غوث اعظمؓ نے آپؒ کو فرمایا کہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں

Marfat.com

بھی بیعت فرمایا کریں۔ آج سے آپ کو خلافت و اجازت دی جاتی ہے۔ اور یہ کہہ کر سامنے پڑی ہوئی کتاب پر تحریری طور پر اجازت نامہ مرحمت فرمایا۔ جب آپ ؒ کی آنکھ کھلی تو سامنے تحریری اجازت نامہ موجود تھا۔

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بیان فرماتے ہیں کہ اُنھوں نے حضور حافظ صاحبؒ کو عالم خواب میں بھی نماز ہی ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ گویا بظاہر چارپائی پر لیٹے ہیں مگر جسد اقدس سے نماز پڑھنے کی آواز کے ساتھ ساتھ تمام جسم میں نماز کی تمام حرکات و سکنات موجود تھیں۔

آپؒ کے خلفاء کرام ویسے تو بہت سے ہونگے لیکن شومئ قسمت ہمیں صرف دو ہستیوں کا ہی پتہ چل سکا ہے۔ ایک سائیں رُوڑے شاہؒ ' سو (۱۰۰) چک لائل پور اور دوسرے مولانا محمد حسین پسروریؒ ' رنگ پورہ شریف سیالکوٹ

جب حافظ صاحبؒ کا وقت آخر آیا تو اُنھوں نے کہا کہ ہمارا ختم کون دلوایا کرے گا کہ ہماری کوئی اولاد تو ہے نہیں۔ حضور مولانا محمد حسین پسروریؒ نے آگے بڑھ کر کہا کہ حضور میں آپ کا بیٹا ہوں آپکا ختم شریف اور عرس مبارک کیا کروں گا۔ اور زمانہ گواہ ہے حضورؒ نے اپنا یہ وعدہ اپنی زندگی میں کیسے احسن طریقے سے پورا کیا اور آج تک یہ وعدہ کیسے بہترین طریقے سے نبھایا جا رہا ہے۔ قبلہ حافظ صاحبؒ نے ۱۳۱۴ھ میں بمطابق ۹ شعبان وصال فرمایا اور مسجد کے ساتھ ملحق احاطہ میں آپؒ کا مزار شریف بنایا گیا۔

حضور سلطان العارفین حافظ فتح الدین صاحبؒ کے پردہ فرمانے کے بعد دربار عالیہ رنگپورہ شریف کا امیر بابا جی چوراہیؒ نے حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ کو مقرر کیا۔ (یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ اگلے صفحات پر موجود ہے) حضور مولاناؒ نے ۱۸۹۶ء سے لے کر ۱۹۵۱ء تک اپنی عمر مبارک کے چھپن سال اُس سرزمین بابرکات پر سلوک و معرفت کے دریاء بہا دیئے۔ اور لوگوں میں اخلاقِ محمدی ﷺ اور اتباع نبوی ﷺ کی بنیاد پر ''ایمان'' کی عظیم الشان عمارت سنتِ مصطفیٰ اور عشق احمد ﷺ کی سرور بھری روحانی فضاء میں قائم کر دیا۔ اور اپنی حیاتِ مطہرہ کو شریعت' طریقت اور حقیقت کے سانچے میں ڈھال کر یوں پیش کیا کہ زمانہ عش عش کر اُٹھا۔ اور ثابت کر دیا

Marfat.com

کہ سالک کے لیے اتباع رسول ﷺ ہی حُب رب ذوالجلال ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (ال عمران. ۳۱)

(اے محبوب) آپ فرمادیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم کو اپنا محبوب بنا لے گا

آپؒ کے ۱۹۵۱ء بمطابق ۱۰ شوال المکرم ۱۳۷۰ھ میں پردہ فرمانے کے بعد آپؒ کے ہونہار سپوت مولانا بشیر احمد صاحبؒ اس دربار عالیہ کے امیر مقرر ہوئے اور دربار عالیہ چورہ شریف کے بزرگان نے آپؒ کی دستار بندی فرمائی۔ آپؒ نے اپنے والد محترمؒ کے مبارک سلسلہ کو نہایت جانفشانی سے سنبھالا۔ اور دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے جملہ انتظامات کو حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انداز میں احسن طریق پر چلایا۔ آپؒ کے متعلق ایک تفصیلی مضمون بھی اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ مولانا بشیر احمد صاحبؒ نے ۱۹۶۶ء میں وصال پایا۔ آپ کے وصال کے بعد آپؒ کے بڑے صاحبزادے صاحبزادہ عبدالحمید صاحب کی دستار بندی بزرگانِ چورہ شریف نے فرمائی۔ صاحبزادہ صاحب ماشاءاللہ آج کل دربار عالیہ نقشبندیہ رنگپورہ شریف کے امیر ہیں۔ نہایت صالح شخصیت ہیں۔

Marfat.com

خدمت مرشد و عطائے خلافت

حضور سلطان العارفین خواجہ حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام زندگی اس آستانہ عالیہ پر عشق رسول میں فنا ہو کر بسر کی۔ آپ وہ فقیر راہِ سلوک تھے جو جذب و کیف کی منزل شاہانہ پر متمکن ہوئے۔ آپؒ نے یقیناً خدا تعالیٰ سے دعا مانگی ہو گی کہ خدائے ربّ ذوالجلال ایک ایسا روحانی فرزند عطاء فرما جو اُن کی تمام تر روحانی فتوحات کا وارث بن سکے۔ جس کا سینہ اقدس اُن انوار وہ تجلیات کی آماجگاہ ہو جو حضور سلطان العارفینؒ کے سینہ اقدس میں ایک عالم برپا کیے رکھتی تھیں۔ آپؒ مستجاب الدعوات تھے سو خدائے بزرگ و برتر نے ایسا فرزند عطاء کیا جس کی نظیر نہ تھی۔ جو علم و عمل میں منفرد تھا' جو اتباع و ادب میں منفرد تھا' جو زہد و تقویٰ میں منفرد تھا' جو حسن ظاہری و باطنی میں منفرد تھا' جو محبت مرشد اور خدمت مرشد میں منفرد تھا' جو عشق رسول ﷺ اور عشق قرآن میں منفرد تھا۔ ایسا بابرکت اور مبارک فرزند عطاء ہوا کہ زمانے نے دیکھا اور زمانہ بھول نہ پائے گا کہ وہ فرزند اپنے مقام میں منفرد تھا۔

ایک عقیدت مند بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے حضرت مولاناؒ کی زبان مبارک سے یہ بات خود اپنے کانوں سے سنی ہے کہ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بیان فرماتے ہیں کہ اُن کا حضور قبلہ سلطان العارفینؒ سے تعلق روحانی تقریباً چار سال کی عمر میں ہو گیا تھا۔ اور اِس ننھی سی عمر سے حضور قبلہ سلطان العارفین نے اُن کو اپنی تربیت خاص اور اپنی نگاہ فیض رساں میں لے رکھا تھا۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھلائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

بہر حال ظاہری طور پر حضور قبلہ عالم حضرت مولاناؒ کا ظاہری تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد سے یہ معمول تھا کہ حضور موسمی تکلیفوں کی پرواہ کیے بغیر' ذاتی تکلیفوں کی پرواہ کیے بغیر' فاصلوں اور راستوں کو خاطر میں لائے بغیر' کار معاش کی مجبوریوں کو پس پشت ڈال کر' اور کسی بھی دنیاوی مجبوری کو آڑے آنے دیئے بغیر ہر روز بلاناغہ گورنمنٹ ہائی سکول پسرور میں کارِ درس و تدریس مکمل کر کے

Marfat.com

اور گھریلو ضروری ذمہ داریوں کو نمٹا کر، گھوڑی پر پسرور سے سیالکوٹ رنگپورہ شریف کا رخ کرتے جہاں حضور قبلہ سلطان العارفین حضرت حافظ فتح الدین صاحبؒ کا ڈیرہ مبارک تھا۔ نماز عشاء اپنے مرشد پاک کے ساتھ ادا کرتے اور پھر تمام رات مرشد پاک کی خدمت گزاری میں بسر کرتے اور غالباً نماز فجر یا نماز تہجد پڑھ کر مرشد پاک سے اجازت حاصل کر کے دوبارہ پسرور کا سفر اختیار کرتے۔ اور اسی طرح دوبارہ اگلی رات پھر خدمت مرشد میں حاضر ہونے کے لیے بے تاب ہوتے۔ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی اس پرخلوص خدمت گزاری، بے لوث محبت، والہانہ لگاؤ اور بے پناہ ریاضت و مشقت کا دور کوئی ایک یا دو دنوں یا ہفتوں پر مشتمل نہ تھا بلکہ سالہا سال پر پھیلا ہوا ہے۔ قربان جائیں حضور قبلہ عالمؒ کی اپنے مرشد پاک سے اس سچی محبت اور اس عشق پر۔ حقیقتاً حضور قبلہ عالم نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ پیر کامل کو حضور نبی کریم ﷺ کا قائم مقام سمجھنا چاہیے۔ اور اپنے مرشد کامل کے ادب، محبت اور عشق میں کوئی کمی نہ رکھنی چاہیے۔ اور اُن کے فرمان کو اپنے لیے حرف آخر سمجھنا چاہیے۔ اور اُن کی زیارت کو دو جہاں کے خزانوں پر فوقیت دینی چاہیے۔ جیسا کہ حضرت سلطان باہوؒ نے اپنے عارفانہ کلام میں بیان فرمایا ہے کہ ؎

مرشد دا دیدار ہے باہو سانوں لکھ کروڑاں حجاں ہُو

یہ یقیناً حضور سلطان العارفینؒ کا فیضان نظر بھی تھا اور حضور قبلہ عالم کے آداب فرزندی بھی، حضور خواجہ فتح الدینؒ نے اگر لاکھوں میں ایک کو اپنے لیے چن لیا تو حضور الشیخ مولاناؒ نے بھی اطاعت و قربت میں لاکھوں میں سے ایک ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا۔ بقول شاعر مشرق ؎

حدِ ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی

سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے بے دردی

اس دوران یقیناً کئی مرتبہ حضور شیخ المشائخ بابا جی صاحب چوراہیؒ بھی سیالکوٹ میں اپنے بلند اقبال مرید قبلہ حافظ فتح الدینؒ کے پاس آئے ہونگے اور ہو سکتا ہے کہ حضور سلطان العارفین حافظ صاحبؒ بھی اپنے اس درِّ نایاب کو لے کر عازم چورہ شریف ہوئے ہوں۔ حضور قبلہ بابا جی صاحبؒ چوراہی نے اس شہباز لامکاں (قبلہ مولاناؒ) کو دیکھا ہوگا۔ اُن کے محبت و عشق سے ضرور متاثر ہوئے ہونگے۔ اور اس شہباز پر اپنی خاص نگاہ کرم کی ہوگی۔

Marfat.com

یہ سلسلہ عشق و محبت یونہی چل رہا تھا کہ حضور قبلہ حافظ صاحبؒ کے وصال کا وقت قریب آ گیا۔ ۹ شعبان ۱۳۱۴ھ کو قبلہ سلطان العارفین حافظ صاحبؒ نے وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حضور سلطان العارفینؒ کے وصال کے بعد دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، رنگپورہ شریف امیر جماعت سے خالی ہو گیا۔ اور بظاہر ایک خلا پیدا ہو گیا۔ چنانچہ جب حضور شیخ المشائخ، قطب العالمین، خواجہ خواجگان حضرت بابا جی فقیر محمد صاحب چوراہیؒ اپنے جملہ خلفائے کرام کے ساتھ برائے ختم شریف و فاتحہ خوانی رنگپورہ شریف تشریف لائے۔ تو اس اجتماع عظیم میں حضور قبلہ والاؒ نے خصوصیت کے ساتھ اُس ''شہبازِ علم و معرفت'' کو اِس عظیم اور عالی مرتبہ دربار شریف کا امیر جماعت اور سجادہ نشین مقرر کیا جو قبلہ سلطان العارفین حضرت قبلہ حافظ صاحبؒ کی آنکھوں کا تارا، اُن کی نگاہِ پر تاثیر کا پروردہ تھا اور حضور قبلہ سلطانِ چوراہیؒ کی نگاہوں کا خاص مرکز و محور تھا۔ وہی جن کو آج دنیا'' قطب اقطاب مولانا محمد حسین پسروری ثم سیالکوٹیؒ'' کے نام سے جانتی ہے۔

آپؒ کے کندھوں پر اس مرکز کے سب انتظامات آوندگان، روندگان، مریدین، زائرین وغیرھم کا بوجھ ڈال دیا گیا۔ جملہ حاضرین نے جن میں گرد و نواح کے سینکڑوں اصحاب کے علاوہ اہل محلہ بھی شامل تھے۔ اور خاص طور مندرجہ ذیل بزرگ شامل تھے۔

خلیفہ عمر بخش صاحب

میاں عبدالعزیز صاحب

بابا کرم الٰہی بانگا

بابا راج دین

ملک فقیر محمد والد ملک عطاء اللہ

ڈپٹی میراں بخش والد میاں احسان الٰہی تحصیلدار وغیرھم

اسی پاک محفل میں حضور قبلہ بابا جی صاحبؒ چوراہی نے مولانا مولوی محمد حسین پسروریؒ کی رسم دستار بندی ادا کی اور خرقہ خلافت عطاء فرما کر امیر جماعت نقشبندیہ مجددیہ ' رنگپورہ شریف ہونے کا اعلان فرمایا اور بڑے پُر زور الفاظ میں یہ ارشاد فرمایا کہ

Marfat.com

" آج مولوی محمد حسین صاحب پسرور والے کو ہم نے اپنا خلیفہ ہی نہیں بلکہ بیٹا بنالیا ہے۔ ہمارے دو بیٹے پہلے ہی علی پور سیداں میں ہر دو سیّد جماعت علی شاہ صاحبان خدمت دین میں مشغول ہیں اور اَب یہ مولوی صاحب ہمارے تیسرے بیٹے پسرور اور رنگپورہ محلہ اعواناں سیالکوٹ درگاہ کے سجادہ نشین اور جماعت کے امیر' صاحب اجازت خلیفہ ہونگے۔ اللہ اللہ کا سبق دیا کرینگے۔ اور دین کی خدمت کے لیے ہر وقت کوشاں "

حاضرین نے اللہ اکبر کے پُر جوش نعروں میں بخوشی تمام اس حکم کو منظور کیا اور مبارک باد دی۔ اور جناب باباجی صاحبؒ اور دیگر بزرگانِ دین کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ اِس وقت جو شرف اِس خطہ پاک کو حاصل ہوا ہے ہم سب اس کے لیے بہت خوش ہیں۔ اور شکر گزار ہیں۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ دعائے خیر کے بعد یہ مبارک جلسہ ختم ہو گیا۔

یہاں پر قارئین کے لیے قبلہ باباجی صاحبؒ چوراہی کے یہ الفاظ قابل غور ہیں کہ اپنا خلیفہ ہی نہیں بلکہ بیٹا بنایا ہے۔ اور حضور مولاناؒ کا ذکر اپنے دوسرے نہایت خاص الخاص روحانی فرزندوں یعنی حضور پیر سیّد جماعت علی صاحبانؒ کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ کیا۔ اور حضور قبلہ عالمؒ کا یہ اعزاز کچھ کم نہیں کہ اُن کو اپنے خلیفہ کے حوالے سے نہیں بلکہ اپنے خاص بیٹے کے حوالے سے متعارف کروایا جا رہا ہے۔ جو کہ یقیناً ہر خلیفہ کو حاصل نہیں۔ یہاں پر یہ بیان کرنا ضروری سمجھا جائے گا کہ حضور پیر سیّد جماعت علی صاحبان کو حضور قبلہ خواجہ خواجگان باباجی فقیر محمد صاحب چوراہیؒ بالکل اپنے گھر کے فرد کی طرح سمجھتے تھے اور حضور سیّد صاحبان حضور باباجی صاحبؒ کے اندرون خانہ بھی تشریف لے جایا کرتے تھے اور مائی صاحبہ سے تبرک و پیار حاصل کرتے تھے۔ اور یہ خاص اعزاز اُن کو حاصل تھا۔ اور اس لحاظ سے حضور مولانا محمد حسین پسروریؒ کو بھی اپنے اُن دو بیٹوں کے برابر مرتبہ و مقام دیا گیا جو یقیناً کسی اور کی قسمت اور نصیب میں نہ تھا۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

اور دوسری اہم بات یہ بھی ہے کہ ہر دو سیّد صاحبان اپنے اپنے دور کے غوث عالمؒ قطب

Marfat.com

عالم یا قطب الاقطاب بھی کہلائے ہیں۔ (غوث عالم یا قطب عالم یا قطب الاقطاب اُس ہستی کو کہا جاتا ہے جو تمام دنیا میں اُس وقت کے تمام بزرگان 'اولیاء اکرام' کی سردار ہوتی ہے۔ اور حضور نبی پاک' حبیب خدا' باعث تخلیق کائنات ﷺ کی قائم مقام سمجھی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی نہایت خاص الخاص عنایت و فضل اُن کے شامل حال ہوتا ہے۔ اور یہ مقام صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے حاصل ہوتا ہے صرف مجاہدہ اور ریاضت سے نہیں۔ نہ ہی ہر ولی اللہ اس کو سنبھالنے کی سکت رکھتے ہیں' اور نہ ہی ہر کسی کے نصیب میں) بعینہٖ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے متعلق حضور شیخ المشائخ' خواجہ خواجگان باباجی صاحبؒ چوراہی کا ارشاد مبارک ہے کہ

'' میرے تمام فرزندوں میں سے حضرت پسروری جس روحانی مقام پر کھڑے ہیں وہ قطب الاقطاب سے کم نہیں اور ہر کسی کے نہ تو بس میں ہے اور نہ ہی قسمت میں ''

(بحوالہ پیر کبیر علی شاہ صاحب چوراہی)

حضور مولانا محمد حسین پسروریؒ نے اپنے مرشد پاک کے ظاہری طور پر پردہ فرما لینے کے بعد بھی اپنے عشق و وفاء کے طریق کو اس طرح قائم رکھا کہ ہر جمعرات کو قبلہ گاہیؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے رہے۔ اور ۹ شعبان ۱۳۱۵ھ کو حضور سلطان العارفین حافظ فتح الدینؒ کے پہلے عرس پاک کی بنیاد رکھی۔ اور اپنی حیات پاک کے بقیہ چھپن ۵۶ سالوں میں بلاناغہ ہر سال ۹ شعبان المعظم کو اپنے مرشد پاک کا عرس پاک نہایت وسیع و عریض پیمانے پر عین سنت مبارکہ اور شریعت مطہرہ کے مطابق مناتے رہے۔ اِن عرسوں کو جن لوگوں نے دیکھا ہے وہ اَب بھی ان عرسوں کی رونق اور روحانی فضاء کو یاد کر کے اشک بار ہوتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ عرس مبارک تین دن تک جاری رہتا تھا۔ اور اس عرس پاک میں شرکت کے لیے بہت دور دراز سے نہ صرف زائرین اور مریدین تشریف لاتے بلکہ اس مبارک تقریب میں دور دراز سے جید علماء اور فقہا عظام اور مشائخ بھی نہایت ذوق و شوق اور محبت سے شامل ہوتے۔ رونق کا یہ عالم ہوتا کہ دربار شریف کے ارد گرد تقریباً ایک ایک فرلانگ تک تل دھرنے کی جگہ نہ ہوتی۔ علی پور شریف سے پیر جماعت علی شاہ صاحب لاثانی سرکار اور پیر حافظ جماعت علی شاہ صاحب محدث علیپوری (امیر ملت) سرکار کی خصوصی شرکت ہوتی۔

Marfat.com

چورہ شریف سے خواجہ خواجگان باباجی فقیر محمد علیہ الرحمۃ اور آپؒ کے وصال کے بعد آپ کے ہونہار سپوت حضور پیر طریقت، شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد سیّد شاہ صاحبؒ اور پیر حیدر شاہ صاحبؒ المعروف (پیر صاحب کالی چادر والے) کی خصوصی آمد ہوتی۔ اس کے علاوہ آستانہ عالیہ آلومہار شریف کے بزرگان اور امرتسر سے حضور قبلہ عالم مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسریؒ اور اُن کے صاحبزادگان، باولی شریف جہلم کے بزرگان) کی خاص آمد ہوتی۔ اور خاص طور پر سرہند شریف سے حضور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی درگاہِ خاص کے سجادہ نشین حضور امین شاہ صاحبؒ واُن کے خلفاء کرام اور اجمیر شریف سے تعلق رکھنے والے مختلف بزرگوں کی بھی آمد ہوتی۔ (یہاں پر یہ بات قابل توجہ ہے کہ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کا آستانہ عالیہ چورہ شریف پر ایک خاص مقام تھا اور اُن کو وہاں نہایت خاص الخاص مرتبہ و مقام حاصل تھا۔ اور اُن کا نہایت ادب و احترام کیا جاتا تھا۔ اور یہ سب کچھ حضور خواجہ خواجگان باباجی فقیر محمد چوراہیؒ کی خاص محبت، پیار اور نگاہ کرم کی وجہ سے تھا جو حضور مولاناؒ کو حاصل تھی۔ بعینہٖ اسی قسم کا ادب و احترام اور محبت حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کو سرہند شریف دربار عالیہ حضور مجدد الف ثانیؒ میں بھی حاصل تھی جس کا مظاہر اُس وقت ہوتا جب وہ عرس شریف کے موقعہ پر سرہند شریف تشریف لے جاتے حتیٰ کہ وہاں آئے ہوئے تمام اولیاء اکرام امامت کے لیے آپؒ کو آگے کھڑا کر دیتے۔ اور آپؒ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے) ان خاص الخاص ہستیوں کے علاوہ اُس وقت کے بیشتر مشائخ وقت نہ صرف اس مبارک اور برکتوں والی محفل میں شرکت کرتے بلکہ اس کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے۔ قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ جس محفل خاص میں اتنی خاص ہستیاں شرکت کریں اور ایک ہی جگہ پر ایسے نادر و نایاب محبوبانِ بارگاہ خدا اور حبیب خدا ﷺ موجود ہوں وہاں پر کیسا انوار و تجلیات کا سماں بندھتا ہوگا۔ اور اس محفل میں شریک ہونے والے لوگوں کے دلوں پر بھی کس قدر انوار و تجلیات اثر کرکے اُن کے نفوس کا تزکیہ کرتی ہوں گی۔ اس عرس مبارک میں زائرین کے قیام و طعام کا بھی بہترین انتظام موجود ہوتا اور کوشش کی جاتی کہ اُن کو بہتر سے بہتر لنگر ملے۔

ایک عقیدت مند اس سلسلے میں اپنا ایک ذاتی واقعہ اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ میری ذمہ داری اس مبارک محفل میں ختم شریف اور لنگر شریف کے لیے سامان لانے کی تھی۔ میں

Marfat.com

نے حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی جناب میں عرض کیا کہ فلاں فلاں سبزیاں اور چیزیں وغیرہ آج کل بازار سے ملتی ہیں کیا کیا لاؤں۔ حضور قبلہ عالمؒ نے ارشاد فرمایا'' وہ بھی لے آیئے گا' کچھ دیر کے بعد ارشاد فرمایا وہ بھی لے آیئے گا' کچھ سکوت کے بعد پھر فرمایا وہ بھی لے آیئے گا' شاید حضرت صاحبؒ (حافظ فتح الدین صاحبؒ) کو یہ پسند آجائے یا وہ پسند جائے' شاید حضرت صاحبؒ کسی چیز کے باعث ہم سے راضی ہو جائیں۔'' قربان جایئے ایسی محبت اور اتنے خلوص کے کہ جو حضور قبلہ عالمؒ کو اپنے مرشد پاک سے تھی۔

اسی سلسلے میں ایک اور واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضور سلطان العارفین حافظ فتح الدینؒ کے عرس مبارک کی غالباً آخری رات تھی کہ حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں لنگر کے منتظمین نے عرض کیا کہ حضور سات بکرے بچ گئے ہیں اور عرس شریف تو ختم ہو گیا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ ایک خاص کیفیت میں ڈوب کر ارشاد فرمایا'' آپ کیسے کہتے ہیں کہ عرس شریف ختم ہو گیا ہے عرس شریف تو اب شروع ہوا ہے آپ ایسے کریں کہ ان سب کے سب بکروں کو حضور حضرت صاحبؒ (حافظ صاحبؒ) کے مزار شریف کے سرہانے کی طرف لے جا کر ذبح کریں اور ان سب کا گوشت دیسی گھی میں تیار کر کے سب زائرین کو نماز فجر کے بعد روٹیوں کے ساتھ بطور ناشتہ پیش کریں۔'' خدا تعالی حضرت صاحبؒ کے ایصال ثواب میں ان کی قربانی کو قبول و منظور فرمائیں۔ (آمین)

عرس مبارک کے دوران فجر کی نماز کے بعد درس قرآن پاک اور حدیث مبارک ہوتا' دن کے مختلف اوقات میں قرآن خوانی اور درود و سلام کی محفل ہوتی اور تمام رات وعظ و نصیحت اور دینی حمیت کو بیدار کرنے کے لیے اولیاء عظام اور علماء ربانیین کے وعظ ہوتے۔ حاضرین کا مجمع ہزاروں کی تعداد میں ہوتا اور ان سب حاضرین کے دلوں پر آئے ہوئے بزرگان کی روحانیت کا پرتو منعکس ہوتا' تو عجب کیف و سرور اور عشق و مستی کے نظارے دیکھنے کو ملتے۔ یہ سلسلہ ہائے عشق و وفا' خلوص و محبت چلتا رہا تاوقتیکہ آپؒ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس کے بعد مولانا بشیر احمد صاحبزادہ مولانا محمد حسین پسروریؒ اپنی حیات پاک میں اس سلسلے کو قائم رکھے رہے۔

اس سلسلے میں مولانا بشیر احمد صاحب کے خطبہ صدارت (۱۹۶۱ء بمطابق ۱۳۸۰ھ) کا کچھ حصہ بطور تبرک قارئین کی پیش خدمت ہے۔

Marfat.com

'' ان عرسوں میں شمولیت کے لیے ہزار ہا لوگ کشاں کشاں چلے آتے ہیں۔ سینکڑوں میل کا سفر طے کرتے ہیں۔ صعوبتِ سفر برداشت کرتے ہیں۔ ذاتی آرام و آسائش کو قربان کر کے درگاہ کی حاضری و آستانہ بوسی کو فخر سمجھتے ہیں۔ جس طرح ممکن ہو سکے پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صرف ایک ہی مقصد کے لیے کہ رَبَّنَا وَ شَارِکْنَا فِیْ دُعَآءِ الْمُوْءْمِنِیْنَ (اے ہمارے رب ہمیں مومنین کی دعاؤں میں شامل فرما) کہ وہ بھی اپنے دوسرے پیر بھائیوں کے ساتھ مل کر شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد رکھوں گا) یہ متوالے بھی درگاہ میں پہنچ کر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ فَاذْکُرُوْنِیْ پر عمل کرتے ہیں اور اَذْکُرْکُمْ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایصال ثواب کرتے ہیں۔ درد بھری گریہ و زاری آہ و فغاں سے بارگاہِ ربّ العزت میں دعائیں مانگتے ہیں۔ توبہ استغفار کرتے ہیں۔ مقبولیت کے لیے دعائیں کراتے ہیں۔ اسی طرح دعائیں کراتے ہیں جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں نے اپنے والد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا کُنَّا خَاطِئِیْنَ اے ہمارے باپ آپ ہمارے گناہوں کی معافی مانگئے (ہمارے گناہوں کے لیے دعائے مغفرت کیجئے)' بے شک ہم خطاوار ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ بھی زبان حال سے پکار پکار کر عرض کرتے ہیں کہ

ہم غریبوں خستہ حالوں کی مدد فرمایئے   اہل حاجت کی خدارا آرزو بر لایئے

پھر جب اپنے دلوں کی بھڑاس نکال چکتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس گوہر مقصود کی تلاش کے لیے اتنی زحمت اُٹھائی تھی۔ وہ گوہر مقصود پا لیا ۔

اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی

کہتے ہوئے ایک ہی دو روز میں

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ط اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ☆

جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہیں' خبردار اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں

اطمینان قلب حاصل کر کے خنداں و فرحاں جہاں سے آئے تھے وہیں واپس چلے جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔ مگر خالی نہیں جاتے جمالِ ہمنشیں کی جھولیاں بھر کر ساتھ لیجاتے ہیں۔ ''

Marfat.com

اسکے بعد اُن کے صاحبزادے عبدالحمید صاحب تا حال اس مبارک سلسلہ کو نہایت خوش
سلوبی سے سنبھالے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

حضور قبلہ عالمؒ کی دربار عالیہ چورہ شریف سے وابستگی

حضور سلطان العارفین حافظ فتح الدین صاحبؒ کے وصال اور حضور خواجہ خواجگان بابا جی فقیر محمد صاحب چوراہیؒ سے عطائے خلافت کے واقعات کے بعد حضور قبلہ عالمؒ کی ساری توجہ کا مرکز ومحور چورہ شریف ہو گیا۔ اکثر چورہ شریف حاضری دیتے۔ بلکہ اس سلسلے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضور پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ کا جب بھی چورہ شریف جانے کا ارادہ ہوتا تو وہ آپؒ کو اپنے ساتھ لیے بغیر چورہ شریف نہ جاتے۔

حضور بابا جی فقیر محمد صاحبؒ چوراہی کو بھی آپؒ سے خصوصی پیار اور لگاؤ تھا۔ بلکہ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ حضور بابا جیؒ آپؒ کو اپنا بیٹا قرار دیتے تھے۔ اور آپؒ بھی بابا جی چوراہیؒ کے ادب ومحبت میں سرتاپاء ڈوبے ہوئے نظر آتے تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ کا چورہ شریف میں بزرگان کا ادب واحترام تو ایک طرف آپؒ سرزمین چورہ شریف کا بھی حد درجہ احترام فرماتے۔ ایک عقیدت مند بیان کرتے ہیں کہ آپؒ خاص چورہ شریف کے علاقہ میں داخل ہوتے ہی جوتا اُتار دیتے اور جب تک وہاں رہتے استعمال نہ فرماتے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور مولاناؒ چورہ شریف میں تھے اور حضور قبلہ بابا جیؒ کی محفل میں تشریف فرما تھے۔ بابا جیؒ کو اپنے مکان یا حجرہ شریف کی چھت پر لیپائی کی ضرورت تھی آپؒ نے کسی کو لیپائی کرنے والے بندے کا پتہ کرنے کے لیے کہا۔ حضور مولاناؒ نے یہ سن کر بابا جیؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور ایک دن کے لیے مجھے ہی وہ بندہ سمجھ لیا جائے جو آپؒ کے مکان کی لیپائی کرے۔ اور مجھے یہ سعادت حاصل کرنے دی جائے۔

چورہ شریف میں میٹھا پانی نہیں ملا کرتا تھا نہایت نایاب تھا۔ ایک مرتبہ حضور مولاناؒ چورہ شریف میں موجود تھے۔ جب رات کا وقت ہوا تو مولاناؒ کو خیال آیا کہ پانی کی تو نہایت شدید قلت ہے اور حضور بابا جیؒ نے تہجد کے لیے وضو فرمانا ہوگا۔ جب کہ پانی تو موجود نہیں۔ لہذا مولاناؒ ساری رات ایک بالٹی لے کر سارے علاقے میں پودوں پر پڑی ہوئی شبنم کے قطرے اکٹھے کرتے رہے اور جب تہجد کا وقت ہوا تو بالٹی لے کر حضور بابا جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وضو کے لیے پا

Marfat.com

پیش کیا۔ باباجیؒ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ

''آپ ساری رات یہی کام کرتے رہے ہیں۔''

بیان کیا جاتا ہے کہ جب باباجی فقیر محمد چوراہیؒ آستانہ عالیہ پر تشریف فرما ہوتے اور حضور قبلہ مولاناؒ بھی موجود ہوتے تو اُس وقت تک نماز عشاء ادا نہ فرماتے جب تک حضور مولاناؒ آکر امامت نہ فرماتے۔ اکثر یہ بھی ہوتا کہ حضور باباجیؒ کی محفل مبارک بجی ہوتی اور آپؒ کے اعظم خلفاء کرام تشریف فرما ہوتے جن میں پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ لاثانی اور حضور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ اور حافظ عبدالکریم صاحبؒ راولپنڈی والے و دیگر خلفاء موجود ہوتے اور کوئی ایسا سوال ہوتا جو کسی حد تک پوچھنے والے کی بدعقیدگی کا آئینہ دار ہوتا یا کسی معاملے میں کوئی فتویٰ دینا ہوتا تو سب خلفاء کرام کو چھوڑ کر حضور باباجیؒ حضرت مولاناؒ کو ارشاد فرماتے کہ'' اس سوال کا پوچھنے والے کو جواب ارشاد فرمائیں۔ اور ایسا جواب دیں کہ پھر شک وشبہ کی گنجائش نہ رہ جائے'' حضرت مولانا اُٹھتے اور اُس کو ایسی دل نشین مثالوں اور ناقابل تردید دلائل سے جواب دیتے کہ اُس شخص کو آئندہ کے لیے اُس معاملہ میں کوئی شک وشبہ نہ رہ جاتا اور وہ مکمل طور پر مطمئن ہو جاتا۔

مشہور ہے کہ عارف کی بات عارف ہی سمجھ سکتا ہے، عاشق کی رمز عاشق ہی جانتا ہے، عام لوگوں کے بس کی یہ بات نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح کوئی عاشق مقبول ہی دوسرے عاشق مقبول کا مقام بتا سکتے ہیں۔ یقیناً یہی وجہ ہے کہ حضور خواجہ خواجگان قبلہ باباجی فقیر محمد چوراہیؒ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کو جامیِ عصر کہہ کر یاد فرماتے تھے۔ اس خطاب کا پس منظر یہ واقعہ ہے کہ حضور خواجہ خواجگان قبلہ باباجی فقیر محمد چوراہیؒ تشریف فرما تھے۔ اُن کے پاس پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی صاحبؒ ، حضور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ اور حافظ عبدالکریم عیدگاہ شریف والے (راولپنڈی) بھی تشریف رکھتے تھے۔ حضور قبلہ باباجیؒ نے حضرت مولانا جامیؒ کے متعلق فکر انگیز نکات بیان فرمانا شروع کر دیے اور اُن کے عشق رسول ﷺ اور مقام فناء فی الرسول ﷺ پر بات کر شروع کر دی۔ یہی نکات بیان کرتے کرتے آپؒ نے فرمایا کہ صاحبو آؤ آج آپ کو حضرت جامیؒ سے ملوا دیں۔ اچانک سامنے سے حضور مولانا محمد حسین پسروریؒ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ حضور باباجیؒ نے فرمایا کہ

Marfat.com

''یہی حضرت جامی ہیں''*

حضور قبلہ بابا جی چوراہیؒ کے وصال پانے کے بعد آپؒ کے لخت جگر جناب خواجہ محمد سید شاہ صاحبؒ سجادہ نشین ہوئے۔ جو کہ نہایت صاحب کمال ہستی تھے۔ فیض الٰہی کے مظہر اور سنت رسول ﷺ کے نہایت درجہ پابند تھے۔ آپؒ کا حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے ساتھ

*یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ حضرت مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامیؒ کون تھے۔ آپؒ عاشقان رسول ﷺ میں ایک سالار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپ کا عشق ایک ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب آپؒ اپنے عشق کی جولانیوں میں گم دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہونے کے لیے مدینہ منورہ کی طرف آتے ہیں تو خواب میں رسول اکرم ﷺ حاکم مدینہ شریف کو ان کی صورت دکھا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ اس بندے کو یہاں نہ آنا چاہیے۔ حاکم مدینہ منورہ اس تذبذب کا شکار رہا کہ شاید یہ کسی گستاخی و کوتاہی کی بنا پر ہے۔ مگر یہ واضح کیا گیا کہ یہ کسی کوتاہی کی بنا پر نہیں بلکہ یہ عاشق اپنے عشق و محبت کے اس غلبے کے ساتھ آ رہا کہ اگر یہ اس حالت میں روضہ اقدس تک پہنچ گیا تو اس کے عشق و محبت کی گہرائی اور جذبات کی دل جوئی کے لیے ہمیں خود روضہ اقدس سے باہر آ کر اُس کا استقبال کرنا پڑے گا۔ لہٰذا ان کو اس حالت میں مدینہ شریف آنے سے روکا جائے۔ مولانا جامیؒ نے روضہ اقدس تک پہنچنے کے لیے بہت چارے کیے' بہت طرح کے روپ بدلے' کئی حیلے بہانے اپنائے' کبھی اپنے آپ کو صندوق میں بند کر کے مدینہ پاک کے قافلے میں شامل کیا' کبھی بکریوں کے ریوڑ میں شامل ہو کر مدینہ پاک میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ مگر ہر مرتبہ حاکم مدینہ شریف کو روضہء اطہر سے اشارہ ہوتا اور وہ جا کر مولانا جامی کا داخلہ بند کر دیتے۔ حتیٰ کہ مولانا جامیؒ کی کیفیت میں کچھ تبدیلی واقع ہوئی اور ان کے بے قرار دل کو کچھ سکون حاصل ہوا۔ پھر آپؒ کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت عنایت ہوئی۔ اور جب مولانا جامیؒ نے روضہء اطہر (علی صاحبہا صلوۃ و سلاماً) پر حاضر ہو کر جب اپنی یہ نعت شریف پڑھی۔ ع

از وجودت شد مزین مسند پیغمبری

تو مسجد نبوی (علی صاحبہا صلوۃ و سلاماً) میں زلزلے کی سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ حضور نبی پاک ﷺ سے آپ کا عشق و محبت ایک ضرب المثل بن چکا ہے۔ دوسری آپؒ کی شہرت کی وجہ علوم دین اور خاص طور پر فقہ میں ایک خاص اور منفرد مقام ہے۔

اور وقت گواہ ہے کہ حضور خواجہ خواجگان قبلہ بابا جی فقیر محمد چوراہیؒ کا حضور مولانا محمد حسین پسروریؒ کو مولانا جامی کا خطاب دینا۔ حقیقتاً ہر معنی میں بعینہٖ پورا ہوا۔ اور حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کو مولانا جامیؒ جیسا عشق رسول ﷺ' اُن جیسا منفرد مقام عطاء فرمایا گیا جس میں یقیناً قبلہ عالمؒ منفرد و یکتا ہیں۔

اس کی تفصیل انشاءاللہ آئندہ صفحات (سفر حج) میں آ رہی ہے۔

Marfat.com

حد درجے کا اُنس اور محبت تھی۔ حضور قبلہ عالمؒ کے خاندان کی ایک بزرگ خاتون بیان کرتی ہیں کہ خواجہ محمد سید شاہ صاحبؒ اور حضرت مولاناؒ کا چہرہ مبارک بھی بہت زیادہ مشابہہ تھا۔ جب دونوں ہستیاں پاس پاس بیٹھی ہوئی ہوتیں تو یوں ہی محسوس ہوتا گویا دو بھائی ساتھ ساتھ بیٹھے ہیں اور دونوں بھائیوں کے چہرے انوارِالٰہی سے نور علی نور ہوتے۔

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ ایک مرتبہ چورہ شریف عرس میں شرکت کے لیے بذریعہ ٹرین تشریف لے جارہے تھے۔ راستے میں یہ ٹرین ایک سامنے سے آنے والی ٹرین سے ٹکرا گئی۔ نہایت زور کا دھماکا ہوا اور دونوں گاڑیاں رک گئیں۔ دیکھا گیا کہ سامنے سے آنے والی گاڑی اور مسافروں کا بہت نقصان ہوا ہے۔ بلکہ سامنے والی گاڑی والے بہت سے مسافر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور جو باقی بچے وہ نہایت زخمی حالت میں پائے گئے۔ جب کہ جس گاڑی میں حضور قبلہ عالمؒ سوار تھے اس کو کوئی خاص نقصان نہ پہنچا اور نا ہی مسافروں کو کوئی نقصان پہنچا۔ جس وقت ٹرین کی ٹکر ہوئی اُس وقت حضور قبلہ عالمؒ وضو فرما رہے تھے۔ اور اس خطرناک حادثے کے باوجود اس گاڑی میں حضور قبلہ عالمؒ کے وضو والے لوٹے کا پانی تک نہ چھلکا۔ حادثے کی تحقیقات کا آغاز ہوا تو آپؒ کے ساتھ بیٹھے ہوئے لوگوں نے کہا کہ "یہ بزرگ یہاں بیٹھے ہوئے تھے ان کی دعا اور برکت سے یہ گاڑی اور اس کے مسافر بڑے نقصان سے محفوظ رہے ہیں۔" مگر آپؒ نے کمال انکساری سے جواب دیا کہ "گاڑی تو چورا شریف کی برکت سے محفوظ رہی۔"

چورہ شریف پہنچ کر اس حادثے کا ذکر دوبارہ چھڑا تو بزرگان چورا شریفؒ اور حضور مولاناؒ کے درمیان باقاعدہ اس موضوع پر مکالمہ ہوا۔ اور طے یہی پایا کہ گاڑی حضور قبلہ عالمؒ کی برکت کی وجہ سے حادثے میں محفوظ رہی۔ ادھر ریلوے کے تحقیقاتی انگریز افسر سے یہ گتھی حل نہ ہوئی اور اس کی سمجھ میں یہ یک طرفہ نقصان کسی طرح واضح نہ ہو سکا۔ اُس نے مطالبہ کیا کہ مجھے اُن بزرگ سے ملوایا جائے جن کی برکت کے متعلق کہا جارہا ہے۔ سو اس انگریز کو چورا شریف بھیج دیا گیا۔ وہ حاضر خدمت ہوا اور حضور قبلہ عالمؒ کی نورانی کیفیت اور حسن و جمال کا مشاہدہ کیا اور پھر اس نے انہی الفاظ میں محکمے کو رپوٹ کر دی کہ "چورا شریف جانے والی گاڑی ایک بزرگ ہستی مولانا محمد حسین پسروریؒ کی موجودگی اور اُن کی برکت کی وجہ سے حادثے سے محفوظ رہی۔"

Marfat.com

اسی طرح ایک اور واقعہ بھی راویت کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ اور حضور سلطان عالم حضرت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ دونوں حضرات چورا شریف بذریعہ ٹرین تشریف لے جا رہے تھے۔ دوران سفر پٹریوں کی خرابی کی وجہ سے انجن پٹری سے نیچے اتر گیا اور کوئی بڑا حادثہ ہوتے ہوتے بچا۔ اب تمام لوگ اور ریلوے کا عملہ یہ بات کہنے لگے کہ جب تک کوئی کرین وغیرہ نہ آئے گی' انجن کو دوبارہ پٹری پر نہ چڑھایا جا سکے گا اور گاڑی روانہ نہ ہو سکے گی۔ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ نے اپنے احباب اور دوسرے لوگوں کو تجویز دی کہ آیئے انجن کو اُٹھا کر دوبارہ پٹری پر چڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضور قبلہ عالمؒ نے سب لوگوں کو درود شریف کا ورد کرتے ہوئے انجن کو زور لگانے کو کہا اور خود بھی اپنے دست مبارک سے انجن کو چھوا۔ حضور قبلہ عالمؒ کے دست مبارک کے لمس کی دیر تھی کہ انجن گویا کسی غیبی طاقت کے زیر اثر پٹری پر چڑھ گیا اور گاڑی آگے کی سمت روانہ ہو گئی۔ یوں حضور قبلہ عالمؒ اور حضور شاہ علی پوریؒ کی برکت سے گاڑی کسی بہت بڑی تاخیر کے بغیر روانہ ہو گئی۔

بڑا مشہور مصرع ہے ؎

جہاں عشق ہو' وہیں کربلا

سو جس طرح حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کو چورہ شریف سے انتہائی محبت و عقیدت تھی سو محبت امتحان تو لیتی ہے۔ لیکن حضور قبلہ عالم کا خلوص اور جذبہء جاںنثاری دیکھ کر یقیناً آپؒ کا نام صف عاشقاں میں سنہری حروف سے لکھا گیا ہو گا۔ واقعہ یوں ہے کہ حضور خواجہ خواجگان قبلہ باباجی فقیر محمد چوراہیؒ کے وصال کے بعد آپؒ کے صاحبزادے حضور سید شاہ صاحبؒ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ جو کہ اپنے دور کے غوث تھے۔ آپؒ کے ایک ہی فرزند تھے جن کا نام پیر محمد شفیع تھا۔

1934ء کے لگ بھگ پیر محمد شفیع صاحبؒ انتہائی سخت بیمار ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپؒ اس قدر بیمار اور کمزور ہو گئے تھے کہ زندگی کی امید نہ رہی تھی۔ حکیم طبیب بھی مایوس ہو کر جواب دے چکے تھے۔ حضور قبلہ سید شاہ صاحبؒ نے جب اپنے بیٹے کی حالت دیکھی تو دعا کی درخواست کا کہہ کر ایک بندے کو پسرور حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی خدمت میں روانہ فرمایا۔ اور بعینہٖ حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے آستانے پر بیٹھ کر پیغام ملتے ہی پیر محمد شفیع صاحبؒ کے لیے دعائے صحت فرمائی تو

Marfat.com

پیر صاحبؒ کی طبیعت میں بہتری کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے لیکن پیر صاحب کے بدلے میں قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے جواں سال، قابل رشک صحت کے مالک، شادی شدہ چھوٹے صاحبزادے محترم رشید احمد صاحبؒ اچانک بیمار اور پھر شدید سے شدید تر بیمار ہوتے گئے۔ گویا جس تیزی سے پیر صاحبؒ تندرست ہوتے گئے ان (محترم رشید احمد صاحبؒ) کی بیماری اسی رفتار سے بڑھتی چلی گئی۔ اور جب پیر صاحبؒ مکمل طور پر تندرست ہو چکے تو وہ وفات پا گئے۔ اس طرح سے حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے بیٹے کی جان قربان کر دی مگر دربار عالیہ چورہ شریف کی طرف سے آئی ہوئی درخواست کی تعمیل میں لحہ بھر کی تاخیر بھی گوارا نہ کی۔ قربان جایئے حضورؒ کے اس جذبہ عشق و محبت و وفا پر۔ حضور قبلہ عالمؒ کے اس جذبہ اطاعت و رضا کو لاکھوں مرتبہ سلامؑ۔ خدا تعالیٰ حضور قبلہ عالمؒ پر بے حد و حساب رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ آمین، ثم آمین۔

اسی واقعہ کے پس منظر میں حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے بڑے صاحبزادے اور سجادہ نشین دربار عالیہ رنگپورہ شریف کے چہلم کے موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے شیخ المشائخ پیر محمد شفیع چوراہی صاحبؒ نے فرمایا کہ

"میں بشیر احمد صاحب سے عمر میں بڑا ہوں، لیکن میں اُن کا چھوٹا بھائی ہوں۔ صاحبزادہ بشیر احمدؒ عمر میں مجھ سے چھوٹے ہونے کے باوجود میرے بڑے بھائی ہیں"

Marfat.com

سفرِ حج وسفرِ زیارات

یہ جنگ عظیم اوّل کے بند ہونے کے تقریباً چار پانچ سال بعد کی بات ہے۔ سلطنت عثمانیہ کی عظیم عمارت ڈگمگا رہی تھی۔ ملک عرب کے اندرونی حالات بہت ناگفتہ تھے۔ سلطنت عثمانیہ کے خلاف اندورنی خلفشار عروج پر تھا۔ کچھ تو جنگ عظیم اول کے خاتمے کے بعد کے حالات اور کچھ عرب کے اندورنی حالات کی خرابی کی وجہ سے رسل ورسائل اور موصلات کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ حالات بہت ہی غیر یقینی اور خطرناک تھے۔ اندازاً یہ 1922 سے 1924 کا درمیانی عرصہ تھا کہ جب حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ نے حج بیت اللہ شریف کا ارادہ فرمایا۔ اگرچہ بھی احباب اس بات پر مصر تھے کہ حضور مولاناؒ ان خطرناک حالات میں سفر کا ارادہ ترک کر دیں۔ مگر ارادہ اٹل ہو چکا تھا۔

یاں دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیں کہ آقائے دوجہاں ﷺ کا پیام آچکا تھا' پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ عاشق صادق اس پیغام پر لبیک نہ کہتا جب کہ یہ وہی لمحات تھے جن کا حاصل ہونا ہی اُس کی زندگی کا حاصل تھا۔ پھر یہ راستوں کی ظاہری رکاوٹیں ایسے عاشق پاک کی پاؤں کی زنجیر کیا بنتیں۔ آقائے دوجہاں کے در اقدس سے بلاوا کوئی معمولی بات تو نہ تھی' اُس عاشق صادق کی کیفیت کیسے لفظوں میں بیان ہوسکتی ہے۔ جس نے اپنی زندگی کا ہر ہر لمحہ اُس شاہے دوسرا ﷺ کی یاد میں اور اطاعت میں گزارا ہو۔ جس کا مقصدِ حیات ہی رسول کریم' آقائے دوجہاں' محبوب مالک کون و مکاں ﷺ کے در پر مقبول و منظور ہونا ہو اور آپ ﷺ کی رضا ہی اُس عاشق کا سرمایہ دوجہاں ہو۔ سو وہ عاشق بامراد' پیکر خلوص و وفا' محبوب دوجہاں ﷺ کے در پر حاضری دینے کے لیے' راستوں کی دشواریوں کو نظر انداز کرتا ہوا' تیار ہو گیا۔

حضور قبلہ عالمؒ بذریعہ بحری جہاز حجاز مقدس پہنچے۔ ان دنوں یہ علاقہ ایک طرح سے میدان جنگ بنا ہوا تھا۔ لہذا اس سال بہت کم لوگوں نے فریضہ حج ادا کیا۔ کمال شوق و محبت سے فریضہ حج ادا ہوا۔ اب شوق اُس در کی طرف کھینچ رہا تھا جس در سے ہر امید' ہر تمنا وابستہ تھی۔ بقول

Marfat.com

شاعر ؎

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو

نہ جانے حضور مولانا نے کیسا کیسا ادب ملحوظ خاطر رکھا ہوگا۔ کن جذبات کے ساتھ، کیسی وارفتگی اور شوق اور کیسی احتیاط اور ادب کے ساتھ روضہ اقدس پر شرف حاضری حاصل کیا ہوگا۔ کس سوز و گداز کے ساتھ صلوۃ و سلام اور درود پاک پیش کیا ہوگا۔ کیسی برستی آنکھوں سے حال فراق بیان کیا ہوگا۔ اور حضور مولانا کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کی اُس در اقدس پر مقبولیت کا عالم کیا ہوگا۔۔۔؟

جو سعادت حضور مولانا محمد حسین پسروریؒ کو دربار نبوی ﷺ میں حاصل ہوئی شاید ہی یہ سعادت اور منفرد مقام کسی اور کو بھی اس طرح عطاء ہوا ہو۔

بیان کیا جاتا ہے کہ مدینہ منورہ میں ان دنوں علاقے کے حالات خراب ہونے کی وجہ سے رش بہت زیادہ نہ تھا۔ اور یوں نگرانی کرنے والے سپاہیوں اور دوسرے لوگوں کی عدم موجودگی اللہ تعالی کی نہایت خاص الخاص رحمت ثابت ہوئی۔ اور حالات کچھ اس قسم کے پیدا ہو گئے کہ روضہ اطہر (علی صاحبہا صلوۃ و سلاماً) کے متولیؒ خود حضور مولانا سے پوچھنے آئے کہ آپ کی کیا خواہش ہے؟ (یقیناً یہ اشارہ روضہ پُر انوار (علی صاحبہا صلوۃ و سلاماً) کے محترم متولی صاحبؒ کو بارگاہ نبوی ﷺ کی طرف سے ہی ہوا ہوگا کہ حضور مولانا سے اُن کی خواہش پوچھ کر پوری کی جائے۔ اللہ، اللہ حضور مولانا کی مقبولیت اور قبولیت اور اُن پر حضور سراپا نور، شافع یوم النشور، سرکار دو عالم ﷺ کی رحمت اور پیار و محبت کا عالم۔۔۔۔۔۔! سبحان اللہ، سبحان اللہ)

اور حضور مولانا نے اس سوال کے جواب میں اپنی اُس خواہش کا اظہار کیا کہ جو دل میں دبی ہوئی تھی، کہ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری مگر روضہ انور (علی صاحبہا صلوۃ و سلاماً) کے اندر۔ گویا مکمل تنہائی میں اور وہ بھی اُس حجرہ مبارک کے اندر کہ جو ارض و سماء میں مرکز انوار و تجلیاتِ الٰہی ہے۔ جہاں خاص الخاصان کو بھی جانے کی اجازت نہ ملتی ہے۔ کہ یہ تو اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔

Marfat.com

سرکار ﷺ سے سرکار ﷺ کو مانگوں گا نیازی
سرکار ﷺ نے جس وقت کہا' مانگ ارے مانگ

ایک روایت کے مطابق حضرت مولانا کو حضور شافع یوم النشور، سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ انور کے اندر سات دن اور سات راتیں مسلسل گزارنے کا موقع ملا۔ اور یہ ایک ایسی سعادت ہے کہ جو شاید ہی کسی اور کو اس طرح عطاء ہوئی ہو۔ پھر جنہوں ﷺ نے اپنے عاشق خاص کو اپنے اتنے قریب بلایا ہوگا تو کیا کیا عطاء نہ کیا ہوگا اور اس کامل تنہائی میں کیا اپنے انوار و تجلیات اور رخ زیبا سے نقاب نہ سرکایا ہوگا۔۔۔؟ یہ سربستہ راز تو آقائے دو جہاں ﷺ اور عاشق صادق کے درمیان میں ہی ہے کہ انھوں نے اپنے گھر میں اتنے قریب بلا کر کیسی کیسی عطائیں نہ کی ہوں گی۔ اور اُس ماحول میں نذرانہ صلوۃ وسلام پیش کرنے کا کیا انداز ہوگا۔ اور اس دوران میں کیسی کیسی رحمتیں اور برکتیں عطاء ہوئی ہوں گی۔

دوسری روایت میں مسلسل تین دن اور تین راتیں روضہ اطہر (علی صاحبہا صلوۃ و سلاماً) کے اندر گزارنے کا بتایا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہ جب حضور مولاناؒ روضہ اطہر (علی صاحبہا صلوۃ و سلاماً) سے باہر تشریف لائے تو آپؒ کے چہرہ انور پر اس قدر نور تھا کہ دیکھنے والوں کی نظر نہ ٹھہرتی تھی۔ اور کوئی بھی آپؒ کی نورانیت کو برداشت نہ کر سکتا تھا۔ (اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس وقت آپؒ باہر تشریف لائے اُس وقت کچھ لوگ آپؒ کے چہرہ انور کی نورانیت کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو کر گر پڑے) شاید تب سے ہی آپؒ نے اپنے چہرہ اقدس کو پردہ دینا شروع کیا ہو۔ (آپؒ اپنے چہرہ اقدس کو ایک سفید رومال سے پردہ دیئے رہتے تھے۔ کیونکہ لوگ آپ کے چہرہ انور کی نورانیت کی تاب نہ رکھتے تھے۔)

جب کبھی آپؒ روضہ مبارک کے اندر گزارے ہوئے ان قیمتی لمحات اور ان روحانی اور نورانی کیفیات کی طرف اشارہ کیا کرتے۔ آپؒ کا چہرہ مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتا اور مجلس پر جذب و کیف و مستی کا ایک عالم چھا جاتا۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ سات دن رات تک مکمل تنہائی میں

Marfat.com

نورمصطفوی ﷺ کا وہ مشاہدہ و معانقہ ہوا کہ الفاظ اس کو بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ مسلسل سات دن اور سات راتوں تک حضور قبلہ عالمؒ نہ تو اپنے ساتھ کوئی کھانے پینے کی چیز ساتھ لے کر گئے اور نہ ہی آپؒ کو وضو وغیرہ کی حاجت محسوس ہوئی۔

شاید اس واقعے کا اندازہ حضور خواجہ خواجگان قبلہ باباجی فقیر محمد چوراہیؒ کو پہلے ہی ہوگا اور اسی پس منظر میں انھوں نے بہت پہلے ہی حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ کو مولانا جامی کا خطاب دیا۔ کہ اِن (حضرت مولاناؒ) کو بھی وہ منفرد و مقبول مقام، عشق مصطفیٰ ﷺ میں عطاء ہو گا جیسا کہ حضرت مولانا جامیؒ کو عطاء ہوا۔

رسول اکرم، امام الانبیاء، حبیب رب العالمین ﷺ کے ایسے عشق اور منفرد اعزاز و انعام کی وجہ سے حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ اپنے زمانے کے تمام بزرگان میں سب سے منفرد اور نمایاں مقام رکھتے تھے۔ جس کا مشاہدہ ہر اُس محفل اور اجتماع میں ہوتا جہاں بے شمار اولیاء اکرام، بزرگان دین اور علماء و فقہاء تشریف فرما ہوتے۔ کیونکہ حضور قبلہ عالم صرف اولیاء اکرام میں ہی نمایاں مقام نہ رکھتے تھے بلکہ علماء و فقہاء عظام کے بھی پیشوا اور امام تھے۔ وہ کوئی دینی مسئلہ ہو یا کوئی فقہی مسئلہ، کوئی روحانی پیچیدگی ہو یا دنیاوی تکلیف تقریباً بھی موقعوں پر حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی رائے کو ہی حرفِ آخر سمجھا جاتا۔ اسی لیے اُس زمانے کے بڑے بڑے علماء و فقہا کرام کے نہ صرف آپؒ سے رابطے تھے بلکہ پیچیدہ معاملات میں آپؒ کی رائے لازمی سمجھی جاتی تھی۔ جس کی ایک مثال حضرت مولانا محمد شریفؒ کوٹلی لوہاں والے تھے۔ جو کہ بیعت تو حافظ عبد الکریم صاحبؒ عید گاہ شریف والوں سے تھے۔ مگر حضور مولانا محمد حسین پسروریؒ سے اُن کا خاص تعلق تھا۔ اور وہ حضور قبلہ عالم مولاناؒ کو اپنا راہبر و راہنما تسلیم کرتے تھے۔ جبکہ مجدد زماں حضور احمد رضا خاں بریلویؒ، مولانا محمد شریف صاحبؒ کو فقیہہ اعظم کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔ قارین اب حضور مولانا محمد حسین پسروریؒ کے علمی مرتبے کا شاید کچھ اندازہ کر سکیں۔ دراصل یہ سب کچھ اُس عشق حبیب خدا ﷺ کی برکت کی وجہ سے تھا اور یہ سب عطاء اُسی در اقدس سے تھی۔

جیسا کہ شاعر نے بیان کیا ہے ۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ ﷺ سامان اوست

Marfat.com

بحر و بر در گوشہء دامان اوست

حضور قبلہ عالم مولاناؒ جب اولیاء اکرام کے کسی اجتماع میں موجود ہوتے تو تمام بزرگان امامت کے لیے آپؒ کو ہی آگے کھڑا فرماتے۔ جیسا کہ حضور مجدد الف ثانیؒ کے عرس پاک کے موقع پر اگرچہ پورے برصغیر سے نہ صرف اولیاء کرام بلکہ بڑے بڑے جید علما کرام اور مشائخ تشریف لائے ہوتے۔ اس کے علاوہ بیرون ممالک سے بھی کثیر تعداد میں علماء وفصحا تشریف لائے ہوتے مگر بوقت نماز سب لوگ حضور مولاناؒ کے مرتبہ و مقام اور اُنکی درگاہِ مجددیہ میں مقبولیت اور قربِ خاص کے باعث نماز کے لیے اپنا امام مقرر کرتے۔ یقیناً یہ حضور مجدد الف ثانیؒ کی بارگاہ خاص میں آپؒ کے نہایت قرب اور محبوب خاص ہونے کی واضح نشاندہی ہے۔ جیسا کہ ایک عقیدت مند بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور مجدد الف ثانیؒ کے عرس پاک کی تقریب میں شرکت کرنے کے لیے آپؒ سیالکوٹ سے روانہ ہوئے۔ آپؒ کے ساتھ کچھ مریدین بھی تھے۔ جب آپؒ سرہند شریف کے قرب و جوار میں پہنچے کہ بہت سے لوگ آگے آ کر آپؒ سے ملنا شروع ہو گئے۔ اور آپؒ سے سوال کیا کہ'' کیا آپؒ سیالکوٹ سے تعلق رکھتے ہیں؟ '' آپؒ نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر سوال کیا کہ '' کیا آپ کا نام مولانا محمد حسین پسروریؒ تو نہیں؟ '' آپؒ نے پھر اثبات میں جواب دیا۔ تو اُن لوگوں نے جواب دیا کہ حضور آپ جلد از جلد دربار شریف (حضرت مجدد الف ثانی) پہنچیں' کیونکہ جب تک آپؒ وہاں نہ پہنچیں گے۔ لنگر شریف شروع نہ ہو گا (اور آپؒ کا انتظار ہوتا رہے گا۔)۔ نہ صرف آپؒ کو بارگاہ مجددیہ میں بلکہ درگاہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور درگاہ حضور پرنور حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ میں بھی خاص الخاص مقبولیت اور قرب حاصل تھا۔ اور حضور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مرشد پاک حضور سراج الملۃ حضرت شیخ الشیوخ حضرت محمد باقی عرف باقی باللہؒ سے خاص اُنس اور وابستگی بھی حاصل تھی۔

خود اُس زمانے کے غوث' حضور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانیؒ اور حضور امیر الملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ؒحضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کو نہایت درجہ کا قرب عطاء فرماتے تھے۔ اور اُن کے متعلق یہ ارشاد بھی فرماتے کہ جس کسی نے جنتی دیکھنا ہو وہ حضرت مولانا کو دیکھ لے۔ اور یہ بھی ہوتا کہ حضور پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ؒحضور قبلہ مولاناؒ کو

Marfat.com

اپنے ساتھ اندرون خانہ لے جاتے اور تمام خواتین کو اکٹھا کر کے فرماتے کہ'' آؤ جس نے اس دنیا میں فرشتہ دیکھنا ہے' وہ حضور قبلہ مولانا کو دیکھ لے' جس کسی نے اس دنیا میں جنتی کی زیارت کرنی ہے وہ حضرت مولانا کا دیدار کر لے' اُس ہستی کا دیدار کرلو جو اس دنیا میں بھی میری رفیق خاص ہے اور آخرت میں بھی ہوگی۔ ''

خود حضور پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی ؒ جنہوں نے 1939ء میں وصال فرمایا' اُنھوں نے اپنی زندگی میں اس بات کی خواہش ظاہر فرمائی کہ میری نماز جنازہ کی امامت مولانا محمد حسین پسروری ؒ فرمائیں۔ دوسری طرف حضور امیر الملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ؒ کا ارشاد مبارک ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی وجہ سے ہم تک نہ پہنچ سکے وہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ سے (رنگپورہ شریف' سیالکوٹ) میں مل لیا کرے اور یہ سمجھا کرے کہ ہم سے ملا ہے۔ یہ وابستگی اور یہ ارشاد اپنے اندر بڑے خاص اسرار و رموز رکھتا ہے' کاش کوئی سمجھنے والا ہو۔۔۔۔۔!

قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے واقعہ حج اور آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس سے نوازے جانے کا حال خود حضور حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ؒ اپنی زبان مبارک سے ایک تقریب میں بیان فرماتے ہیں۔ جس کو اپنے الفاظ میں ہم یہاں تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

حضور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ؒ نے اپنے والد صاحب ؒ کے عرس مبارک کے موقع پر اپنے خطاب میں حضرت مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے حوالے سے کہا کہ حاضرین میں ایک ایسا شخص موجود ہے جسے پہلے حج میں ہی وہ سعادت نصیب ہوئی' جو 14 مرتبہ حج کرنے کے بعد بھی میرے حصے میں نہ آئی۔ یہ سننا تھا کہ حاضرین و سامعین میں سناٹا چھا گیا ۔۔۔۔۔۔۔ لوگ دائیں بائیں دیکھنے لگے' حیران تھے کہ ایسا کون خوش بخت ہے کہ جس کے متعلق حضور غوث دوراں یہ بات ارشاد فرما رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تب پیر صاحب ؒ نے یہ راز عیاں کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ '' میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے ہیں اور جس نے جنتی کو دیکھنا ہے انہیں دیکھ لے '' یہ کہتے ہوئے پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ؒ کا اشارہ حضور مولانا محمد حسین پسروری ؒ کی طرف تھا۔ پھر انھوں نے اس اس فضیلت کی تفصیل بتاتے ہوئے بیان فرمایا کہ

Marfat.com

کس طرح حضرت مولانا کو روضہ انور (علی صاحبہا صلوۃ و سلاما) کے اندر مسلسل تین دن اور تین راتیں (اور دوسری روایت کے مطابق سات دن اور سات راتیں مسلسل) گزارنے اور حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے خاص الخاص لطف و کرم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ پھر پیر صاحبؒ نے اپنا خطاب جاری رکھتے ہوئے دھرایا کہ یہ سعادت مجھے حاصل نہ ہوئی۔ تبھی کہتا ہوں کہ مولانا محمد حسین پسروریؒ کا ایک حج ہی میرے **14** مرتبہ حج سے زیادہ افضل ثابت ہوا ہے۔

حضور حضرت مولاناؒ کا قیام مدینہ منورہ شریف میں تقریباً تین ماہ تھا۔ ان تین ماہ کے دوران آقائے دو جہان ﷺ کی طرف سے آپؒ کو کیا کیا انعامات، کیا کیا فیوض و برکات حاصل ہوئیں، اس بات کو بیان کرنے کے لیے تو الفاظ بہت ناکافی ہیں کہ اس بات کا اندازہ تو کوئی اہل دل، مقرب بارگاہِ نبوی ﷺ ہی لگا سکتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران حضرت مولانا نے سرور کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ کے روضہ اقدس پر حاضری دینا بھی اپنا معمول بنا لیا۔ حج سے واپسی کے بعد آپؒ نے اپنے قریبی ساتھیوں کو یہ واقعہ سنا کر ورطہ'' مجھے گھر سے نکلے ہوئے کافی دن ہو گئے تھے۔

'' مجھے گھر سے نکلے ہوئے کافی دن ہو گئے تھے۔ اچانک دل میں اہل خانہ کے متعلق بے چینی سی اُٹھی کہ نامعلوم اہل خانہ کس حال میں ہیں۔ اپنی قیام گاہ سے باہر نکلا کہ کسی ڈاک خانے کا پتہ کر سکوں۔ راستہ میں حضور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ کا مزار مبارک تھا۔ میں اندر جا کر بیٹھ گیا۔ اور مراقبے کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ اسی کیفیت میں مجھ سے کہا گیا ''مولانا گھر میں دیکھ لیں سب خیریت ہے'' پھر مجھے باقاعدہ وہ منظر دکھایا گیا کہ سبھی اہل خانہ اپنے کام میں مصروف ہیں اور بخیریت اپنے روزمرہ امور نبٹا رہے ہیں، ساتھ ہی کہا گیا '' دنیا بھر کی ڈاک تو یہاں آتی ہے، مولانا صاحب آپ کہاں تلاش کے لیے نکلے تھے۔۔۔۔!!! ''

مدینہ طیبہ سے آپؒ بذریعہ حجاز ریلوے واپس فلسطین وغیرہ ہوتے ہوئے سویز اور سویز سے بمبئی اور پھر وہاں سے واپس سیالکوٹ پہنچے۔

Marfat.com

سفرزیارات

یہ لگ بھگ 1925ء کی بات ہے، حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ اپنی اہلیہ محترمہ، صاحبزادی صاحبہ اور بڑی بہو صاحبہ (اہلیہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؒ) کے ہمراہ عراق کی جانب روانہ ہوئے۔ جہاں اُن دنوں صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؒ رائل ایئر فورس میں بطور انجینیر ملازمتؒ کر رہے تھے۔ ظاہری طور پر تو یہ سفر ایک دنیاوی رشتہ کی خاطر نظر آتا تھا کہ حضور قبلہ عالمؒ اپنے ہونہار سپوت سے ملاقات کی خاطر تشریف لے جا رہے تھے۔ لیکن وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ درحقیقت آپؒ کو وہ عظیم ہستیاں بلا رہیں تھیں جو اُس علاقہ پاک میں مسند آرا ہیں۔

ع کہ یہ وہ مقام ہے آیا نہیں، بلوایا جاتا ہے

اس کے علاوہ وہ عظیم سعادت بھی آپؒ کا انتظار کر رہی تھی جو آپؒ کو اس سفر مبارک میں حاصل ہوئی اور آپؒ کو خاص میں سے خاص الخاص بنا گئی۔ اپنے تین ماہ کے قیام میں آپؒ جن ہستیوں کے مزارات پر حاضر ہوئے اور اُن کے خاص الخاص لطف و کرم سے بہرور ہوئے اُن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و شہدائے کربلا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور حضرت غوث اعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام شامل ہیں۔

اس سفر مبارک میں حضور قبلہ عالمؒ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک کی زیارت بھی کی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بنائی ہوئی وہ مشہور دیوار بھی دیکھی جس کی نسبت مشہور ہے کہ جنات نے بنائی تھی۔ ھیکل سلیمانی کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہاں اندر جانے والا کوئی واپس نہیں آسکتا، جنات مار ڈالتے ہیں۔ مگر آپؒ نے اندر جانے کا ارادہ فرما لیا۔ متولی سے

Marfat.com

بات کی تو اُس نے کہا کہ'' آپؒ واپس نہیں آسکیں گے '' آپؒ نے جواب دیا '' جو ہو سو ہو ۔۔۔۔۔ کچھ ہو گیا تو میں خود ذمہ دار ہوں گا ''

اندر گئے تو اس قدر اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ متولی کی دی ہوئی لالٹین آپؒ نے سیڑھیوں میں رکھ دی اور دو رکعت نماز نفل ادا کی ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک تک پہنچنے کے لیے آپؒ کی رہنمائی تالیوں کی مدد سے کی گئی ۔ وہاں آپؒ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک کو بوسہ دیا ۔ پھر واپسی کے لیے مڑے تو دیکھا کہ لالٹین غائب تھی اور اندھیرا مزید بڑھ گیا ۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ'' مجھے یوں محسوس ہوا کہ ملک الموت آ گیا ہے ۔ اب یہاں سے نہیں نکل سکتا ۔ سو پھر دو رکعت نماز نفل کی نیت باندھ لی ۔ سلام سے فارغ ہو کر دیکھا تو لالٹین اپنی جگہ پر موجود تھی ۔ میں نے اسے ہاتھ میں پکڑا اور باہر آ گیا '' اس کے علاوہ بیت اللحم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت گاہ دیکھی ۔

حضور قبلہ عالمؒ کو اس سفر مبارک میں جو عظیم سعادت نصیب ہوئی' یقیناً یہ سعادت نہ تو ہر کسی کے بس کی بات ہے اور نہ ہی نصیب میں ۔ واقعہ معراج النبی ﷺ میں آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں تشریف لے گئے اور اُس بابرکت مقام پر آپ ﷺ نے تمام انبیاؑ کی امامت فرمائی ۔ اور یوں آپ ﷺ کو خدا تعالیٰ نے امام الانبیاء ہونے کا شرف عطا فرمایا ۔ یوں یہ جگہ مبارک (مسجد اقصیٰ) آپ ﷺ اور تمام انبیاؑ سے نہایت خاص نسبت رکھتی ہے ۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور حضور آقائے دو جہاں' رسول اکرم ﷺ کے خاص لطف کرم اور نگاہ رحمت سے اور خاص کرم نوازیوں سے حضور قبلہ عالمؒ کو اس بابرکت مقام پر' اس مسجد پاک یعنی بیت المقدس میں نماز کی امامت کروانے کا شرف حاصل ہوا ۔ اور یقیناً یہ شرف اور سعادت کوئی معمولی بات نہیں کہ وہ مقام جہاں پر آقاءِ دو جہاں ﷺ کے قدم لگے ہوں وہاں پر ایک اجنبی ہستی' عربی امام کی بجائے امامت کروائیں ۔ (یہ بے شک حضور اکرم ﷺ کی طرف سے حضور قبلہ عالمؒ کی طرف ایک خاص انعام اور مقصود دو جہاں' آپ ﷺ کی بارگاہِ پاک میں حضور مولاناؒ کے خاص الخاص مقام محبوبیت کی ایک واضح جھلک ہے ۔ ان رموز و اسرار کو تو کوئی محبوب بارگا

Marfat.com

نبوی ﷺ ہی سمجھ سکتے ہیں۔) اور وہ عربی امام صاحب خود نہ صرف آپؒ کا ہاتھ پکڑ کر امامت کے لیے آپؒ کو آگے کر دیتے ہیں بلکہ خود بھی آپؒ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہیں۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک روز مسجد اقصیٰ میں نماز فجر کے دوران آپؒ فلسطینی امام کی اقتداء میں کھڑے تھے کہ ان امام صاحب سے قرات میں کچھ غلطی ہوگئی۔ آپؒ نے فوراً لقمہ دے کر اس غلطی کی تصحیح فرمائی۔ امام مسجد صاحب نے فوراً سلام پھیر دیا۔ اور حضور مولانا کو نماز پڑھانے کے لیے کہا (اور آپؒ کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا) اور خود آپؒ کی اقتدا میں کھڑے ہو گئے۔ ہو سکتا ہے یہ بات قارئین کے ذہن میں آئے کہ یہ صرف اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن عربی امام صاحب ایسے مرکز میں امامت کر وار ہے ہوں تو یوں ہی کسی کو لقمہ دینے پر پکڑ کر آگے نہیں کر دیا جاتا۔ یقیناً اُنھیں آپؒ کے روحانی مقام کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا۔ اور ساری باتیں ایک طرف آپؒ کو یہ سعادت جس جگہ سے عطاء ہوئی تھی، سو وہ تو آپؒ کو ملنی ہی تھی۔

Marfat.com

قیام پاکستان اور حضور قبلہ عالمؒ کی خدمات

حضور قبلہ عالمؒ کو عطائے خلافت اور امیر دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رنگپورہ شریف بنائے جانے کے بعد سے آپؒ کی توجہ کا مرکز سیالکوٹ کے ساتھ ساتھ علاقہ پسرور بھی تھا کہ وہاں پر رہائش کے ساتھ ساتھ بے شمار مریدین بھی تھے۔ اکثر آپؒ کا آنا سیالکوٹ ہوتا اور یہاں پر کئی کئی دن قیام کیا جاتا۔ نماز جمعہ بھی یہیں پر کروائی جاتی۔ پھر سالانہ عرس کے موقع پر (حضور سلطان العارفین حافظ فتح الدین صاحبؒ کے عرس مبارک) سیالکوٹ، رنگپورہ شریف میں قیام کا عرصہ خاصہ طویل ہوتا۔ چونکہ سیالکوٹ میں ابھی تک مستقل رہائش کا کوئی بندوبست نہ تھا' لہذا جب یہاں (رنگپورہ شریف) میں قیام طویل ہوتا ہوگا تو یقیناً کئی مسائل کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہوگا۔

دوسری وجہ یہ بھی کہ حضور قبلہ عالمؒ کی طبیعت بھی دن بہ دن کمزوری کی طرف مائل ہو رہی تھی۔ لہذا رنگپورہ کے احباب نے یہ تجویز پیش کی کہ اگر ایک مختصر سی رہائش کے لیے جگہ مکان کی صورت میں تعمیر کر لی جائے تو عرس وغیرہ وخدمت زائرین اور زیارت کے لیے آنے والے لوگوں کے لیے ایک آرام دہ صورت پیدا ہو جائے گی اور حضور قبلہ عالمؒ کو مرشدِ پُر انوار کے روضہء انور کی قربت بھی حاصل ہو جائے گی۔ چنانچہ 1930ء میں مولاناؒ نے مزار مبارک اور ملحقہ مسجد کے مشرق کی جانب اپنے خرچے سے ایک مکان کی تعمیر شروع کروائی۔ اس مکان مبارک کا نقشہ باقاعدہ بائی لاز میونسپل کمیٹی سیالکوٹ سے ''برائے سکونت'' موجود ہے اور کمیٹی کے ریکارڈ میں بھی موجود ہے۔

مکان کی تعمیر کے بعد صعوبت سفر کو کم کرنے کے لیے حضور قبلہ عالمؒ نے پسرور سے نقل مکانی فرما کر' رنگپورہ شریف میں اسی مکان مبارک میں رہائش اختیار کی۔ اور یوں حضور قبلہ عالمؒ کی رنگپورہ شریف میں مستقل آمد سے یہ خطہ حضورؒ کی برکت سے انوار وتجلیات کی آماجگاہ بن گیا۔ اور زائرین وسائلین کا ایک جمِ غفیر ہر وقت یہاں موجود رہنے لگا۔ حضور قبلہ عالمؒ کا وجود ہر سائل کے لیے ابر رحمت ثابت ہوتا۔ آنے والا کبھی خالی ہاتھ واپس نہ جاتا۔ خواہ دینی مشکل ہو یا دنیاوی پریشانی حضور قبلہ عالمؒ نے ہر آنے والے پر نگاہ کرم فرمائی۔ اور اپنی دعاؤں کے ساتھ ہر آنے والے کے دکھ

Marfat.com

کا مداوا کیا۔ نقل مکانی کے باوصف حضور قبلہ عالمؒ اکثر پسرور بھی تشریف لے جاتے اور اپنے آبائی مکان کے حجرہ میں قیام فرماتے۔ جہاں مشتاقانِ دید دور و نزدیک سے حضورؒ کی خدمت میں حاضری دیتے اور حضرتؒ اُن کے حق میں دعائے خیر فرماتے اور اپنے روحانی فیوض و برکات سے مستفید فرماتے۔

1930ء سے 1947ء تک کا دور پورے برصغیر کی تاریخ کا اہم ترین دور ہے۔ خود مسلمانانِ ہند کے لیے بھی یہ دور اُن کی تاریخ کی شہ رگ کی حثیت رکھتا ہے۔ اس نازک دور میں اُن تمام اولیاء اللہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، جنہوں نے اُس وقت دامے درمے، سخنے مسلمانوں میں دین حق آشکار کرنے کے ساتھ ساتھ، جذبہ آزادی اور سیاسی شعور بھی بیدار کیا۔ ان اولیاء اللہ کی فہرست میں جہاں ہمیں حضور امیر الملت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ کی خدمات سرفہرست نظر آتی ہیں تو اُن کے ساتھ ساتھ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی خدمات بھی ناقابلِ فراموش نظر آتی ہیں۔

قبلہ عالمؒ نے بذاتِ خود کبھی بھی عملی سیاست میں حصہ نہ لیا اور نہ ہی کسی سیاسی پارٹی کی رکنیت اختیار کی لیکن اس کے باوجود آپؒ قائدؒ اور اقبالؒ کو مسلمانوں کا راہنما تصور کرتے۔۔ حضرت مولاناؒ کا یہ کردار انمٹ ہے کہ آپؒ بے بس، ناخواندہ افراد کو علم کی دولت عطاء فرماتے۔ جہاں مولاناؒ اپنی تقریروں اور تحریروں میں پیچیدہ دینی مسائل کا صائب حل تجویز فرماتے، وہاں مسلم قوم کی جداگانہ معاشرتی اور تمدنی حیثیت کو بھی اُبھارتے۔ مختلف قوموں اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو ملت واحدہ بن جانے کا زور دیتے۔ آپؒ کا شمار اُن صوفیا و علماء میں نہیں ہوتا تھا کہ بقول اقبالؒ صرف خانقاہوں میں بیٹھ کر دینی مسائل بتاتے بلکہ آپؒ کا انداز تو یہ تھا کہ ؎

یہ ذکر نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرور
تیری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

1938ء میں جب قائد اعظم نے اپنے ایک خطاب میں کہا کہ ''ھندو جذبات اور ھندو ذہنیت کے باعث میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اب اتحاد کی کوئی امید باقی نہیں رہی'' تو حضرت مولاناؒ

Marfat.com

نے اپنے لوگوں میں اس بات کی وضاحت اس طرح کی کہ مسلمان ہر لحاظ سے ایک الگ قوم ہیں۔ انہیں اپنے مذہب' روایات اور تاریخ پر فخر ہونا چاہیے۔آپؒ تاریخی حوالوں سے ثابت کرتے کہ مسلمانوں نے برصغیر میں وارد ہونے سے لیکراب تک اپنی ایک علیحدہ شناخت بنائے رکھی۔اسلام کی قطعی حیثیت بحال رہی اور ھندومت کی ہزار کوششوں کے باوجود بھی دوسرے مذاھب کی طرح اسلام نے اسکا کوئی اثر قبول نہ کیا۔اس لیے آئیندہ بھی اتحاد کی کوئی صورت نہ نکل سکتی ہے اور اس ضمن میں محمد علی جناحؒ کی رائے سوفی صد درست ہے۔

آپؒ ایک ایسے بلند فکر روحانی پیشوا بھی تھے' جو میر کارواں میں جاں پُر سوز اور سخن دلنواز کے ساتھ ساتھ نگاہ کی بلندی کے اوصاف دیکھنے کے آروزومند تھے۔اور قائداعظم محمد علی جناحؒ میں آپؒ کو یہ تمام خوبیاں یکجا نظر آتیں تھیں۔قائد کے بلند کردار' دلیری' ثابت قدمی' معاملہ فہمی اور معتدل مزاجی کو حد درجہ پسند فرماتے۔یہ وہ وقت تھا کہ جب ایک طرف مسلمانان ہند مسلم لیگ میں شمولیت کر رہے تھے تو دوسری جانب کچھ لوگ بانی پاکستان کی شخصیت و کردار کے حوالے سے تذبذب کا شکار تھے۔اور کچھ کم پڑھے لکھے مسلمانوں کو تو اُن کے ''مسلمان'' ہونے پر بھی شک تھا۔

قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی قائداعظم کے بارے میں ایک واضح رائے تھی کہ ''حضور رحمتہ اللعالمین' رسول اکرم ﷺ نے محمد علی جناح کو پاکستان بنانے پر معمور کیا ہے۔ان کا ہر رنگ اور ڈھنگ ہمیں قبول ہے' دشمن چاہے کیا کیا اعتراض کریں''

اپریل 1944ء میں جب قائداعظمؒ سیالکوٹ تشریف لائے تو حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ ان سے ملاقات کے لیے خود جلسہ گاہ (تالاب شیخ مولا بخش) میں تشریف لے گئے۔تو مسلم لیگ کے کارکنوں نے آپؒ کا زبردست استقبال کیا۔اور ہاتھوں پر اُٹھا کر اسٹیج پر بیٹھا دیا۔مگر جب اسٹیج سیکرٹری نے تقریر کے لیے آپؒ کا نام پکارا تو آپؒ کچھ دیر کے لیے ڈائس پر آگئے اور اپنے انتہائی مختصر خطاب میں صرف اتنا ہی فرمایا کہ'' آج محمد علی جناح کا دن ہے۔میں صرف قائداعظم کے ارشادات سنوں گا۔''

خواجہ محمد صفدر جو مسلم لیگ سیالکوٹ کے سرگرم کارکن تھے۔حضور قبلہ عالمؒ کے پاس اکثر دعا اور ہدایت کے لیے آیا کرتے تھے۔آپؒ واضح انداز میں لوگوں کو قائداعظمؒ کی قیادت پر اعتماد

Marfat.com

کرنے کا درس دیتے اور فرماتے کہ" اب آئے ہیں تو دھونے دھو دیں گے "

اپریل 1940ء میں ایک ھندو آزاد مسلم کانفرنس منعقد ہوئی جس میں سندھ کے سابق وزیر اعلیٰ خان بہادر اللہ بخش اور مولانا ابوالکلام آزاد کو بھی شامل کیا گیا۔ ان دونوں مسلم زعماء نے مطالبہ پاکستان کی مخالفت کی اور مسلم لیگ کی اس بات کو چیلنج کیا کہ وہ برصغیر کے تمام مسلمانوں کی نمائندگی کا دعویٰ کیسے کر سکتی ہے؟ برصغیر کے مسلم راہنماؤں نے پیہم جدوجہد کے ذریعے لوگوں کو غیر مسلم پراپیگنڈے سے آگاہ کیا۔ حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ بھی اس ضمن میں اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ ان دنوں میں بعض دوسرے علاقوں کی طرح پسرور اور سیالکوٹ میں بھی کانگرس کے حاشیہ برداروں اور یونینسٹوں کا غلبہ تھا۔ مگر حضور قبلہ عالمؒ نے حضرت امیر الملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ کے ساتھ مل کر دامے، درمے، سخنے مسلم لیگ کے ہاتھ مضبوط کیے۔ اس دوران اگرچہ آپؒ کو اپنے ساتھیوں سمیت بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور مصائب و آلام سے گزرنا پڑا، مگر آپؒ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ نواں پنڈ تحصیل پسرور میں یونینسٹ زمینداروں کے مقابلے میں آپؒ نے خیمے لگا کر عملی طور پر مسلم لیگ کی جیت کی راہ ہموار کی۔ اپریل 1944ء میں قائداعظمؒ کے سیالکوٹ کے دورے کے بعد مقامی لوگوں کو نظریہ پاکستان اور مسلم لیگ کی اہمیت کے حوالے سے خصوصی لیکچر دیئے۔

آخر کار وہ تاریخی گھڑی آہی گئی کہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور نبی کریم ﷺ کی خاص نگاہ لطف و کرم سے رمضان مبارک کی ستائیسویں شب مبارک پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ یہ کسی نظریے کی بنیاد پر قائم ہونے والا پہلا ملک ہے۔ لوگوں نے خدا کے حضور سربسجود ہو کر کلمہ شکر ادا کیا تھا۔ مگر مخالفین کا یہ مسلسل اصرار تھا کہ پاکستان زیادہ دیر نہیں چل سکے گا اور (نعوذ باللہ) اسے اکھنڈ بھارت کا حصہ بننا ہی ہوگا۔ مگر ان سب منفی پراپیگنڈوں کے باوجود حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ پاکستان کے مستقبل سے مایوس نہ تھے۔ آپؒ کو جہاں قائداعظم کی قیادت پر مکمل اعتماد تھا، وہاں پاکستان کے مستقبل کے بارے میں آپؒ ارشاد فرمایا کرتے کہ

"یہ پاکستان (پاک لوگوں کے رہنے کی جگہ) ہی نہیں بلکہ باقستان (باقی رہنے والی جگہ) بھی ہے۔"

Marfat.com

آپؒ پاکستان کو اسلام کا قوی مرکز قرار دیتے اور اس کی خوشحالی اور سربلندی کے آرزو مند ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے مستقبل کو اسلام اور اہل اسلام سے وابستہ قرار دیتے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے فوراً بعد' ظلم و زیادتی کا وہ طوفان جو بے چارے مہاجرین پر اُٹھایا گیا' وہ کسی بھی اہل دل کے لیے نہایت اذیت ناک صورت حال تھی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے ان حالات میں لٹے پٹے آنے والے مہاجرین کی نا صرف اپنی گرہ سے بہت مدد فرمائی بلکہ اپنے احباب کو بھی اس بات کی ترغیب دلائی کہ وہ اپنے مہاجرین بھائیوں کی دل کھول کر مدد کریں۔

Marfat.com

جس کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفیٰ ﷺ
ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی عبادات وریاضات کا تعلق جہاں تک ہے تو حضور قبلہ عالمؒ کی تمام عبادات عین سنت نبوی ﷺ کے سانچے میں ڈھلی ہوئیں تھیں۔ جیسا کہ حضور عارف ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں کہ

'' ہم اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں کہ کسی امر میں آں سرور ﷺ سے تشبہ اختیار کریں۔ اگرچہ تشبہ صورت ہی کے اعتبار سے ہو۔ لوگ بعض سنتوں میں شب بیداری اور اس طرح کی نیت کو دخل دیتے ہیں۔ ان کی کوتاہ اندیشی پر تعجب ہوتا ہے۔ ان کی ہزاروں شب بیداریوں کو آدھی متابعت کے عوض بھی ہم نہیں خریدتے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں ہم اعتکاف کے لیے بیٹھے۔ دوستوں کو جمع کر کے ہم نے کہا کہ متابعت کے علاوہ اور کوئی نیت نہ کرو کیونکہ ہمارا تبتل اور انقطاع کیا ہوگا' ایک متابعت کے حصول کے عوض ہمیں سینکڑوں گرفتاریاں قبول ہیں۔ لیکن ہزاروں تبتل اور انقطاع' توسل اور متابعت کے بغیر ہمیں قبول نہیں۔

آں را کہ درسرائے نگاریست فارغ است
از باغ و بوستاں و تماشائے لالہ زار
(دوست کے ساتھ جو ہے فارغ ہے باغ وبستان لالہ زار سے وہ) ''

(زبدۃ المقامات ص ۲۸۵)

حضور قبلہ عالمؒ کی عبادات مجاہدات اور روزمرہ کے معمولات بعینہٖ سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق تھے۔ بلکہ اس قدر متابعت حاصل تھی کہ اگر کسی نے احادیث کی کتب مبارکہ میں آپ ﷺ کی عبادات اور سنن مبارک کے متعلق نہ بھی پڑھا ہو تو وہ صرف حضور قبلہ عالمؒ کو دیکھ لیتا' ان کی طرز زندگی کا بغور مطالعہ کر لیتا تو اس کو بہت ساری سنن مبارک کا پتہ چل جاتا کہ آپ ﷺ کا طرز عمل کیسا تھا۔

آپؒ کا چہرہ مبارک نہایت دلنشین تھا' چہرہ مبارک پر ہر وقت ہلکے سے تبسم کی کیفیت رہتی

Marfat.com

۔جس کسی نے بھی آپؒ کا دیدار ایک مرتبہ بھی کر لیا ساری عمر آپؒ کے چہرہ انور کو فراموش نہ کر سکا۔ ماتھے پر نور کی چمکتی کرنیں، مہندی لگی سرخ داڑھی مبارک، انوار الٰہیہ اور عشق رسول کریم ﷺ سے تمتماتا ہوا سرخ و سفید چہرہ مبارک، ستواں ناک مبارک، لمبی پلکیں، متبسم نگاہیں، اکثر مبارک ہونٹوں کے آگے دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں رکھ لیتے، میانہ زلفیں، لوگ آپؒ کے چہرہ مبارک پر پڑنے والے انوار و تجلیات کی نورانیت کے متحمل نہ ہوتے اور آپؒ کے چہرہ انور کی ضیاء پاشیوں کو برداشت نہ کر پاتے لہذا آپؒ اپنے چہرہ انور کو ایک سفید رومال سے پردہ دیئے رہتے۔

آپؒ کا مزاج مبارک انتہائی نرم خُو تھا، آواز مبارک نہایت شیریں تھی، جب گفتگو فرماتے تو انتہائی متانت سے یوں کہ ایک ایک لفظ واضح، جدا جدا اور سننے والے کے دل و دماغ میں اُترتا ہوا محسوس ہوتا۔ گویا عین سنت نبوی ﷺ کے مطابق۔ جب آپؒ گفتگو کا آغاز فرماتے تو سننے والوں پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ وہ ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ آپؒ کے رعب و جلال کی کیفیت اس قدر ہوتی کہ کوئی شخص بھی آپؒ کے چہرہ انور کی طرف دیکھ کر بات نہ کر سکتا تھا۔

آپؒ نے تمام عمر سنت مبارک کے مطابق صرف سفید لباس زیب تن کیا۔ اکثر کھدر کا سفید لباس پہنتے۔ سر مبارک پر اکثر عمامہ شریف باندھتے لیکن عمامہ شریف کے علاوہ ٹوپی بھی استعمال فرماتے۔ لباس مبادک کے ساتھ ایک چادر مبارک بھی اُوڑھتے۔ لباس مبارک کے متعلق حضور قبلہ عالمؒ کے پیش نظر قرآن پاک کی آیت مبارک وَ ثِیَابَکَ فَطَهِّرْ اور اپنے کپڑے پاک رکھو (سورہ المدثر ۴) ہمیشہ رہی کہ اس معاملے میں آپؒ بہت احتیاط فرماتے۔ آپؒ کے کپڑے اور بستر کی چادریں وغیرہ مکمل احتیاط کے ساتھ دھوئے جاتے۔ حتیٰ کہ نئے کپڑے بھی پہننے سے پہلے دھلوا کر پاک کیے جاتے۔ جن اصحاب کا پاک صاف ہونا درجہ یقین تک پہنچا ہوتا صرف وہی آپؒ کے زیر استعمال چیزوں کو اُٹھاتے اور رکھتے۔

ڈاکٹر اور شاعر نذیر تابش صاحب کا کہنا ہے کہ ہر چند کہ حضور قبلہ عالمؒ کی عمر مبارک کافی ہو چکی تھی (قریباً اسی سال)، مگر آپؒ کی چال مبارک سبک اور تیز تھی۔ قدم نہایت نرم اور آہستگی سے زمین پر پڑتا، پھر یوں محسوس ہوتا کہ آپؒ بلندی سے اُترائی کی طرف اُتر رہے ہیں۔ جوان ساتھی ساتھی دوڑ دوڑ کر ساتھ چلتے۔ (گویا کہ حضور قبلہ عالم اس معاملے میں بھی عین سنت نبوی ﷺ

Marfat.com

کے مطابق تھے) ہر چند کہ حضور قبلہ عالمؒ کا قد مبارک میانہ تھا مگر اپنے ساتھیوں میں بلکہ لاکھوں اور ہزاروں کے مجمع میں بھی آپؒ خود بخود نمایاں' ممتاز اور سب سے سرفراز نظر آتے ۔ (خدا تعالی اپنے رسول کریم ﷺ پر اور اُن کے صدقے میں آپؒ پر لاکھوں کروڑوں رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے کہ یہ کمال متابعت اور عنایتِ رسول کریم ﷺ ہے)۔ حضور قبلہ عالمؒ کے وجودِ پُر انوار سے ایسی پاک اور فرحت بخش مہک آتی رہتی تھی کہ جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ سخت گرمیوں میں (جبکہ اُس وقت بجلی کے پنکھوں وغیرہ کی سہولت بھی نہ تھی) پسینہ وغیرہ آنے کے باوجود یہ کیفیت قائم رہتی۔ بلکہ کبھی تو یوں محسوس ہوتا کہ آپؒ کا پسینہ مبارک ہی سے خوشبو آتی ہے۔

اللہ سبحانہٗ تعالی نے حضور قبلہ عالمؒ کو اعلی ذہنی و روحانی قوتوں کے ساتھ ساتھ جسمانی قوتوں سے بھی نوازا تھا۔ گو آپؒ کا زیادہ وقت تحصیل علم اور عبادت الٰہی میں بسر ہوتا تھا۔ لیکن آپؒ کی صحت اور اعصاب با قاعدہ ورزش کرنے والوں سے بھی زیادہ توانا اور مضبوط تھے۔

حضور قبلہ عالمؒ ہمیشہ سادہ غذا پسند فرماتے ۔ آپؒ کا معمول تھا کہ چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک وقت کا کھانا کھاتے ۔ کبھی تو یہ کھانا بعد نماز ظہر ہوتا اور کبھی بعد نماز مغرب۔ میٹھے سے آپؒ کو بہت زیادہ رغبت نہ تھی مگر سویّاں شوق سے تناول فرماتے۔ سبزیوں میں کدو شریف سے بہت رغبت تھی۔ جو کچھ دستر خوان پر موجود ہوتا اُس کو بخوشی تناول فرما لیتے۔ آپؒ کے لیے جو کھانا تیار کیا جاتا' اُس میں سرخ مرچ کا استعمال نہ کیا جاتا بلکہ اس کی بجائے کالی مرچیں استعمال کیں جاتیں۔ اور بعینہٖ یہی معمول حضور خواجہ خواجگان حضرت باباجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا بھی تھا کہ آپؒ کے کھانے میں سرخ مرچوں کی بجائے کالی مرچیں استعمال کیں جاتیں۔ پھلوں میں حضور قبلہ عالمؒ مسمی' سیب اور ناشپاتی پسند فرماتے۔

حضور قبلہ عالم دستر خوان پر آنے سے پہلے ہمیشہ ہاتھ دھوتے اور سب مہمانوں' مریدوں اور ملاقاتیوں کے لیے لازم تھا کہ وہ ہاتھ دھو کر دستر خوان پر آئیں اور ہاتھوں کو کسی کپڑے یا تولیے کے ساتھ صاف نہ کریں تا کہ سنت نبوی ﷺ درست انداز میں پوری ہو سکے۔ کھانا کھانے کے بعد آپؒ خود بھی صابن سے ہاتھ دھوتے اور دوسروں کو بھی یہی ہدایت فرماتے۔ اس کے بعد ہاتھ تولیے سے خشک کر لیے جاتے۔

Marfat.com

آپؒ رمضان شریف کے علاوہ بھی اکثر روزے سے ہوتے۔ حالانکہ عمر مبارک کافی ہو چکی تھی اور ظاہری ضعف بہت حد تک غلبہ پا چکا تھا۔ رمضان مبارک میں نماز تراویح میں اکثر پانچ پارے پڑھے جاتے لیکن ایسا بھی ہوا کہ نماز تراویح میں اُنیس اُنیس پارے بھی پڑھے جاتے رہے اور حضور قبلہ عالمؒ اس تمام دورانیے میں قیام فرماتے حالانکہ عمر مبارک (تقریباً اسی ۸۰ سال) اور بدن مبارک کمزور ہو چکا تھا۔ باقی نمازی حضرات تھک کر بیٹھ بھی جاتے جن میں جوان لوگ بھی شامل ہوتے مگر آفرین ہے حضور قبلہ عالمؒ کے عشق صادق پر۔ رمضان المبارک میں باقاعدگی سے حفاظ کرام سے قرآن پاک سننا آپؒ کا معمول تھا۔ اس دوران حفاظ کرام کی خدمت کا خاص خیال رکھا جاتا۔ انہیں دودھ، بادام، پھل اور بہترین غذائیں فراہم کیں جاتیں۔ ریاست جموں کے حافظ غلام رسول صاحب، حافظ محمد عالم صاحب اور حافظ عبدالعزیز صاحب، گوجرانوالہ کے حافظ ابراہیم صاحب (جو کہ نابینا تھے) یہ سب حضرات رمضان المبارک میں باقاعدگی سے حضور قبلہ عالم کے پاس قیام فرماتے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا حضور قبلہ عالمؒ کا لازمی معمول تھا۔

بتایا جاتا ہے کہ دوران نماز جب قرآن حکیم کی قرات کی جارہی ہوتی تو حضور قبلہ عالم کے سینہ انور سے سوز و گداز کی وجہ سے ایسی آواز سنائی دیتی جیسا کہ کسی بہت بڑے برتن میں جوش پیدا ہوتا ہے تو آواز سنائی دیتی ہے (یقیناً یہ بات بھی آپؒ کی کمال متابعت نبوی ﷺ کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ خوبخو یہی حالات ہمیں احادیث پاک کی کتب سے بھی پتہ چلتے ہیں)۔ جو حضرات اُس مبارک وقت، اُس پاک جماعت میں آپؒ کے ساتھ موجود ہوتے وہ بیان کرتے ہیں کہ کبھی قرآن پاک کی سماعت کے دوران آپؒ کے سینہ انور سے ایسی آواز سنائی دیتی یا آپؒ سے ایک آہ کی سی آواز سنائی دیتی تو یوں محسوس ہوتا گویا نور کے شعلے چاروں طرف لپکے ہیں۔

حضور قبلہ عالمؒ کا معمول مبارک یوں تھا کہ سنت مبارک کے مطابق رات کے ابتدائی حصہ میں کچھ دیر آرام فرماتے۔ پھر اس کے بعد بیدار ہو کر وضو فرماتے (حضور قبلہ عالمؒ کا معمول مبارک تھا کہ ہر نماز کے لیے وضو ہونے کے باوجود تازہ وضو فرماتے، خود تو آپؒ ہر وقت باوضو ہوتے ہی مگر ساتھ ساتھ اپنے عقیدت مندوں کو بھی باوضو رہنے کی ہدایت فرمایا کرتے) اور ادائیگی نوافل

Marfat.com

میں مشغول ہو جاتے اور نماز فجر سے کچھ دیر پہلے تک یہی معمول رہتا' اس کے بعد سنت رسول اکرم ﷺ کے مطابق سنت نماز فجر اور کچھ توقف کے بعد نماز فجر کے فرض با جماعت ادا فرماتے ۔ اور پھر حدیث شریف کے مطابق اُسی جگہ تشریف فرما ہو کر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے اور مراقبہ فرماتے اس دوران کسی قسم کی کوئی گفتگو نہ فرماتے اور پھر سورج کے طلوع ہو جانے کے بعد نماز اشراق ادا فرماتے ۔ اور زائرین سے ملاقات کا سلسلہ شروع ہو جاتا' اُن کے مسئلے مسائل سنے جاتے اور حل کے لیے مناسب چارہ کیا جاتا ۔ پھر سنت مبارک کے مطابق قیلولہ فرماتے ۔ ادائیگی نماز ظہر اور تقریباً ہر نماز کے بعد درس قرآن وحدیث شریف ہوتا اور حلقہ کی صورت میں ذکر و توجہ کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ جاری رہتا ۔ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد حلقہ کی صورت میں ختم خواجگان پڑھا جاتا اور حدیث مبارک کے مطابق حضور قبلہ عالمؒ کامل خاموشی اختیار فرماتے تاوقتیکہ نماز مغرب ادا فرماتے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ۔ نماز مغرب تا نماز عشاء زائرین وسالکین کی آمد و رفت جاری رہتی اور اُن پر توجہ فرمائی جاتی ۔

حضور قبلہ عالمؒ کا معمول پاک تھا کہ آپؒ جس علاقے یا بستی میں تشریف لے جاتے وہاں پر اُن مساجد میں ضرور نوافل ادا فرماتے جن مساجد کا تعلق کسی بھی بزرگ ہستی (ولی اللہ) سے کسی بھی زمانے میں رہا ہوتا ۔ سیالکوٹ اور پسرور کی اکثر مساجد میں آپؒ اس نیت سے اکثر تشریف لے جاتے اور نوافل ادا فرماتے ۔

حضور قبلہ عالمؒ گھر میں اشیائے ضرورت فالتو حالت میں ہرگز نہ رکھتے ۔ دربار شریف کے مصرف میں سے جو کچھ بچ رہتا' محلے میں ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا جاتا ۔ جس دن آپؒ کا وصال ہوا چند آنے ایک گوشے میں پڑے ہوئے تھے ۔ اگرچہ ہر روز روپوں کے ڈھیر جمع ہو جاتے اور پھل اور اناج کا انبار لگا رہتا ۔

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے وعظ و نصیحت کی کیفیت بھی عام واعظین سے نہایت جداگانہ اور مختلف تھی ۔ سنت مبارک کے مطابق دوران وعظ آپؒ کے ہاتھ میں عصاء ہوتا ۔ جب آپؒ وعظ فرما رہے ہوتے تو آپؒ کی زبان پاک کے اثر سے حاضرین پر خشیت الٰہی کی اس قدر شدید کیفیت طاری ہو جاتی کہ اکثر سامعین پر اونچی آواز میں آہ و زاری اور شدید گریہ زاری

Marfat.com

کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ لوگوں کے خوف خدا کی وجہ سے رنگ فق ہو جاتے اور لرزہ طاری ہو جاتا۔ اور یہ نہ تھا کہ یہ کیفیت کبھی کبھار ہوتی بلکہ آپؒ کے ہر وعظ میں سامعین کی یہی کیفیت ہو جاتی۔ جا بجا لوگ خدا کے خوف سے لوٹ پوٹ، لرزہ براندام اور آنسوؤں میں ڈوبے ہوئے نظر آتے، اور ہر ہر لفظ جو آپؒ کے لب مبارک سے بیان ہوتا سامعین کے دل و دماغ میں ایک انقلاب کی کیفیت پیدا کرتا جاتا۔ اور اس بات کے لیے کسی کے عالم یا کم پڑھے لکھے ہونے کی شرط نہ تھی، بلکہ یہ عنایت تو ہر خاص و عام کے لیے تھی۔ یقیناً حضور قبلہ عالمؒ کے وعظ مبارک کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے اس میں سلف صالحین کی محافل وعظ و نصیحت کا پرتو نظر آتا ہے۔ جب آپؒ وعظ فرما رہے ہوتے تو حاضرین کا مجمع سینکڑوں، ہزاروں کی تعداد میں ہوتا اور مسجد سے باہر بھی صفیں دور دور تک پھیلی ہوتیں بلکہ آس پاس کے گھروں اور مکانوں کی چھتیں اور گلیاں وغیرہ بھی لوگوں سے پُر ہوتیں۔ مگر یہ آپؒ کی واضح کرامت ہے کہ سب لوگوں تک آپؒ کی آواز یکساں صاف پہنچتی حالانکہ لوگوں کا فاصلہ منبر سے کافی زیادہ ہوتا بلکہ مسجد سے بھی خاصی دور تک ہوتے اور کسی قسم کا آلہ مکبر بھی زیر استعمال نہ ہوتا۔ جب حضور قبلہ عالمؒ وعظ کے لیے تشریف لاتے تو خلقت کے ایک جم غفیر ہونے کے باوجود مکمل سکوت کی کیفیت طاری ہوتی۔ اور سب سامعین میں ادب و احترام کی نہایت عظیم کیفیت پیدا ہو جاتی۔ اس سلسلے میں ایک عقیدت مند ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ لاہور سے چند حضرات حضور قبلہ عالمؒ کے پاس تشریف لائے۔ جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو اُس وقت حضور قبلہ عالمؒ وعظ فرما رہے تھے جونہی وعظ کی آواز اُن لوگوں کے کانوں میں پڑی اُن پر ایک عجب روحانی کیفیت (خشیت الٰہیہ) طاری ہو گئی اور اُن لوگوں نے وہیں سے رونا شروع کر دیا اور جوں جوں یہ کیفیت زیادہ ہوتی گئی، اُن کی آہ و زاری بڑھتی چلی گئی۔ یہی عقیدت مند بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلہ عالمؒ کے وعظ کے دوران (باوجود اس چیز کے کہ میں مکمل طور پر اَن پڑھ ہوں) جو کچھ حضورؒ بیان فرما ہوتے، وہ ہمارے دل و دماغ میں مکمل طور پر اُترتا ہوا محسوس ہوتا بلکہ ہمیں ان باتوں کی خود بخود سمجھ بھی آ جاتی۔

حضور قبلہ عالمؒ دوسروں کو نہایت درجہ ادب دیتے، کبھی کسی شخص کو تُو یا تم کہہ کر مخاطب نہ ہوتے خواہ وہ کوئی خادم ہوتا یا کوئی اجنبی۔ بلکہ اس بات کا تو اس حد تک خیال فرماتے کہ اگر کوئی دودھ پیتا بچہ بھی آپؒ کے پاس لایا جاتا تو بھی آپؒ اُسے تم یا تو کہنے کی بجائے تُوسی (آپ) کہہ

Marfat.com

کر مخاطب فرماتے۔ لکھے ہوئے کاغذ کا ادب واحترام تو ایک طرف حضور قبلہ عالم ؒ سادہ کاغذ کو بھی زمین پر نہ گرنے دیتے اور اس کا ادب فرماتے اور اس کی وجہ بیان فرماتے کہ اس کاغذ کا تعلق قرآن پاک سے ہوسکتا ہے' اس پر قرآن پاک لکھا جاسکتا ہے لہذا اس کا ادب بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی تحریر اردو یاں فارسی زبان میں ہوتی تو اُس کے متعلق ارشاد فرماتے کہ ان زبانوں کے حروف قرآنی حروف ہیں اس لیے ان کا ادب واحترام ضروری ہے۔ اسی لیے حضور قبلہ عالم ؒ تحریر شدہ کاغذ کو زمین پر نہ گرنے دیتے اور اس کا حتی الامکان حد تک ادب فرماتے۔ حضور قبلہ عالم ؒ نے جب یہ دیکھا کہ لوگ تعویذوں وغیرہ کا احترام نہیں کرتے' کیونکہ ان میں مقدس کلمات تحریر ہوتے ہیں' تو آپ ؒ نے تعویذ نویسی بہت کم کر دی۔ اور بہت کم لوگوں کو تعویذ عطاء فرماتے۔

آپ ؒ اکثر اپنے نہایت خاص معتقدین کو ہدایت فرماتے کہ جب بھی جوتا اُتارا کریں تو قبلہ رخ اُتارا کریں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو شمال کے رخ اتارا کریں کیونکہ نیک لوگوں کے جوتے بھی عبادت کرتے ہیں اور اگر اُن کا رُخ جانب قبلہ ہو تو بہت بہتر ہوتا ہے۔

حضور قبلہ عالم ؒ کی حیات پاک کا سب سے اہم معمول سائلین کی آمد پر نہایت شفقت اور خندہ پیشانی سے اُن کو خوش آمدید کہنا' اُن کی خاطر مدارت کرنا اور اُن کی حاجت پوری کرنا تھا۔ اس معمول کی ایک مثال تو آپ ؒ کا وسیع دستر خوان تھا جس پر بعض اوقات ایک وقت میں سینکڑوں کے حساب سے کھانے والے ہوتے اور اُن سب حضرات کو نہایت شفقت سے کھانا کھلاتے۔ بعض اوقات تو یوں بھی ہوتا کہ حضور قبلہ عالم گھر میں کھانا تیار کرنے کے لیے پیغام بھجواتے حالانکہ اُس وقت کوئی ایسا مہمان موجود نہ ہوتا جو کھانا نہ کھا چکا ہو' لوگ حیران ہوتے' مگر کچھ دیر کے بعد مزید مہمان تشریف لے آتے اور یوں اُدھر سے وہ مہمان درگاہ نقشبندیہ مجددیہ میں قدم رکھتے اور دوسری طرف اُن کے لیے گرما گرم کھانا پہلے ہی دستر خوان پر موجود ہوتا۔ اکثر یہ بھی ہوتا کہ کوئی عقیدت مند حضور قبلہ عالم ؒ کے پاس اپنے کسی مسئلے کے سلسلے میں آیا ہوتا' آپ ؒ اس کے مسئلے کا حل فرماتے اور پھر اُس کی مالی حالت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے پاس سے خفیہ طور پر اُس کی کچھ مالی مدد بھی فرما دیتے۔ گویا یہ تو ایسے طبیب ہیں کہ اپنے پاس سے دوا بھی دیتے ہیں اور ساتھ میں مالی مدد بھی۔ حضور قبلہ عالم ؒ اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کو بھی سائلین کو خالی ہاتھ بھیجنے اور اُن سے

Marfat.com

معیوب سلوک کرنے سے منع فرماتے۔ اس سلسلے میں آپؒ بیان فرماتے کہ روزِ حشر خدا پوچھ سکتا ہے کہ ''میں تمھارے پاس آیا تم نے مجھے خالی لوٹا دیا'' تو لوگ کہیں گے ''نہیں ایسا تو نہیں ہوا۔ پروردگار ایسا کیسے ممکن ہے؟'' تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ''میں فلاں سائل کے روپ میں تمھارے پاس آیا اور تم نے پرواہ نہ کی۔'' پھر حضور قبلہ عالمؒ سوال فرماتے کہ کیا یہ مرحلہ آسان ہوگا؟ سب لوگ یہ سوچ کر کانپ جاتے اور یہ بات پلے سے باندھ لیتے۔

ہر شیخ کو اپنے مریدوں سے حد درجہ لگاؤ ہوتا ہے۔ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں بھی یہ خوبی بدرجہ اتم نظر آتی ہے۔ حضور قبلہؒ نہ صرف اپنے مریدین بلکہ ہر اُس شخص سے جس سے ادنی سا تعلق بھی پیدا ہوگیا (بلکہ شاید یہ کہنا بہتر ہوگا کہ جو بھی آپؒ کے دراقدس پر خلوص دل کے ساتھ حاضر ہوگیا) اُس کا نہایت درجہ خیال رکھتے تھے۔ عقیدت مند جب حضور قبلہؒ کے پاس آتے تو کھانے اور دوسری ضروریات کے پوچھنے کے علاوہ آپؒ انتہائی شفقت اور محبت سے حال احوال دریافت فرماتے۔ کوئی بھی حضور قبلہ کے پاس آتا تو اُس کو اس درجہ اپنائیت محسوس ہوتی کہ وہ باقی سب غم بھول جاتا۔ اگر کوئی عقیدت مند آپؒ کی دعوت کرتا تو آپؒ اُس کی دعوت کو قبول فرماتے۔ آپؒ زائرین کی عزت نفس اور خودداری کا بھی بڑا لحاظ رکھتے' چنانچہ مالی امداد کے موقعہ پر بالخصوص اس بات کا خیال رکھتے کہ دوسرے لوگ اُن کے اس عقیدت مند کو حقیر نہ سمجھیں۔ اس لیے انتہائی ڈھکے چھپے انداز میں انکی مدد فرماتے۔ یقیناً حضور قبلہ عالمؒ اُس وقت اس حدیث مبارک پر عمل پیرا ہوتے ہوں گے کہ جس کا مفہوم ہے کہ لوگوں کی امداد خفیہ طور سے کی جائے۔ حضور قبلہ عالمؒ کی اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے احوال اور روحانی واردات پر نہایت گہری نگاہ رہتی تھی' جو مریدوں اور عقیدت مندوں کے لیے انتہائی سکون اور تسلی کا باعث تھی۔

اس سلسلے میں آپؒ کے ایک مرید حکیم محمد شفیع بیان فرماتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ حالات ایسے ہو گئے کہ گھر میں آٹا بھی نہ تھا۔ اور میں مارے شرم کے حضور قبلہ عالمؒ سے بھی نہ کہہ سکتا تھا۔ آپؒ نے خدا معلوم کیسے بھانپ لیا۔ فرمانے لگے

''بشیر صاحب (صاحبزادہ صاحب) سے کہا ہوتا'' اور پھر حضور قبلہؒ کے اشارے پر صاحبزادہ صاحب نے وہ کمال کیا کہ ہمارا گھر تمام نعمتوں سے مالا مال ہوگیا۔

Marfat.com

اسی سلسلہ میں سیالکوٹ کے نواحی گاؤں جوسن جٹاں کی ایک خاتون بیان کرتیں ہیں کہ "میں اپنی والدہ کے ہمراہ حضرت صاحبؒ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئی اور عرض کی کہ مجھے اپنی بھینس کے لیے تعویذ چاہیے۔ آپؒ نے تعویذ عنایت فرمادیا۔ اب روایت کے مطابق اس تعویذ کی زکوۃ ادا کرنی تھی۔ حضرت صاحبؒ نے اس کا ذکر کیا تاکہ حصول برکات ہوسکے۔ میرے پاس صرف آٹھ آنے تھے۔ میں نے دے دیئے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ "اپنے گاؤں واپس جانے کے لیے تانگے کا کرایہ بھی دینا تھا" آپؒ کو میری بات اچھی نہ لگی اور خشمگیں انداز میں اٹھنی میری جانب لڑھکادی۔ میں عجیب تذبذب کے عالم میں واپس چلی آئی، راستہ بھر پریشان رہی اور پھر رات کو بھی نہ سوسکی۔ سحری کے وقت کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، ہم سب گھر والے ٹھٹھک گئے کہ اس رات کے اندھیرے میں کون آگیا؟ خیر دروازہ کھولا تو دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ سامنے حضرت صاحبؒ کھڑے ہیں اور میرے لیے ارشاد فرمایا کہ "رات بھر خود سوئی ہو نہ مجھے سونے دیا"

نعت خواں حاجی محمد سعید صاحب بتاتے ہیں کہ 41ء میں میرا کاروبار کچھ مندا پڑ گیا۔ تمنا تھی کہ کبھی حاضر خدمت ہوکر حضرت صاحبؒ سے حال دل کہوں۔ دل میں یہ بات کھٹکتی بھی تھی کہ گاؤں سے شہر آکر گانے اور سینما جانے لگا ہوں، ڈر تھا کہ کہیں ڈانٹ ہی نہ پڑ جائے۔ خیر حاضر خدمت ہوا۔ آپؒ نے مجھے نعت سنانے کے لیے کہا۔ میں نے سنائی تو فرمایا "اے ھن! اوہ سعید نئیں رھیا" میری روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ پھر فرمانے لگے" بیٹے فکر نہ کرو، ٹھیک ہو جاؤ گے"۔ اور واقعی پھر میرا دھیان بھی اچھی سوسائٹی کی طرف مائل ہوگیا۔ نعت شریف اور دینی احکامات پر عمل کے لیے ذوق وشوق بھی بڑھ گیا اور کاروباری معاملات میں بھی خاصی بہتری آگئی۔ حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی ہی درگاہوں کے متعلق کیا خوب فرمایا ہے اور یقیناً حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی درگاہ ایسی ہی درگاہ ہے کہ

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگاہ ما درگاہ نو میدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

Marfat.com

"تُو واپس آ" "تُو واپس آ" "تُو جو کچھ بھی ہے واپس آ۔ اگر تُو کافر ہے اور اگر تُو آتش پرست ہے اور اگر تُو بت پرست ہے تو بھی تُو واپس آ جا۔ ہماری یہ درگاہ ناامیدی کی درگاہ نہیں ہے اگر تُو نے سو (۱۰۰) بار بھی توبہ توڑی ہے تو پھر بھی واپس آ جا۔"

ایک اور عقیدت مند (حکیم محمد شفیع صاحب) اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ "قبلہ عالمؒ" کی زیارت کے بعد اگرچہ واپس جانے کو جی نہ چاہتا تھا، مگر ظاہر ہے اس کے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔ ہم چار، پانچ افراد سیالکوٹ سے پسرور جانے کے لیے اجازت کے متمنی ہوئے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا کہ "کھانا ساتھ لیتے جاؤ" ہم نے سوچا کہ تھوڑا ہی فاصلہ ہے کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ سو کچھ پس و پیش کی۔ لیکن جب آپؒ نے دوبارہ کہا تو حکم عدولی کی کوئی گنجائش نہ رہی۔ اڈے پر پہنچ کر بس میں بیٹھے اور روانہ ہو گئے۔ مگر پسرور کے راستے میں ہی بس خراب ہو گئی۔ اب یہ وہ زمانہ تھا جب دن میں صرف دو تین بسیں ہی سیالکوٹ سے پسرور جایا کرتیں تھیں۔ گویا اگلی بس کے آنے میں کئی گھنٹے باقی تھے اور چار و ناچار ہمیں اس خراب بس کے ٹھیک ہونے کا انتظار کرنا تھا۔ اب جب انتظار کے پانچ، چھ گھنٹے گزارنے پڑے تو بھوک محسوس ہوئی تب اُجاڑ ویرانے میں ساتھ رکھا ہوا کھانا کسی نعمت سے کم نہ تھا۔ تبھی ہمیں احساس ہوا کہ حضور قبلہ عالمؒ نے اتنے اصرار سے کیوں کھانا ساتھ کیا تھا۔

حضور قبلہ عالمؒ کی اصلاح کا طریقہ بڑا موثر اور ہمیشہ پُر از حکمت ہوا کرتا تھا۔ خود آپؒ کا اپنا اخلاق بھی دوسروں کے عادات و اطوار کو بدلنے میں بڑا ممد و معاون ثابت ہوتا۔ آپؒ کے حکیمانہ اندازِ اصلاح سے لوگ حد درجہ متاثر ہوتے۔ اس سلسلے میں پسرور کے ایک گاؤں "کوٹ رائے" کے محمد طفیل صاحب اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں 20، 22 سال کا نوجوان تھا اور حقہ نوشی کا حد درجہ شوقین۔ حضور قبلہ عالمؒ نے ایک دن مجھ سے پوچھا "نماز پڑھتے ہو؟" میں نے عرض کیا" جی" فرمانے لگے" پھر درود شریف بھی پڑھتے ہو گے" عرض کیا" جی" فرمایا" ارے لوگ تو درود پاک پڑھنے سے پہلے گلاب و عنبر سے کلیاں کرتے ہیں اور تم ۔۔۔۔۔ حقے والے منہ سے درود شریف پڑھتے ہو" یہ سننا تھا کہ میں پانی پانی ہو گیا۔ اسی وقت حقہ نوشی ترک کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ حالانکہ ابھی دو روز قبل ہی شہر سے قیمتی حقہ، مہنگا گڑ اور عمدہ قسم کا تازہ تمباکو خرید کر لایا تھا۔ میں نے وہ بھی سامان ضائع کر دیا اور پھر آج تک کبھی حقے یا سگریٹ کو منہ نہیں لگایا۔

Marfat.com

ایک عقیدت مند اپنی والدہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ وہ اپنے شوہر یعنی میرے والد صاحب کی سخت طبیعت کے باعث ہمیشہ غمگین اور افسردہ رہا کرتیں تھیں۔ حضور قبلہ عالمؒ جب ہمارے گاؤں تشریف لائے، تو آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُنہوں نے اپنا مسئلہ بیان کرتے ہوئے کہا ''حضرت صاحب! میں کسی دنیاوی سہولت اور آرام کی طلب گار نہیں ہوں۔ بس یہ چاہتی ہوں کہ میرا شوہر نرم مزاج ہونے کے علاوہ نماز کا پابند بھی بن جائے'' آپؒ نے فرمایا ''انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔'' اور پھر واقعی ہی ایسا ہی ہوا۔ میرے والد پہلے نماز پنجگانہ تو دور کی بات نماز جمعہ بھی نہ پڑھتے تھے مگر اس کے بعد بھی نمازوں کے علاوہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے ہر ہفتے نو میل پیدل سفر کر کے آستانہ عالیہ پر حاضری دیتے اور ساتھ بطور تحفہ اپنی بھینس کے دودھ کا مکھن بھی پیش کرتے۔ طبیعت میں بھی حلیمی پیدا ہوتی گئی۔

حضور قبلہ عالمؒ کے پاس آنے والے اصحاب ہی فقط آپؒ کی نگاہ کرم اور فیوض و برکات سے مستفیض نہ ہوتے بلکہ آپؒ کا فیض آنے والوں کے گھر والوں بلکہ خاندانوں تک پہنچتا رہتا۔ اور پھر وقت نے یہ ثابت کیا کہ آپؒ کا فیض صرف ایک ہی نسل تک مقید نہ تھا بلکہ آپؒ کا فیض مبارک نسل در نسل چل رہا ہے۔ اور آج بھی ایسے افراد کثرت سے روضہ مبارک پر حاضری دیتے اور دلی مرادیں پاتے ہیں، جنھیں کبھی آپؒ کی زیارت کا شرف نہیں ملا۔ اُنھوں نے صرف اپنے بزرگوں سے آپؒ کی حیات مبارک کے حالات و واقعات سنے اور دل و جان سے آپؒ کے گرویدہ ہو گئے۔ اس سلسلے میں بے شمار واقعات ہیں۔ گذشتہ دنوں کی بات ہے کہ پسرور کے نواحی گاؤں سے ایک میاں بیوی اپنی نوجوان بچی کو لے کر درگاہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، رنگپورہ شریف آئے۔ 18، 20 سالہ بچی پیٹ میں درد سے کراہ رہی تھی۔ رنگ پیلا اور صحت حد درجہ کمزور تھی۔ اس کے والدین نے بتایا کہ ہم نے بہت علاج کروائے۔ ڈاکٹر، حکیم حتیٰ کہ دم اور تعویذ بھی نہ چھوڑے کہ بچی کا معاملہ ہے کسی طرح صحت یاب ہو جائے لیکن بے سود۔ پھر ایک رات لڑکی کی ماں کو خواب میں درگاہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، رنگپورہ شریف پر حاضری کا کہا گیا۔ دراصل حضور قبلہ عالم اس خاتون کے والد کے مرشد تھے اور اسکا شوہر بھی نہایت چھوٹی عمر میں اس درگاہ پر آچکا تھا اور اسکے والد صاحب بھی حضور قبلہ عالم سے شرف بیعت حاصل کر چکے تھے۔ اور اب جبکہ اس گھر میں ایک پریشانی پیدا ہوئی تو

Marfat.com

حضور قبلہ عالم نے ان پر خاص توجہ فرمائی۔ اس کے علاوہ بھی ہر عرس پاک کے موقعہ پر ایسے ئی واقعات دیکھنے اور سننے کو ملتے ہیں۔

حضور قبلہ عالمؒ کے مریدوں' عقیدت مندوں اور ملاقاتیوں کی تعداد بے شک ہزاروں سے متجاوز تھی۔ پھر ان میں سے بہت سے ایسے تھے جو کہ سال ہا سال کے بعد سامنے آتے مگر آپؒ سب کو ایک ہی نظر میں پہچان لیتے۔ حالانکہ مدتوں کے بعد ملنے والوں کے ذہن میں شبہ ہوتا کہ شاید قبلہ عالم پہچانیں گے کہ نہیں؟ اس ضمن میں ڈسکہ کے سکول ہیڈ ماسٹر محمد شفیق صاحب (مرحوم) بیان کرتے کہ حضور قبلہ عالمؒ کی زیارت ہمیشہ ہی خوش نصیبی کی علامت رہی مگر ملازمت کے باعث یہ شرف حاصل کرنا آسان نہ ہوتا تھا اور کئی مرتبہ تو مہینوں گزر جاتے۔ ایک مرتبہ میں بہت لمبی غیر حاضری کے بعد حاضر خدمت ہوا۔ حتی کہ میرا خیال تھا کہ میرا چہرہ بھی اب حضور قبلہ عالمؒ کو یاد نہیں رہا ہوگا۔ مگر آپؒ نے خطاب ختم کرنے کے بعد میرا نام لے کر مجھے بلایا اور میرا حال احوال پوچھا۔ میں بہت خوش ہوا مگر اُس وقت میری حیرت کی انتہاء نہ رہی جب حضور قبلہ عالمؒ نے میری اھلیہ کا نام بھی لیا اور اُن کے لیے کچھ پیغام دیا۔ (وہ آپؒ کے دیرینہ عقیدت مند ہیڈ ماسٹر خورشید احمد صاحب کی بیٹی تھیں)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان اپنے چاہنے والوں اور مخلصین کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ معاندانہ رویہ رکھنے والوں اور دلوں میں کدورت' عداوت اور جارحیت رکھنے والوں کے ساتھ اُسی حسن سلوک اور محبت کا برتاؤ رکھا جائے۔ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی حیات پاک ایسے ہی حُسن سلوک اور اخلاقی بلندیوں سے پُر ہے۔ اور اس کی ایک دو نہیں بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ اور یہی تعلیم آپؒ نے ہمیشہ اپنے عقیدت مندوں کو بھی دی۔ آپؒ کے اس بہترین حُسن سلوک کا معترف ہر وہ شخص ہے جو کبھی ایک مرتبہ بھی آپؒ سے مکالمہ اور معاملہ کر چکا ہو۔ آپؒ کے اخلاق مبارکہ سے عشق رسول ﷺ اور سنت رسول ﷺ کا سیل رواں بہتا ہوا دکھائی دیتا اور آپؒ کے سینہ انور کا حال یوں تھا کہ

شدہ است سینۂ من پر از محبت یار
برائے کینہ اغیار در دلم جا نیست

Marfat.com

"میرے دل میں اپنے دوست کی محبت اس قدر سما گئی ہے کہ کسی غیر کے لیے سینے میں کینہ رکھنے کی جگہ نہیں رہی"

جہاں حضور قبلہ عالمؒ کی ذات بابرکات سے مسلمان فیض یاب ہوتے تھے اور اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے تھے وہیں پر غیر مسلم حضرات بھی حضور قبلہ عالمؒ سے اپنی نہایت درجہ عقیدت کا اظہار کرتے اور آپؒ سے اپنی مشکلات اور مسائل وغیرہ کے حل کے لیے دُعا کرواتے۔ بہت سے ہندو، عیسائی، سکھ خاندانوں نے آپؒ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایکدفعہ آپؒ کی خدمت میں ایک سکھ حاضر ہوا۔ آپؒ نے پیار و محبت سے بٹھایا، حال دل پوچھا اور خوب تواضع کی۔ اُس نے اپنا مسئلہ بیان کرتے ہوئے کہا "جناب میں اللہ کی راہ میں قربانی دینا چاہتا ہوں۔ میں نے کئی مولویوں سے اس سلسلے میں اجازت مانگی ہے لیکن ان کا کہنا ہے کہ اس کے لیے مجھے پہلے اسلام قبول کرنا پڑے گا۔" آپؒ مسکرائے اور فرمایا "میں تمھیں اجازت دیتا ہوں کہ تم جا کر قربانی کرو" یہ سن کر وہ سکھ بہت خوش ہوا۔ اُس نے بکرا خرید کر اسلامی طریقے سے ذبح کیا اور پھر تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد اکثر آپؒ کی خدمت اقدس میں وہ سکھ حاضر ہوتا رہا اور ایک سال کے اندر اندر مسلمان ہو گیا۔

ایک دن اُن کے کوچے سے گزرا تھا میں
پھر یہی روز کا مشغلہ بن گیا

آپؒ کا مرید پھُپھر والی گوجرانوالہ کا ایک سکھ سردار "دیوا سنگھ" تھا جو کہ باطنی طور پر تو اسلام قبول کر چکا تھا لیکن کسی وجہ سے اس کا اظہار لوگوں اور اپنے خاندان پر نہ کیا۔ اس کے مرنے کی خبر سن کر آپؒ کو بہت رنج ہوا اور اسی عالم میں آپؒ نے فرمایا "ہمارا دیوا سنگھ-----"۔ بتایا جاتا ہے کہ اُس کے خاندان والوں نے اپنے رسم و رواج کے مطابق اُس کی لاش کو جلانے کی بہت کوشش کی مگر کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔ لہذا حضور قبلہ عالمؒ کی توجہ سے اور آپؒ کے فرمان کے مطابق دیوا سنگھ کی تجہیز و تکفین مسلمانوں کے طور طریقوں کے مطابق کی گئی۔

حضور قبلہ عالمؒ کے ہاں انسانوں کے علاوہ بڑی تعداد میں جنات بھی حاضری دیتے اور فیض حاصل کرتے۔ چنانچہ آپؒ نے بہت سے سرکش جنوں کو راہ راست پر گامزن کیا۔ مشرف بہ

Marfat.com

اسلام کر کے نماز روزے کا پابند بنایا۔ اکثر جنات گروہوں کی شکل میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور قرآن پاک سیکھتے۔ جنات کی ایک بڑی تعداد نے آپؒ کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

حضور قبلہ عالمؒ کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ آپؒ جس راستے سے گزرتے وہاں پر دست بوسی کرنے والوں اور زیارت کرنے والوں کے ہجوم کے باعث راستے بند ہو جاتے۔ اکثر یہی ہوتا کہ جب لوگ آپؒ کو دیکھتے کہ حضور قبلہ عالمؒ تشریف لے جا رہے ہیں تو دوکانوں سے چھلانگیں لگا کر نیچے آتے اور آپؒ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کرتے۔ اور ان لوگوں میں صرف مسلمان حضرات ہی نہ ہوتے بلکہ غیر مسلم حضرات بھی آپؒ سے ایسے ہی عقیدت اور نیاز مندی کا اظہار کرتے۔ ہجوم سے بچنے اور راستوں میں ہجوم اکٹھا ہونے سے بچنے کے لیے آپؒ کی اکثر کوشش ہوتی کہ آپؒ بازار وغیرہ کے راستے کی بجائے گلیوں یا نسبتاً کم آباد راستوں سے تشریف لے جاتے۔

خلفاء:

آپؒ کے خلفاء مجاز کی تعداد تو بہت زیادہ ہے مگر شومئی قسمت ہم صرف یہ نام اکٹھے کر سکے ہیں۔

☆ پیر سید بوٹے شاہؒ ' چک قریشیاں' سیالکوٹ

☆ پیر نیاز علی شاہؒ ' بھگوان پورہ' لاہور

☆ حکیم مولوی کریم بخشؒ ' سلطان پورہ' لاہور

☆ حضرت مولانا ابراہیم صاحبؒ ' چک ۳۰' فیصل آباد

☆ صاحبزادہ منظور الحق صاحبؒ ' وڈالہ شریف' ڈسکہ

☆ مولوی بابا محمد دینؒ ' جوسن' چونڈہ

☆ سید پیر حسن شاہؒ ' سبل پور

☆ حضرت پیر سید جماعت علی شاہؒ ' سدھے چک' سیالکوٹ

☆ حضرت میاں صوفی محمد دینؒ ' ادو پھتھے' ڈسکہ (نئی آبادی سوہاوہ)

☆ حضرت پیر سید علی حسینی صاحبؒ ' لاہور

Marfat.com

اپنی عادت بدل دیتی ہے آتش شعلہ یار
دیکھتی ہے جب خلیلؑ باوفا کو درمیاں
قوم موسیٰؑ پر جو آتی ہے مصیبت پیش و پس
تو بنا دیتا ہے راستہ خود بخود آبِ رواں
اسپ جعشم دھنس جاتا ہے راہ سنگیں میں
افتاد میں جو نظر آتا ہے رسول ﷺ انس و جاں
ٹوٹ جاتیں ہیں حوادث کی دیواریں یک بیک
ہو محافظ آپ جس دم وہ خداوند جہاں

Marfat.com

کشف و کرامات

Marfat.com

☆ ”چونڈہ روڈ پر لب سڑک ایک گاؤں ’کوٹ رائے‘ ہے۔اسی گاؤں میں لب سڑک ایک مسجد ہے۔اس مسجد میں حضور قبلہ عالم ؒ تشریف فرما تھے۔محمد طفیل صاحب ساکن پسرور بھی پاس بیٹھے ہوئے تھے۔اور بات اُسی مسجد کی ہو رہی تھی۔دوران گفتگو حضور قبلہ عالم ؒ نے فرمایا کہ” اس مسجد میں آپ ؒ کو حضور سید المرسلین، آقائے دو جہاں، حبیب خدا ﷺ سے گیارہ مرتبہ (۱۱) مصافحہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔“ سبحان اللہ “

☆ ” نعت خوان حاجی محمد سعید صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں حضور قبلہ عالم ؒ کے ساتھ ایک میلاد نبی پاک ﷺ کے جلسہ میں شریک تھا۔تقریباً رات گیارہ بجے کے قریب مجھے نعت شریف پیش کرنے کا حکم ہوا۔اور اُس کے بعد حضور قبلہ عالم ؒ نے اپنا خطاب بعنوان” شان نبی کریم ﷺ “بیان فرمانا شروع کیا۔آپ ؒ کے خطاب سے ایک خاص کیفیت چھا گئی۔ابھی کچھ ہی دیر گزری کہ حضور قبلہ عالم ؒ نے لوگوں کو کھڑے ہو کر درود و سلام پیش کرنے کے لیے کہا اور ساتھ ہی فرمایا کہ” سرور دو عالم ﷺ کی تشریف آوری ہو گئی ہے“ “

☆ ” مولوی صوبیدار فیض احمد صاحب بیان فرماتے ہیں کہ بچپن میں میں بہت روتا تھا۔میرے والدین مجھ کو لے کر حضور قبلہ عالم ؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور میرے رونے کے متعلق بتایا۔آپ ؒ نے کمال لطف و کرم فرمایا اور میرے منہ میں اپنا تھوڑا سا لعاب دہن ڈال دیا۔اس لعاب کی برکت سے میرا رونا تو خیر اُسی وقت درست ہو گیا لیکن اُس لعاب کا اثر آج تک مجھ کو اپنے اندر محسوس ہوتا ہے۔جب بھی وعظ کے لیے اُٹھتا ہوں تو عجب علم و عرفان کے نکات زبان پر آجاتے ہیں۔اور جس چیز کی حاجت ہو وہ دعا کرتا ہوں تو پوری ہو جاتی ہے۔ “

☆ ” نوعمری کے زمانے میں میں اپنے دادا جان قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے ساتھ اُن کے کمرے میں سویا کرتا تھا(معمول یہ تھا کہ رات دو اڑھائی بجے مجھے نماز تہجد کے لیے اُٹھا دیا جاتا)

Marfat.com

ایک روز میں اسی غرض سے بیدار ہوا تو قبلہ عالمؒ کو کمرے میں نہ پایا۔ سوچا شاید وضو کی غرض سے تشریف لے گئے ہیں۔ اسی دوران میں نے کچھ آوازیں سنیں جیسے دو افراد آپس میں گفتگو کر رہے ہوں۔ سمجھا شاید حضور قبلہ عالمؒ کے پاس کوئی مہمان آیا ہے، جس سے گفتگو ہو رہی ہے۔ حقیقت حال جاننے کے لیے کمرے سے باہر آیا تو محسوس ہوا کہ یہ آوازیں مزارِ مبارک حضور خواجہ فتح الدینؒ سے آ رہی ہیں۔ جب میں نے بیرونی جھروکے سے اندر جھانک کر دیکھا تو حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کسی سے عربی زبان میں محوِ گفتگو نظر آئے مگر دوسری ہستی نظر نہ آئی کہ گفتگو کس سے ہو رہی ہے۔ مگر جب غور کیا تو پتہ چلا کہ دوسری آواز حضور سلطان العارفین حافظ فتح الدینؒ کی مرقدِ پُر نور سے آ رہی ہے۔ گویا حضور قبلہ عالم اپنے مرشد پاک سے ہم کلام تھے۔ ''

(بحوالہ عبدالحمید آفندی صاحب پوتے حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ)

☆ '' صوفی ظفر علی اعوان بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے حضور قبلہ عالمؒ کو بذاتِ خود حضرت امام علی الحقؒ کے مزار مبارک کے قریب بیٹھ کر اُن سے باتیں کرتے سنا ہے۔ ''

☆ '' حضور قبلہ عالمؒ کے آبائی گاؤں کا نام ''گڈ گور'' تھا جو ضلع سیالکوٹ میں ہی واقع ہے۔ ایک مرتبہ نواحی گاؤں ''جاہر ماہیا'' کے مولوی نذیر احمد (مرحوم) کی ہمراہی میں گھوڑی پر گڈ گور قبرستان گئے۔ یہ سحری کا وقت تھا۔ آپؒ نے مولوی نذیر احمد کو قبرستان کے باہر کھڑا کر کے گھوڑی ان کے حوالے کی اور خود قبرستان کے اندر چلے گئے۔ مولوی نذیر احمد بیان کرتے ہیں کہ قبرستان سے کچھ عورتوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ میں حیران ہوا کہ رات کہ پچھلے پہر یہاں کون سی عورتیں ہونگی۔ میں نے اسے اپنی خام خیالی سمجھا مگر جب قبلہ عالمؒ کی آواز بھی ان آوازوں میں شامل ہو گئی تو پھر مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے گھوڑی کو درخت کے تنے سے باندھا اور خود قبلہ عالمؒ کے پیچھے چلا گیا۔ دیکھا تو وہاں کوئی ذی روح موجود نہ تھا اور عورتوں کا تو کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ میں وہیں کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد محسوس ہوا کہ یہ آوازیں قبروں کے اندر سے آ رہی تھیں۔ قبلہ عالمؒ جب واپسی کے لیے مڑے تو میں نے عرض کی ''حضور میری جان آپ پر قربان، میں آپ سے یہ پوچھ سکتا ہوں

Marfat.com

کہ یہ کیسی آوازیں تھیں۔آپؒ نے فرمایا ''یہاں میری قریبی عزیز خواتین کی قبریں ہیں۔وہ مجھ سے شکایت کر رہی تھیں کہ اتنی دیر سے کیوں آئے؟'' آپؒ نے مزید بتایا کہ ''دراصل ان خواتین کی قبروں کے قریب بیری کا درخت تھا۔جسے گاؤں والوں نے کاٹ لیا ہے اور اب یہ خواتین اُسی کی شکایت کر رہی تھیں۔''

☆ پروفیسر قاری غلام صادق صاحب (چیرمین گوجرانوالہ بورڈ' ریٹائرڈ) اس واقعہ کو اپنی زندگی کا ناقابل فراموش واقعہ قرار دیتے ہوئے یوں بیان فرماتے ہیں '' **1945**ء میں فروری کا آخری ہفتہ تھا۔اُن دنوں میں ہاسٹل میں مقیم تھا۔تہجد کے وقت میرے دل میں حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں رنگپورہ شریف جا کر حاضر ہونے کی خواہش پیدا ہوئی۔چنانچہ میں صبح چار بجے ہاسٹل سے روانہ ہوا۔موسم سرد تھا اس لیے اپنی کھدر کی سفید چادر لے لی۔کوئی ایک میل کا فاصلہ تھا۔رات اندھیری تھی' راستے میں کچھ ویران جگہیں بھی تھیں جہاں کئی آوارہ کتے بھونکے اور لپکے۔میں نے " وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید " پڑھا تو کتوں نے مجھ سے کوئی تعارض نہ کیا اور واپس چلے گئے۔فجر کی اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ گیا۔اور اس خدشے کے پیش نظر کہ مجھے کوئی پہچان نہ لے اور امامت نہ کروانی پڑ جائے' میں اپنا منہ چادر میں چھپا کر مسجد کے اندر پچھلی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور دل ہی دل میں مطمئن رہا کہ آج چونکہ مجھے کسی نے نہیں دیکھا لہذا امامت نہیں کروانی پڑے گی۔فجر کی سنتیں ادا کرنے کے بعد حضرت قبلہ عالمؒ مسجد میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ '' مسجد کے تمام دروازے کھلے رکھے جائیں '' اس کے بعد تکبیر ہوئی۔امام مسجد حافظ غلام رسول صاحب موجود ہونے کے باوجود جب تک حضور قبلہ عالمؒ خود ادشاد نہ فرماتے نماز کے لیے آگے نہیں بڑھتے تھے۔چنانچہ امام صاحب اسی انتظار میں تھے کہ حکم ہو تو مصلی پر کھڑے ہوں۔اس وقت حضور قبلہ عالمؒ نے بغیر پیچھے مڑے عربی میں مجھے امامت کروانے کا حکم دیا چونکہ میں پیچھے منہ چھپائے بیٹھا تھا اور مجھے کسی نے بھی نہ دیکھا تھا لہذا میں نے حضرت صاحبؒ کے ارشاد پر کوئی توجہ دی نہ تعمیل کی۔اس پر حضرت صاحبؒ نے پیچھے مڑ کر مجھے نام سے مخاطب کر کے امامت کے لیے ارشاد فرمایا۔شدید استعجاب سے میرے لیے نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن والی بات تھی چنانچہ آگے بڑھا اور تکبیر تحریمہ

Marfat.com

پڑھی۔ قبل ازیں جب کبھی میں نے حضرت صاحبؒ کے آگے امامت کی تو میں نے اپنے تئیں بڑی مشکل میں پایا مگر آج بات کچھ اور تھی۔ میں نے نماز میں سورہ نجم کی تلاوت کی اور جو کیف اور انہماک مجھے اس نماز میں نصیب ہوا۔ یوں محسوس ہوا کہ میں خود تلاوت نہیں کر رہا بلکہ کلام اللہ خود بخود میری زبان سے جاری و ساری تھا۔ موسم بہار کی آمد ہو تو صبح کے وقت پرندے خوب چہچہاتے ہیں۔ مگر اس روز نماز میں میں نے معمولی سی سرسراہٹ تک نہ سنی بلکہ ایک مکمل سکوت تھا۔ سلام کے بعد دعا حضور قبلہ عالمؒ خود فرمایا کرتے تھے لہذا میں بھی سلام پھیرنے کے بعد مُصلّٰی سے ہٹ کر صف میں بیٹھ گیا۔ دعاء مانگنے سے پیشتر حضور قبلہ عالمؒ نے کچھ کلمات اور مقطعات پڑھے، جو میری سمجھ سے بالا تھے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ

"آج عراق سے بارہ ہزار کی ایک جماعت مشرق کی جانب جا رہی تھی تو انہوں نے قرآن کریم کی تلاوت سنی وہ جماعت اھل اسلام کی تھی اور بفرمان الٰہی و اذا قرء القرآن فاستمعوا لہ و انصتوا وہ سب نماز میں شریک ہو گئے۔ سلام کے بعد وہ جلدی میں اپنے سفر پر روانہ ہو گئے اور جاتے ہوئے بڑے درخت کو گرا گئے۔"

اپنی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کونسی جماعت تھی اور کونسا بڑا درخت گرا تھا۔ دعاء کے بعد میں مسجد سے روانہ ہوا اور دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ مسجد میں میری موجودگی کے متعلق حضرت صاحبؒ کو کیسے علم ہوا۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ محلہ ککے زئیاں میں لب سڑک بڑ کے دو عظیم درختوں میں سے بڑا درخت اس طرح زمین پر پڑا ہے کہ جیسے چھوٹا سا پودا زمین سے کھینچ کر رکھ دیا ہو۔ وہ درخت اتنے بڑے تھے کہ بقول میرے والد محترم وہ بچپن میں اپنے دادا کے ساتھ پسرور سے سیالکوٹ آتے ہوئے ان درختوں کے نیچے گرمیوں میں آرام کیا کرتے تھے۔"

☆ حضور قبلہ عالمؒ کے حوالے سے استاد القراء قاری غلام رسول صاحبؒ بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان سے قبل وہ اپنے چند احباب کے ساتھ سرہند شریف حضور مجدد الف ثانیؒ کے عرس پاک پر گئے۔ وہاں وہ اکیلے پھر رہے تھے کہ اچانک حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ سے ملاقات ہو

Marfat.com

گئی۔ قاری صاحب نے آپؒ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ حال احوال پوچھا اور اقامت گاہ کے متعلق دریافت کیا۔ تو حضور قبلہ عالمؒ ٹال گئے اور فرمایا ''انشاءاللہ قاری صاحب پھر ملیں گے'' بعد میں قاری صاحب نے آپؒ کو عرس پاک کے دوران بہت تلاش کیا مگر ملاقات نہ ہو سکی۔ کچھ عرصہ کے بعد قاری صاحب رنگپورہ شریف آستانہ عالیہ پر آئے تو خدام سے علم ہوا کہ قبلہ عالمؒ تو اس سال سرہند شریف تشریف ہی نہیں لے گئے۔

بعد میں قاری صاحب نے حضور قبلہ عالمؒ سے ملاقات میں اس ضمن میں کچھ پوچھنے کا ارادہ کیا تو آپؒ نے خاموش رہنے کا اشارہ دے دیا۔

☆ جسٹس ایم ای رانا سابق جج ہائی کورٹ لاہور کے بڑے بھائی رانا ممتاز الہی بیان کرتے ہیں کہ وہ پاکستان بننے سے قبل بہاولپور میں اس وقت کے حکمران خاندان کے ایک نوجوان فرد کے قتل کے کیس میں ماخوذ ہو گئے۔ کوئی شنوائی نہ ہو رہی تھی۔ عرصہ گزر گیا کہ ایک رات حضور قبلہ عالمؒ کو اپنے پاس پایا۔ آپؒ نے اشارہ کیا۔ رانا ممتاز جیل کی سلاخیں مروڑتے ہوئے باہر نکل آئے۔ دریائے ستلج طوفانی انداز میں بہہ رہا تھا۔ دوسرے کنارے تک پہنچنے تک قبلہ عالمؒ سائے کی طرح ساتھ تھے، پھر غائب ہو گئے۔ اور رانا ممتاز الہی بحفاظت سیالکوٹ آ گئے۔

☆ چوہدری محمد سلطان اپنے وقت کا مشہور ڈاکو اور بدمعاش تھا۔ اُس نے ایک ہندو سیٹھ کو گولی مار دی اور بندوق نالہ ایک میں پھینک دی۔ اور انگریز فوج نے '' سلطانے '' کو گرفتار کر لیا۔ چوہدری سلطان کی والدہ حضور قبلہ عالمؒ کے حضور حاضر ہوئی اور رو رو کر عرض پیش کی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے دعا فرمائی اور اُس کی والدہ کو تسلی دی۔ حالانکہ موسم سرما تھا لیکن اس کے باوجود نالہ اَیک میں زبردست طغیانی پیدا ہو گئی، زبردست سیلاب کی صورت پیدا ہو گئی اور انگریز فوج کا بندوق کی تلاش کے لیے باندھا ہوا بند ٹوٹ گیا۔ دوسری طرف پولیس کا عملہ جب چوہدری سلطان سے پوچھ گچھ کے لیے آتا تو چوہدری سلطان کے چہرے پر ایک روشنی سی نمودار ہوتی اور تشدد کی نیت سے آنے والے پولیس افسروں کو ہنسی آنا شروع ہو جاتی اور وہ ''سلطانے'' کو ہاتھ لگائے بغیر واپس چلے جاتے۔ بارہا

Marfat.com

ایسا ہوا' حتی کہ پولیس کو شک ہوا کہ شاید یہ شخص جادوگر ہے۔ مگر یہ تو حضور قبلہ عالم ؒ کی توجہ کا اثر تھا کہ چوہدری سلطان کو کوئی ہاتھ نہ لگا سکا۔ بالآخر چوہدری سلطان کو رہا کر دیا گیا۔ چوہدری صاحب کا بیان ہے کہ رہائی کے بعد جب میں حضور قبلہ عالم ؒ کے پاس حاضر ہوا تو حضور قبلہ عالم ؒ نے دن کے وقت میرا سینہ چاک کر کے قلب ماہیت فرمائی۔ اس کے بعد سے چوہدری صاحب بڑے دیندار اور معتبر شخص رہے۔"

☆ " 1950ء میں سیالکوٹ شہر میں کسی وجہ سے کرفیو لگا ہوا تھا اور قانون کی رُو سے ایک جگہ پر پانچ آدمیوں سے زیادہ آدمی اکٹھے نہیں ہو سکتے تھے۔ مگر حضور قبلہ عالم ؒ کے پاس مسجد دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں لوگوں کی آمد و رفت کا عالم وہی تھا اور معمول کے مطابق درس قرآن و حدیث جاری و ساری رہتا۔ پولیس کو یہ اطلاع ملی تو قلعہ پولیس اسٹیشن کے انسپکٹر نے باوردی پولیس بھیجی کہ جا کر مولانا صاحب کو پکڑ لاؤ۔ جو قانون شکنی کا موجب بن رہے ہیں۔ پولیس آئی تو آپؒ اس وقت دست مبارک میں کتاب پکڑے ہوئے تھے اور حدیث پاک کا درس جاری تھا۔ پولیس کو جرات نہ ہوئی کہ آپؒ کو کچھ کہہ سکیں یا پوچھ سکیں۔ صرف دیکھا اور واپس جا کر رپورٹ دے دی کہ "مسجد کے اندر لوگ بیٹھے ہیں اور پُر امن طریقے سے مولانا صاحب کا بیان جاری ہے" یہ سننا تھا کہ انسپکٹر پولیس غصے میں بھناتا ہوا اٹھا اور حضور قبلہ عالم ؒ کو لینے کے لیے خود روانہ ہو گیا۔ جس وقت اُس نے مسجد کے اندر قدم رکھا اور آپؒ کے چہرہ انور پر نگاہ پڑی تو وہیں بیٹھ گیا' حالانکہ حضور قبلہ عالم ؒ وہاں سے کافی دور تشریف فرما تھے۔ پھر اسی طرح رینگتا رینگتا آپؒ کے قریب تر آتا گیا۔ اور تب تک بیٹھا رہا جب تک کہ مجلس برخاست نہ ہو گئی۔ اس روز کے بعد وہ پولیس انسپکٹر اکثر آپؒ کے پاس حاضری دیتا رہتا اور اس قدر آپؒ سے متاثر ہوا کہ آپؒ سے بیعت ہونے کی درخواست پیش کی مگر آپؒ نے اُس کے بیان کیے بغیر بتا دیا کہ آپ گجرات کے ایک بزرگ ہستی سے بیعت ہیں' اس لیے دوبارہ بیعت درست نہیں' بس یہاں آ کر فیضیاب ہوتے رہا کریں۔ یہی بہت ہے۔"

☆ " نعت خواں حاجی محمد سعید صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میں 14-15 سال کا تھا۔ حضرت

Marfat.com

صاحبؒ مجھے دینی امور سکھانے کے ساتھ ساتھ روزی کمانے کے طریقے بھی سکھانا چاہتے تھے۔ سو مجھے اور میرے چند ساتھیوں کو کام سکھانے کے لیے نواحی گاؤں ''میانہ پورہ'' لے گئے۔ ہم لوگ اَن پڑھ تھے اور صرف کوئی ہنر ہی سیکھ سکتے تھے۔ یہاں حضور قبلہ عالمؒ ہمیں ایک لوہے کی چیزیں وغیرہ بنانے کے کارخانے میں لے گئے۔ آپؒ کارخانہ دار کے پاس گئے اور ہم لوگوں کو کام پر رکھنے کے لیے کہا۔ مگر اُس نے جواب دیا ''ہم تین چار بھائی ہیں اور طے کر رکھا ہے کہ کسی کو کام نہیں سکھائیں گے نہ ملازم رکھیں گے۔'' آپؒ نے فرمایا ''بہت اچھا'' اور واپس لوٹ آئے۔ چند دنوں کے بعد وہ کارخانہ دار بھائی خود حاضر خدمت ہوئے اور کہنے لگے ''ہم سے غلطی ہو گئی۔ آپ چار کی بات کرتے ہیں دس افراد کہیں گے تو بھی رکھ لیں گے'' سو ہم چاروں دوست اس کارخانہ میں ملازم ہو گئے۔ ''

☆ '' اپنے زمانہء طالب علمی میں ایک روز کالج سے واپس آیا' یہ ظہر کا وقت تھا اور موسم گرما کی تپتی ہوئی دوپہر۔ میرا معمول تھا کہ میں کالج سے واپسی پر ضرور حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوتا پھر گھر جاتا۔ اس روز خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپؒ حدیث پاک کا درس دے رہے تھے۔ آپؒ کے پاس موجود افراد میں صوفی ظفر علی اعوان بھی موجود تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے مجھے حکم دیا کہ '' کتابیں یہاں رکھیں اور مشرق کی جانب جائیں' صوفی ظفر علی کو بھی میرے ساتھ کر دیا۔ مسجد سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر سیالکوٹ سے نارووال جانے والی ریلوے لائن تھی۔ ہم گندم کی پکی ہوئی فصل میں سے گزرتے ہوئے ریلوے لائن تک پہنچ گئے۔ اور لائن کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ میں نے صوفی ظفر صاحب سے پوچھا کہ '' کہاں جانے کا حکم ہوا ہے' ہمیں کہاں تک چلنا ہوگا؟'' اُنہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ ہم ایک جگہ رُک کر دیکھنے لگے کہ اب کیا کریں۔ اتنے میں ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی جنوب سے شمال کی طرف بھاگا ہوا آ رہا ہے اور ساتھ ساتھ اونچی آواز میں دہائی دے رہا ہے '' بابا جی بچالئیو ----- بابا جی بچالئیو ----- مینوں لے چلے جے''۔ اس کے چہرے کا رخ مسجد کی طرف تھا اور مسجد کے مینار وہاں سے نظر آ رہے تھے۔

Marfat.com

ہمیں اندازہ ہوا کہ ہمیں کیوں بھیجا گیا ہے۔ہم اس مسجد کی طرف بھاگنے والے شخص کو آواز دی۔ آواز سن کر وہ ہماری جانب بڑھا۔ میں نے اپنا قبلہ عالمؒ سے رشتہ بیان کیا تو وہ مجھ سے لپٹ گیا۔ پتہ چلا کہ اس پر جنات کا سایہ تھا جو اسے جموں کی طرف کھینچ رہے تھے۔ ہم اسے ساتھ لے آئے اور حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ آپؒ کے قدموں میں گر کر دھاڑیں مار کر رونے لگا۔ ''

(بحوالہ عبدالحمید آفندی صاحب پوتے حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ)

☆ '' حضور قبلہ عالمؒ کے مریدین میں سے ایک عزیز مرید کپتان ڈاکٹر افضل خان تھے۔ ان کی دختر نیک اختر آج کل ماڈل ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔ وہ بیان کرتیں ہیں کہ '' میرے میٹرک کے امتحان شروع ہو چکے تھے۔ میرے والد اُن دنوں '' شملہ '' میں تعینات تھے۔ ہماری رہائش کنٹونمنٹ کے علاقہ میں تھی۔ یہ ایسا علاقہ تھا کہ جہاں سے کسی سواری کا ملنا ممکن نہ تھا۔ اور تانگوں وغیرہ کا اُس علاقے میں آنا ممنوع تھا۔ میں بہت پریشان تھی کہ امتحانی سینٹر کیسے پہنچوں گی۔ اسی فکر میں رات گزر گئی۔ صبح کے وقت جب کہ اندھیرا ابھی باقی تھا۔ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ ہم بھی گھر والے حیران رہ گئے کہ اس وقت دروازے پر کون ہو سکتا ہے۔ دروازہ کھول کر دیکھا تو ایک تانگہ کھڑا تھا۔ بہت حیرانگی ہوئی کہ اتنی سیکورٹی کے باوجود تانگہ یہاں کیسے پہنچا؟ خیر کوچوان سے پوچھا تو اُس نے بتایا کہ '' مجھے راستے میں ایک بزرگ ملے تھے جنھوں نے بتایا کہ آپ کو سواری کی اشد ضرورت ہے سو میں پہنچ گیا ہوں '' جب اس کوچوان سے اُن بزرگ ہستی کا حلیہ پوچھا گیا تو اُس نے بالکل ویسے ہی بتایا جیسا حضور قبلہ عالمؒ کا تھا ''

☆ '' عبدالرحمٰن صاحب سابق تحصیلدار جموں شہر پر فالج کا حملہ ہوا۔ کافی عرصہ ڈاکٹری علاج کروایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا' حکمت بھی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ ایک روز آپؒ تشریف لائے' پاؤں کی انگلی سے لے کر سر اور بازو تک لکیریں ڈالتے گئے اور اُن کو کاٹتے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں عبدالرحمٰن صاحب کے جسم سے فالج اُسی حساب سے اُترنا شروع ہو گیا جس حساب سے حضور قبلہ عالمؒ نے ان کے جسم پر لکیریں کھنچیں تھیں۔ ''

Marfat.com

☆ " ملک عباس صاحب رنگپورہ محلہ ککے زئیاں کو سفید موتیا ہو گیا۔ ان کی عمر کوئی ۸۰ برس کے لگ بھگ ہو گی۔ حضور قبلہ عالمؒ کے پوتے ڈاکٹر خلیل الرحمٰن کو دکھایا' انہوں نے ملک صاحب کو آپریشن کا مشورہ دیا۔ ملک صاحب نے بڑا زور دے کر کہا کہ میں مزار شریف سے روزانہ خاک پاک آنکھوں میں ڈالتا ہوں میرا یقین محکم ہے کہ یہ موتیا ٹھیک ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ٦ ماہ کے عرصہ میں سفید موتیا ملک صاحب کی آنکھوں سے بالکل غائب ہو گیا۔ اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ "

☆ " 1924ء میں حضور قبلہ عالمؒ اونٹ پر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب عازم سفر تھے۔ رات کے وقت عشاء کی نماز کی ادائیگی کے لیے رکے۔ کسی وجہ سے دیر ہوئی اور اتنے میں قافلہ چلا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ آپؒ کا اُونٹ بھی ساتھ ہی چلا گیا۔ سو آپؒ ان دشوار گزار راستوں پر تن تنہا پیدل روانہ ہو گئے۔ راستے میں سامنے سے آنے والے بدو بھی نظر آئے مگر ان کی نظر نہ پڑی۔ ابھی کچھ فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ آپ نے دیکھا کہ آپ کا اُونٹ واپس آ رہا ہے۔ آپؒ اُس پر سوار ہوئے اور منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ "

☆ " آپؒ نماز ادا فرما رہے تھے کہ مصلی کے نیچے کچھ ہلچل محسوس ہوئی' مگر آپؒ نے نماز نہ توڑی اور پوری توجہ کے ساتھ نماز ادا کی۔ نماز ادا کرنے کے بعد مصلی ہٹا کر دیکھا تو اس کے نیچے ایک زہریلا سانپ تھا۔ آپؒ نے اسے جانے کا راستہ دیا اور کہا کہ " جدھر جانا ہے' چلے جاؤ " اور وہ خاموشی سے چلا گیا۔ "

☆ " یہ 1944ء کی بات ہے۔ میں پسرور ہائی سکول کا طالب علم تھا۔ ایک روز ہاکی کھیل رہا تھا کہ کھیل کے میدان میں حضور قبلہ عالمؒ پہنچ گئے۔ اور مجھے اپنے ساتھ گھوڑی پر بیٹھا لیا۔ شہر کے باہر اتر کر گھوڑی کی باگیں میرے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا کہ " اسے گھر لے جاؤ۔ میں کچھ کام سے

Marfat.com

فارغ ہوکر آتا ہوں'' پھر گھوڑی سے کان میں کہا'' آرام سے جانا'' اب میں تو جوان خون تھا اور پر سے کھیل کا شیدائی۔ ہاتھ میں ہاکی تھی۔ میں نے ایڑ لگائی' ہاکی سے تیز چلنے کا اشارہ کیا۔ مگر گھوڑی نے اپنی رفتار میں فرق نہیں ڈالا۔ اور اسی طرح آرام سے چلتی ہوئی' مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی مجھے گھر کے دروازے تک لے آئی۔ دراصل اُس گھوڑی کو حضور قبلہ عالمؒ کی بات کا پاس تھا لہٰذا لاکھ کوشش کے باوجود وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ ''

(بحوالہ عبدالحمید آفندی صاحب پوتے حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ)

☆ '' تقسیم ہند سے پہلے کی بات ہے کہ پسرور کے علاقے میں پانی بہت کم تھا۔ قحط سالی اور شدید گرمی تھی۔ فیصلہ کیا گیا کہ پسرور کی عیدگاہ میں سبھی اہل شہر مل کر نماز ادا کریں گے۔ ہندوں اور مسلمان مل کر آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز پڑھانے کے بعد دعاء کی درخواست کی۔ آپؒ نے انکی درخواست قبول فرماتے ہوئے نماز پڑھائی۔ دعا فوری طور پر شرف قبولیت کو پہنچی اور دعا کے دوران ہی باران رحمت کا آغاز ہوگیا۔ لوگ بھیگتے ہوئے گھروں کو گئے۔ ''

☆ '' نعت خواں حاجی محمد سعید صاحب قیام پاکستان کے بعد کا ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ **1948-49**ء کی بات ہے۔ رمضان المبارک کی یکم اور بکرمی مہینے ہاڑ کی **25** تاریخ تھی۔ بارشوں کے نہ ہونے کے باعث نہایت شدید گرمی تھی۔ جمعہ کا دن تھا اور گرمی اپنے پورے جوبن پر تھی حتیٰ کہ روزہ مکمل ہونا بھی محال محسوس ہو رہا تھا۔ نماز جمعہ کے بعد حضور قبلہ عالمؒ نے بارش کے لیے دعاء شروع کی۔ آپؒ ہاتھ اُلٹے فرما کر بارش کے لیے دُعا فرما رہے تھے۔ آپؒ نے اپنی دُعاء کا آغاز ان الفاظ سے کیا '' یا اللہ! حضور پاک ﷺ کے پاس ایک عربی قحط کا حوالہ لیکر دعا کی غرض سے حاضر ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور ابھی اپنی بات مکمل بھی نہ کر پائے تھے کہ بارش ہونے لگی اور آپ ﷺ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔۔۔۔۔ ہمارے پاس اس وقت حضور پاک ﷺ ظاہری حالت میں نہیں ہیں۔ گرمی بھی آپ کی طرف سے اور بارش بھی۔۔۔۔ اے خالق کائنات! اگر تم نے ہماری بات نہ ماننا ہوتی تو ہمیں دعا کا طریقہ ہی نہ آتا۔۔۔ آج کل تیری مخلوق سخت گرمی سے بے حال اور بارش کی طلب گار ہے'' سعید صاحب بیان کرتے ہیں کہ ابھی حضرت

Marfat.com

صاحبؒ نے دعاختم کی کہ سائبان کے اندر کچھ سورج کی روشنی کم ہوتی محسوس ہونے لگی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے بادل چھا گئے اور روزہ کھلنے تک موسم خوشگوار ہو گیا۔ رات کو بارش بھی شروع ہو گئی پھر یہ دعاء اتنی مقبول ہوئی کہ پورا رمضان المبارک خوشگوار موسم میں گزرا۔ بارشیں ایسی شروع ہوئیں کہ انہیں بند کرنے کے لیے دوبارہ دعاء کرنا پڑی۔ گویا آپؒ کی دعاء سے مسلسل ہونے والی بارشیں' آپؒ کی دعا کے بعد ہی بند ہوئیں۔ "

☆ " 46ء میں میٹرک کے امتحان سے فارغ ہو کر ہم کچھ دوست مل کر جموں کی سیر کو نکلے۔ موسم گرما کا آغاز ہو چکا تھا۔ پروگرام کے مطابق ہم سیالکوٹ سے آم ساتھ لے کر گئے تا کہ جموں سے گزرنے والی نہر میں ٹھنڈے کر کے کھائیں۔ ایک لڑکا ہمارا اخزانچی تھا اور سارے کھانے پینے اور سفر کے اخراجات ہم نے اس کے پاس جمع کروائے تھے۔ جب ہم لوگ دریائے توی کے کنارے پہنچے تو سیلاب زوروں پر تھا۔ ہم نے رات وہاں قیام کیا۔ صبح ہوئی تو سیلاب وہاں سے گزر چکا تھا۔ اور مچھلیاں دریا کے پتھروں میں پھنسی ہوئی تھیں۔ مقامی لوگ وہاں مچھلیاں پکڑنے اور یہ نظارہ دیکھنے کے لیے اکٹھے تھے۔ ہم دوست بھی ان لوگوں میں شامل ہو گئے۔۔۔۔۔ اچانک مجھے جنگل کی طرف سے ایک آواز آئی' میں اسے ساعت کا دھوکہ سمجھا۔ لیکن دوبارہ ویسی ہی آواز آئی' اب میں نے غور کیا تو کوئی بوڑھا مقامی شخص مجھے میرے نام سے بلا رہا تھا۔ لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ اُس کے بلانے کا انداز بالکل حضور قبلہ عالمؒ جیسا تھا۔ میں اُن کی طرف متوجہ ہوا تو وہ بزرگ میرے قریب آ گئے۔ اُنھوں نے دیہاتی لباس پہن رکھا تھا اور اُن کی سفید داڑھی مبارک تھی۔ انہوں نے اشارے سے مجھے اپنے پاس بلایا اور بتایا کہ " آپ لوگوں کے پاس جو پیسے تھے وہ ضائع ہو چکے ہیں۔ " یعنی ہم نے جو رقم اپنے دوست کے پاس جمع کروائی تھی' وہ ضائع کر دی گئی تھی۔ یہ بتانے کے بعد اُنہوں نے مجھے کرایہ دیا اور بتایا کہ " آٹھ بجے یہاں سے سیالکوٹ کے لیے گاڑی جاتی ہے' آپ اس پر سوار ہو جائیں۔ " سو میں دوستوں کو بتا کر ریلوے اسٹیشن کی طرف چل پڑا اور گاڑی میں سوار ہو گیا۔ آؤٹر سگنل پر گاڑی رکی تو میں وہیں اُتر کر کھیتوں میں سے ہوتا ہوا گھر پہنچ گیا۔۔۔ مسجد سے گزر رہا تھا کہ حضور قبلہ عالمؒ کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو سلام عرض کرنے کے لیے رُک گیا۔ کیا دیکھتا

Marfat.com

ہوں کہ وہ بزرگ آدمی جو مجھے جنگل میں ملے تھے وہ آپؒ کے پاس بیٹھے محوِ گفتگو تھے۔ میں حیران رہ گیا کہ ریلوے کے علاوہ تو کوئی اور سواری دستیاب نہ تھی اور ٹرین سے آؤٹر سگنل پر اُترا ابھی صرف میں ہی تھا تو کیسے یہ بزرگ مجھ سے پہلے ہی مسجد میں پہنچ گئے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے مجھے دیکھا' سلام کا جواب دیا اور پھر صرف اتنا فرمایا کہ ''آپ لوگ سیر کے لیے گئے تھے؟'' دراصل میں گھر میں بتائے بغیر سکول سے سیدھا ہی جموں چلا گیا تھا۔ ''

(پوتے حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ)

☆ '' حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے مرید غلام جیلانی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ پسرور کا ہشت پہلو تالاب (جس سے پینے اور دوسری ضروریات کے لیے پانی حاصل کیا جاتا تھا) ہمیشہ سوکھا رہتا۔ **1942**ء میں خوب بارش ہوئی تو تالاب پانی سے بھر گیا۔ آپؒ نے غلام جیلانی صاحب کو اپنی قمیض مبارک اور دستار مبارک تالاب کے پانی میں دھونے کے لیے کہا۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک تالاب میں پانی خشک نہیں ہوا۔ ''

☆ '' چونڈہ کے سکول ماسٹر ظفر الحق قریشی مرحوم بیان فرماتے ہیں کہ ہماری خواہش ہوتی کہ ہم اپنی تمام نمازیں حضور قبلہ عالمؒ کی امامت میں ادا کریں مگر ملازمت کے باعث ایسا ممکن نہیں تھا تاہم جو بھی وقت ملتا ہم حاضر خدمت ہو جاتے۔ اور اکثر ایسا ہوتا کہ ہم کوئی مسئلہ یا کوئی آرزو اپنے دل میں لے کر گئے ہیں تو یہ پیغام خود بخود حضور قبلہ عالمؒ کو پتہ ہوتا۔ ایک مرتبہ میں یہ سوچتے ہوئے مسجد میں داخل ہوا کہ ''خدا کا ذکر کرنے کا بہترین وقت کون سا ہے؟'' حضور قبلہ عالمؒ کا خطاب جاری تھا۔ میں وضو کر کے پچھلی صفوں پر ہی بیٹھ گیا۔ آپؒ نے اپنے اسی خطاب کے دوران چند لمحوں بعد بیان فرما دیا کہ " فاذا فرغت فانصب☆ و الی ربك فارغب" یعنی جب بھی فارغ ہوا کرو خدا کا ذکر کیا کرو۔

☆ '' پروفیسر قاری غلام صادق صاحب (سابق چیرمین گوجرانوالہ بورڈ) بیان کرتے ہیں کہ میں اگرچہ سیالکوٹ سے لاہور منتقل ہو چکا تھا اور اپنی تعلیم میں بے حد مصروف تھا لیکن پھر بھی ذہن میں

Marfat.com

کوئی دینی مسئلہ پیدا ہوتا یا پریشانی لاحق ہوتی تو اطمینان قلب کی خاطر میں سیالکوٹ جا کر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ ایک مرتبہ میرے ذہن میں تین سوال تھے جن کے تسلی بخش جواب مجھے نہیں مل رہے تھے۔ میں سیالکوٹ گیا اور آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا کوئی گیارہ بجے کا وقت تھا میں وضو کر کے مسجد میں چلا گیا۔ وہاں میں اکیلا اپنے خیالوں میں غرق تھا کہ خلاف معمول حضرت صاحبؒ تشریف لے آئے۔ میں نے کھڑے ہو کر سلام عرض کی، جس کے بعد بیٹھنے کا حکم ہوا۔ کچھ توقف کے بعد میں ذہن میں موجود سوال عرض کرنا چاہتا تھا کہ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا کہ '' محراب میں رکھی ہوئی کتابوں میں سے ایک کتاب لے آؤ'' میں نے گذارش کی کہ '' یہاں پر تو کئی کتابیں ہیں کون سی کتاب لاؤں'' ارشاد ہوا '' کوئی کتاب لے آؤ'' میں ایک کتاب اُٹھا لایا۔ اسے کھولا تو وہ حصن حصین تھی۔ جس کا تلفظ غلط ادا کرنے پر حضرت صاحبؒ نے میری تصحیح فرمائی۔ آپؒ نے فرمایا '' پڑھیں'' میں نے گذارش کی '' کہاں سے'' فرمایا '' جہاں سے دل چاہے'' میں نے درمیان سے کتاب کھولی اور ایک سطر پڑھی چونکہ وہ عربی میں تھی لہذا حضرت صاحبؒ نے معانی اور تشریح بیان فرمانا شروع کی۔ اس تشریح میں ہی حضرت صاحبؒ نے میرے تینوں سوالات کا جواب وضاحت سے دے دیا۔ اور مجھے سوالات پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔ اس کے بعد حضرت صاحبؒ نے میری کچھ ذہنی تربیت فرمائی اور رشد و ہدایت کے بعد رخصت فرما دیا۔''

☆ '' ڈاکٹر اکرام قریشی کے والد صاحب قاضی رحمت اللہ (صدر جمیعت العلمائے پاکستان، سیالکوٹ) بیان کرتے ہیں کہ ہم سات آدمی جن میں گورنمنٹ پنجاب کے بڑے بڑے آفیسر بھی تھے، لاہور سے حضور قبلہ عالمؒ کے پاس آئے۔ یہ لوگ عقائد کے لحاظ سے قابل ستائش نہ تھے۔ ہر ایک نے ایک ایک سوال سرکار سے پوچھنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ جب دربار شریف پہنچے تو دیکھا کہ پہلے سے سات پیالیاں گرم گرم چائے کی تیار تھیں۔ وہ ہمارے سامنے رکھیں گئیں۔ پھر آپؒ نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور دعا کے دوران تمام اصحاب کے سوالات کا شافی جواب دے دیا۔ کسی کو سوال پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ پھر ان اصحاب کا تا حیات دربار شریف سے تعلق رہا۔ ''

Marfat.com

☆ " حضور قبلہ عالمؒ کی پسرور میں محلہ سیداں میں رہائش تھی۔ جہاں آپؒ کی رہائش تھی وہاں اردگرد سکھوں' ہندوؤں اور عیسائیوں کے گھر بھی موجود تھے۔ سبھی آپؒ کا بہت احترام کرتے تھے۔ مگر پڑوس میں رہنے والی دو غیر مسلم خواتین کے لڑنے جھگڑنے کی آوازیں اکثر آتی رہتیں۔ حضور قبلہ عالمؒ انہیں سمجھاتے مگر وہ باز نہ آتیں۔ اور وقفے وقفے سے اُن کی آوازیں بلند ہوتی رہتیں۔ جن سے سبھی پڑوس کے گھر تنگ تھے۔ آپؒ نے دونوں کو بلایا اور کہا کہ " دیکھو جب مسجد سے اذان کی آواز آرہی ہو اور جماعت کا وقت ہو تو اس وقت نہ لڑا کرو یوں بھی گالی گلوچ اور اونچی آواز میں بات کرنا خواتین کو زیب نہیں دیتا۔ " آپؒ نے انہیں بارہا سمجھایا' تو کا مگر وہ باز نہ آئیں۔ ایک روز جب دوران جماعت اُنہوں نے پھر وہی کام شروع کیا تو اُن کے گلے بند ہو گئے اور یوں وہ بولنے سے معذور ہو گئیں۔ "

☆ " محمد سرفراز چیمہ سیشن جج سرگودھا فرماتے ہیں کہ ایک دن نمازِ عصر کے بعد عالمِ ہوش و بیداری میں ایک دلنشیں متبسم بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ جن کو میں نہ جانتا تھا۔ ڈاکٹر صاحبزادہ خلیل الرحمٰن سے بات ہوئی۔ تو فوٹو دکھانے پر معلوم ہوا کہ حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ ہیں۔ اگرچہ آپؒ کو پردہ فرمائے ہوئے تقریباً ۴۰ سال ہو چکے تھے۔ "

☆ " خلیفہ خواجہ محمد سعید سجادہ نشین' آلو مہار شریف فرماتے ہیں کہ میں نے رویائے صادقہ میں دیکھا کہ ایک بزرگ آئندہ زمانہ میں اسلام کی نگہبانی فرما رہے ہیں۔ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ کئی سال بعد جب شادی وغیرہ کے سلسلہ میں رنگپورہ شریف جانا ہوا تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ بزرگ قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ ہیں۔ "

☆ " سیالکوٹ کے مشہور ڈاکو' قاتل اور بدمعاش 'سراجے ڈاکو' کو مسجد لے جا کر توبہ کروائی۔ اپنے پیچھے نماز پڑھائی۔ اور مرتے دم تک یہ شخص نیک و پارسا رہا۔ "

Marfat.com

☆ ''چوہدری محمد دین عرف پیکھو جو کہ حضور قبلہ عالم'' کا مرید تھا' دنیاداری کی طرف بہت توجہ تھی۔ اُس کی بیوی کا بیان ہے کہ جب اُس کا آخری وقت آیا تو اُس نے ہاتھ سے ایک طرف کو اشارہ کیا اور کہا کہ وہ دیکھو مولانا محمد حسین صاحب'' آ گئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اُس کا دم نکل گیا۔ یہ واقعہ حضور قبلہ عالمؒ کے پردہ فرمانے کے تقریباً ۳۰ سال بعد کا ہے۔ ''

☆ ''حضور قبلہ عالم'' پسرور سے سیالکوٹ بذریعہ ریل آ رہے تھے کہ بڈیانے کے قریب ریل گاڑی خراب ہوگئی۔ کچھ دیر کے بعد مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا۔ آپ'' گاڑی سے نیچے اُتر کر نماز ادا کرنے لگے۔ اسی اثنا میں گاڑی ٹھیک ہوگئی' گارڈ نے وسل دے کر جھنڈی لہرادی۔ لیکن خدا کی قدرت کہ گاڑی کا انجن زور لگا رہا ہے مگر گاڑی آگے حرکت نہیں کر رہی۔ گاڑی کا ڈرائیور اور گارڈ بہت پریشان ہوئے' جب ادھر اُدھر سے پتہ کیا تو لوگوں نے بتایا کہ حضور قبلہ عالم گاڑی سے نیچے اُتر کر نماز ادا کر رہے ہیں ہو نہ ہو یہی وجہ ہے اور گاڑی اُن کو لیے بغیر حرکت نہ کرے گی۔ اور یہی ہوا کہ جب حضور قبلہ عالم'' نے نماز مکمل فرما کر گاڑی پر قدم رکھا تو گاڑی نے حرکت کرنا شروع کر دیا۔ لیکن حیرت انگیز طور پر گاڑی سیالکوٹ اسٹیشن پر پورے وقت پر پہنچی اور ایک منٹ بھی لیٹ نہ ہوئی۔ یقیناً یہ حضور قبلہ عالمؒ کی برکت کا اثر تھا۔ ''

☆ ''مبارک بی بی دختر حاجی سلطان علی کو جن کا سایہ تھا۔ لڑکی کے والدین نے حضور قبلہ عالم'' کو اطلاع دی۔ آپ'' خود اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ جس وقت آپ'' اُن کے گھر کے دروازے سے اندر داخل ہوئے تو جن چیخیں مارتا ہوا چلا گیا۔ پھر آپ'' نے اندر جا کر لڑکی کو زور سے ایک تھپڑ کمر پر لگایا۔ تین (۳) دن کے بعد لڑکی ہوش میں آئی۔ اور وہ بالکل ٹھیک ہو چکی تھی۔ ''

☆ ''سو (۱۰۰) چک گڑی بلا سائیں رُوڑے شاہ کا عرس ہوا کرتا تھا جو کہ حضور قبلہ عالم'' کے پیر بھائی تھے۔ جس میں شرکت کے لیے حضور قبلہ عالم'' ہر سال باقاعدگی سے تشریف لے جاتے۔ اُس زمانے میں سواری کا خاطر خواہ انتظام نہ ہوتا تھا۔ اس لیے حضور قبلہ عالم'' کو گھوڑی پر بیٹھا کر لائل پور

Marfat.com

(فیصل آباد) سے ۱۰۰ چک تک لے جایا کرتے۔ آپؒ کے ایک معتقد محمد بخش نے یہ ذمہ داری اُٹھا رکھی تھی۔ جب آپؒ گھوڑی پر سوار ہوتے تو قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دیا کرتے تھے۔ ایک روز آپؒ کو خیال آیا اور محمد بخش سے پوچھا کہ یہ گھوڑی بہت خوبصورت ہے اس کی نسل بھی خوبصورت ہوگی۔ اس نے عرض کی کہ ''سرکار یہ تو کبھی سُوئی ہی نہیں (یعنی اس نے کبھی بچہ ہی نہیں دیا)'' آپؒ نے فرمایا ''اُوہ ہو'' پھر گھوڑی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''تم سوہنی ہو تو تمہاری نسل بھی سوہنی ہوگی'' پھر اسی سال سے اُس نے بچہ پیدا کرنا شروع کر دیا اور ہر سال بچہ پیدا کرتی رہی جس کو بیچ کر محمد بخش زمین کا معاملہ کرتا رہا اور اُس کے حالات بہت بہتر ہو گئے۔

سائیں روڑے شاہ بھی بڑے باکمال بزرگ تھے۔ جس مربہ میں آپ کا مزار شریف ہے۔ اُس مربہ میں فصل پیدا نہ ہوتی تھی۔ حضور قبلہ عالمؒ کو بتایا گیا' آپؒ نے دُعا فرمائی اور وہ جگہ فصل سے مالا مال ہوگئی۔ ''

Marfat.com

آراء

Marfat.com

☆ '' نارووال شہر کے نزدیک موضع مہار شریف میں حضرت سید غلام نبی شاہ صاحبؒ ایک ولی کامل، یکتائے روزگار، عارف، متقی اور زاہد اکمل تھے۔ آپؒ کی خدمت اقدس میں حضرت میاں شیر محمد شرق پوریؒ، حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ صاحبؒ (ایک روایت کے مطابق حضرت حافظ عبد الکریم صاحبؒ راولپنڈی والے بھی) اور حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق اکٹھے ہوتے مجلس کرتے فیوض و برکات اور رشد و ہدایت حاصل کرتے۔ ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ کی بات ہے کہ حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ ایک طے شدہ وقت پر بوجوہ نہ پہنچ سکے تو حضرت شیر محمد شرق پوریؒ نے فرمایا کہ '' حضرت مولانا پسروری تو ہماری مجالس کے سرتاج ہیں اور آپ کے بغیر مجلس میں وہ کیف اور سرور نہیں ہوتا جس کے لیے ہم اکٹھے ہوتے ہیں اور حضرت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ نے بھی اس کی تائید فرمائی'' ''

☆ '' حضرت پیر کبیر علی چوراہی فرماتے ہیں کہ قبلہ بابا جی فقیر محمد چوراہیؒ اکثر فرمایا کرتے کہ میرے تمام فرزندوں میں سے حضرت مولانا محمد حسین پسروری جس روحانی مقام پر کھڑے ہیں وہ قطب الاقطاب سے کم نہیں اور ہر کسی کے نہ تو بس میں ہے اور نہ ہی قسمت میں ''

☆ '' حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے کہ جس نے فرشتہ دیکھنا ہو وہ رنگپورہ چلا جائے اور اپنی آنکھوں سے فرشتہ دیکھ لے۔ کبھی کبھار آپؒ کسی خاص مہمان کو کہا کرتے کہ '' تم بیعت کے لیے مولانا محمد حسین پسروری کے پاس رنگپورہ چلے جاؤ۔ تم میرے نہیں اُنکے لیے ہو۔
آپؒ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جو ہم تک کسی وجہ سے نہ پہنچ سکے وہ رنگپورہ میں مولانا محمد حسین پسروری سے مل لیا کرے اور سمجھا کرے کہ ہم سے ملا ہے۔
آپؒ نے اپنی زندگی میں اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ میری نماز جنازہ مولانا محمد حسین پسروری پڑھائیں۔ چنانچہ آپؒ کی نماز جنازہ کی امامت حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ نے کروائی۔ ''

Marfat.com

☆ " حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحبان (لاثانی سرکارؒ و امیر ملت حافظ صاحب سرکارؒ) حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ کو اندرون خانہ لے جاتے اور تمام خواتین کو جمع کر کے کہتے" آؤ اس دنیا میں جنتی کی زیارت کرلو۔ اس ہستی کو دیکھ لو جو یہاں بھی میری رفیق خاص ہے اور آخرت میں بھی۔ "

☆ " حضرت حکیم خادم علی صاحبؒ جو کہ خود بھی عارف کامل تھے کسی خاص مہمان کو حضرت مولانا محمد حسین پسروری کے حضور بھیج دیتے کہ" جا بھئی میرے پاس تیرا علاج نہیں تو رنگپورہ چلا جا' حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری تیرا علاج فرما دیں گے۔" آپؒ فرمایا کرتے کہ حضرت مولانا کے مثل آج ہم میں کوئی نہیں۔ آپؒ کسی جمعہ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے رنگپورہ شریف تشریف لے جاتے اور مسجد میں جوتیوں والی جگہ پر بیٹھ جاتے (حضور قبلہ عالمؒ کے احترام میں) اندر محراب سے حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ اُٹھتے تمام کاروائی بند کر کے اور حضرت حکیم صاحبؒ کو خود باہر سے اندر لا کر اپنے پاس بٹھاتے۔ حضرت حکیم خادم علی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحبؒ سے ہاتھ ملانے سے قلب جاری ہو جایا کرتا تھا۔ "

☆ " حضور خواجہ خواجگان حضرت قبلہ باباجی فقیر محمد چوراہیؒ جب بھی تشریف لایا کرتے تو اُس وقت تک عشاء کی نماز ادا نہ فرماتے جب تک کہ حضرت قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ آ کر امامت نہ کروائیں۔ "

☆ " حضرت علامہ امام الدین رائے پوری اپنے وقت کے اجل عالم اور درویش تھے اور حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے قریبی دوستوں میں سے تھے۔ آپؒ کہا کرتے کہ" قبلہ عالمؒ سلف الصالحین میں سے ہیں۔ آپ جیسا پاکباز' پارسا' خوف خدا رکھنے والا صاحب بصیرت اور عارف کامل اس زمانے میں پورے علاقے میں موجود نہیں۔ "

Marfat.com

☆ ’’ حضرت خواجہ خواجگان بابا جی فقیر محمد چوراہیؒ کے پاس حافظ عبدالکریم عیدگاہ شریف والےؒ پیر سید جماعت علی شاہ صاحبان ثانیؒ و لاثانیؒ بیٹھے تھے کہ آپؒ نے حضرت جامیؒ کے بارے میں فکر انگیز نکات بیان کرنا شروع کر دیئے اور اُن کے مقام فنافی الرسول پر بات کرتے کرتے اچانک فرمایا ’’تو آؤ صاحبو! آج آپ کو ’جامی‘ سے ملوا دیں۔ اچانک سامنے سے حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ آتے دکھائی دیئے۔ بابا جیؒ نے فرمایا ’’یہی جامی ہیں‘‘ ‘‘

☆ ’’ ڈاکٹر جاوید اقبال نے ۱۹۶۰ء میں ایک مضمون ہفت روزہ ’’چٹان‘‘ میں چوہدری محمد حسین پر لکھا۔ چوہدری صاحب حضرت قبلہ عالمؒ کے مرید تھے اور علامہ اقبال کے دست راست بھی۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے اس مضمون میں ذکر کیا ہے کہ حضرت قبلہ عالمؒ کا روحانی تصرف بالواسطہ علامہ اقبال پر تھا۔

بتایا جاتا ہے کہ علامہ اقبالؒ نے اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے ’’مابعد طبیعات‘‘ کی تیاری کے دوران حضور قبلہ عالمؒ سے چوہدری محمد حسین کے ذریعے رہنمائی اور دعا حاصل کی کہ سیالکوٹ میں ہونے کے باعث اقبالؒ تک اُن کے علم و فضل کی شہرت پہنچ چکی تھی۔ ‘‘

☆ ’’ صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؒ جب ساٹھ (۶۰) کی دہائی میں حج کرنے گئے تو وہاں مدینہ منورہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین مدنیؒ سے ملاقات ہوئی۔ جب صاحبزادہ صاحبؒ نے اپنے شہر پسرور کا ذکر کیا تو حضرت مولاناؒ نے کہا کہ ’’یہ تو میرے اُستاد صاحب کا شہر ہے‘‘ پھر اُنھوں نے مزید بتایا کہ وہ پسرور کے نواحی گاؤں ’’کلاس والا‘‘ کے رہنے والے ہیں اور حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ سے زانوئے تلمذ طے کرنے کے لیے پسرور آیا کرتے تھے۔ مولانا ضیاء الدین مدنیؒ کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن مدنیؒ مدینہ منورہ سے کراچی تشریف لائے اور ایک بہت بڑے جلسے میں فرمایا کہ اگر کوئی ولیء کامل کی زیارت کرنا چاہے تو وہ سیالکوٹ میں حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی زیارت کرلے۔ ‘‘

Marfat.com

☆ "مستند حوالے سے پتہ چلا ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب (سرپرست اعلیٰ ادارہ منہاج القرآن) کے والد گرامی جناب فرید الدین قادریؒ کا روحانی تعلق حضور قبلہ عالمؒ سے تھا اور وہ اکثر جھنگ سے حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے ہاں حاضری دیتے تھے۔"

Marfat.com

اقوال زریں

Marfat.com

☆ سلوک کا راستہ محبت اور مفاہمت کا راستہ ہے نہ کہ نفرت اور نفاق کا۔

☆ نیک عقیدہ اور نیک ارادہ حضور رحمت اللعالمین ﷺ کی طفیل اور برکت سے سب سے بڑی روحانی قوت ہے اور کامیابی کی کنجی ہے۔

☆ اس دولت کا کیا کرنا جو لوگوں کے پیٹ خالی رکھ کر اکٹھی کی جائے۔ اپنی جان پر اس سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں۔

☆ فقر کے لیے عجز اور قناعت لازم ہیں۔ غرور اور حرص ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

☆ جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور رضا جوئی میں خود کو فناء کر لیا' اُس نے بقا کا راستہ اختیار کیا۔

☆ فانی اپنے پرانے اوصاف کی طرف لوٹایا نہ جائے گا بلکہ نئے اور اعلیٰ اوصاف سے متصف ہوگا۔

☆ اللہ کے راز اور بھید کو بڑا سنبھال کر رکھو۔ ہر کس و ناکس پر یہ اسرار کھولنا مناسب نہیں ہے تاہم اس کے فیوض و برکات سب میں برابر تقسیم کرو۔

☆ مومن کا حسن اور زیور ایمان ہے۔

☆ سوائے اتباع نبوی ﷺ کے کسی طرح نجات نہیں ہوسکتی۔ اگرچہ کتنی ہی عبادتیں و ریاضتیں کرتا رہے جو خلاف سنت ہوں۔

☆ صبر و شکر خدا تعالیٰ کی بڑی نعمتوں سے ہیں۔

☆ جوانمردی یہ ہے کہ انسان متحمل مزاج' بردبار' حوصلہ مند ہو۔ غصہ کے وقت اپنی طبیعت پر قابو پائے۔ جوانمردی یہ نہیں کہ کسی کو تلوار مارے یا اذیت پہنچائے۔

☆ جس کی نیت میں اخلاص نہ ہو اس کی عبادتیں کام نہیں آتیں۔

☆ وسعت علم دولت خداداد ہے۔

☆ درود شریف کو کثرت سے پڑھنے والا حضرت سرور کائنات ﷺ کا مقرب ہو جاتا ہے۔

☆ سب ذکروں سے کلمہ طیبہ کے افضل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اس میں توحید کا سبق ہے۔

☆ انسان علم سے بڑا ہوتا ہے' عمر یا قد سے نہیں۔

Marfat.com

اولادِ ذی وقار

Marfat.com

ہر ذی روح کو اپنی اولاد سے فطری محبت ہوتی ہے۔ خلقِ خدا کے لیے سراپاءِ شفقت حضور قبلہ عالم حضرت مولانا محمد حسین پسروری ؒ بھی اپنے بچوں کے لیے عین سراپائے محبت و شفقت تھے۔ اور آپ ؒ کی محبت و شفقت اس معاملہ میں بھی عین سنت رسول کریم ﷺ کی رنگت لیے ہوئے تھی۔ آپ ؒ کی صلبی اولاد میں چار صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں شامل ہیں۔ ان کا مختصراً تعارف حسبِ ذیل ہے۔

☆ صاحبزادہ محمد یعقوب

25 اکتوبر 1898ء کو سات برس کی عمر میں وفات پائی۔

☆ صاحبزادہ بشیر احمد ؒ

1900ء کے اوائل میں پیدائش ہوئی۔ لکھنوء کالج سے سول انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کرتے ہی ''برٹش فورسز'' میں سلیکشن ہوگئی تو آپ ؒ کی پوسٹنگ عراق ہوگئی۔ 1948ء میں حضور قبلہ عالم ؒ کے حکم پر ملازمت چھوڑ کر راہ طریقت میں آئے۔ آپ ؒ ولی کامل تھے۔ 1951ء سے 1966ء تک کے عرصہ میں آپ ؒ نے دربارِ عالیہ کا سلسلہ نہایت کامیابی سے چلایا اور خلق خدا کو کسی قسم کی کمی کا احساس نہ ہونے دیا تاآنکہ 27 فروری 1966ء کو راہِ رسم آشنائی کی قدیم روایت کو نبھاتے ہوئے یہیں پر جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دی اور اپنے عظیم والد گرامی قدر اور اُن کے مرشد باکمال کے پہلو میں جگہ پائی۔ آپ ؒ کے دو صاحبزادے عبدالحمید آفندی (سجادہ نشین دربار عالیہ) اور نور الحق المعروف نور جی ہیں۔

☆ جناب نذیر احمد صاحب

ترکش پیٹرولیم کمپنی میں آفیسر تھے۔ ان کے صاحبزادے ڈاکٹر خلیل الرحمٰن رنگپورہ سیالکوٹ میں پریکٹس کر رہے ہیں۔ جبکہ چھوٹے صاحبزادے حبیب الرحمٰن چار (۴) سال قبل انتقال کر گئے۔

☆ صاحبزادہ عبدالرشید

25 برس پانچ ماہ کی عمر میں 11 جنوری 1933ء کو پسرور میں انتقال فرما گئے۔ (اُن کی وفات کا واقعہ تفصیلی طور پر گزشتہ صفحات میں آچکا ہے)

Marfat.com

☆ صاحبزادی محترمہ صغریٰ بیگم
آلومہار شریف کے گدی نشین خلیفہ محمد سعید صاحبؒ سے بیاہی گئیں۔ خلیفہ صاحب کا تقریباً دو سال پہلے وصال ہو گیا۔

☆ صاحبزادی محترمہ رضیہ بیگم
محمد بشیر حلمی صاحب (ایس پی سپیشل پولیس) سے بیاہی گئیں جو خلیفہ محمد سعید صاحبؒ کے چھوٹے بھائی تھے۔ محترمہ کو حضور قبلہ عالمؒ کی شبانہ روز خدمت کا شرف حاصل رہا۔ والدہ صاحبہ کی وفات کے بعد حضور قبلہ عالمؒ کے آرام و ضروریات کا مکمل طور پر خیال رکھنا' آپ (محترمہ) نے اپنا فرض عین بنا لیا۔ آپ کی خدمت سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

☆ ان کے علاوہ صاحبزادی محترمہ خورشید بیگم اور صاحبزادی محترمہ نذیر بیگم لڑکپن ہی میں وفات پا گئیں۔

Marfat.com

سفر آخرت

Marfat.com

اپنی رحلت سے تقریباً ایک ماہ قبل حضور قبلہ عالم ؒ نے اپنے ایک عقیدت مند پروفیسر قاری غلام صادق صاحب کو ایک خط لکھا جس میں حضور قبلہ گاہیؒ نے واضح طور پر اپنے وصال مبارک کے متعلق ذکر کیا۔ یہ مکتوب مبارک ۳ جون ۱۹۵۱ء کو تحریر کیا گیا۔ (یہ خط بعد میں پروفیسر صاحب نے اپنی خودنوشت ''خودی نہ بیچ' غریبی میں نام پیدا کر'' میں شائع کیا)۔ اس مکتوب مبارک کا متن درج ذیل ہے۔

''

عزیز من ' سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہوتا ہے وہی جو منظور خدا ہو' سراسر معذور' صعوبت سفر کو نہ برداشت کرنے والی ہستیاں' جسمانی روحانی ملاقات کو ترستی اور تڑپتی سفر آخرت کو تیار ہیں۔ کاش کہ اس کا کوئی حصہ توانا اور نونہال وجود موجود کو اظہار کرنے کا موقعہ دیتے۔

الحمدللہ آپ راضی ہیں اور یہاں سب طرح سے خیریت ہے۔ بزرگ ہستی اصل اس روز بابرکت شامل حال رہی۔ آج موضع مہار شریف میں ختم شریف کا اہتمام ہو رہا ہے۔ قبولیت کا شرف خدا کرے حاصل ہو۔ عزیز کو ارادہ میں رحمۃ اللعالمین ﷺ کی طفیل نیک عقیدہ اور ارادت کی برکت سے کامیابی حاصل رہے۔ ارادہ میں وما تشاؤن الا ان یشاالله پر عقیدہ حاصل رہے۔

والسلام

فقیر محمد حسین عفی عنہ

رنگپورہ ' سیالکوٹ

''

پروفیسر صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ''مذکورہ خط جھنگ میں موصول ہو جانے کے باوجود نائب قاصد کی کوتاہی سے مجھے تین روز کے بعد ملا۔ خط کے متن سے ظاہر تھا کہ حضرت صاحبؒ کے وصال شریف کا وقت آ پہنچا ہے۔ میں جلد از جلد سیالکوٹ پہنچا مگر افسوس کہ حضرت علیہ الرحمۃ کا وصال ہو چکا تھا۔ جس کی وجہ سے میں کتنے ہی فیوض و برکات سے محروم ہو گیا۔''

Marfat.com

قیام پاکستان کے بعد حضور قبلہ عالمؒ کے فرزند اکبر صاحبزادہ بشیر احمد بصرہ سے تشریف لے آئے۔ آپؒ نے ان تین، چار سالوں میں انہیں تمام امور ظاہری و باطنی، خدمت خلق و زائرین، درس و تدریس، مہمانداری اور امور آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے بطریق احسن آگاہ فرما دیا۔ ان ایام میں حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے چہرۂ مبارک پر انوار و تجلیات کی کثرت کے باعث نور کا ایک ہالہ سا پڑا رہتا جو ہر خاص و عام کو محسوس ہوتا۔ اور اس عرصہ میں بالخصوص جب آپؒ بیان فرما رہے ہوتے تو مجلس مبارک میں موجود ہر خاص و عام، عالم و جاہل اصحاب کا کہنا ہے کہ آپؒ کے الفاظ ہمارے سینوں میں اُترتے محسوس ہوتے اور ہر بیان کردہ نکتہ ذہن نشین ہو جاتا۔ آپؒ آخری ایام میں مکمل طور پر صحت مند اور توانا تھے۔ مسجد میں تمام نمازیں ادا کرنا، درس و تدریس، حاضرین، زائرین، مریدین اور مہمانوں سے ملنا، ساتھ بیٹھنا حسب معمول جاری تھا کہ آپؒ صرف دو روز کی مختصر علالت کے بعد ۱۰ شوال المکرم ۱۳۷۰ ہجری بمطابق 15 جولائی 1951ء بروز اتوار بوقت عصر اس دار فناء سے دار بقاء کی طرف رحلت فرما گئے۔☆

آپؒ کی رحلت کے حوالے سے آپؒ کی صاحبزادی محترمہ رضیہ بیگم فرماتی ہیں کہ "ظاہری زندگی کے آخری روز نماز فجر سے (شدت علالت اور شدید ضعف کے باوجود) ہاتھ اُٹھا کر خلق خدا کے لیے دعاء مانگتے رہے۔ لوگ جوق در جوق عیادت کے لیے آرہے تھے۔ اور حضور قبلہ عالمؒ مسلسل آنے والوں کے لیے دعاء میں مصروف رہے، نقاہت کے باعث اگر ہاتھ نہ اُٹھا سکتے تو ہاتھوں کو سہارا دے لیتے۔ اُس دن بے انتہاء لوگ عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ اور آپؒ آخری سانس تک خدا کی مخلوق کی دلجوئی میں مصروف رہے۔ جب روح پُر نور جسم مبارک سے رخصت ہوئی تو شام کے چار بجے تھے۔ ہم سب اُن کے قریب موجود تھے۔ حفاظ کرام ارد گرد بیٹھ کر تلاوت کرنے لگے۔ رحلت کے آدھ پون گھنٹے کے بعد تک آپؒ کی زبان مبارک ذکر کرتی رہی"

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

ستارہ صبح کی طرح افق حیات پر نمودار ہونے والے عاشق رسول ﷺ نے 81 سال کی عمر میں ارجعی الی ربک کی دعوت حق پر یہ نفس مطمئنہ خلوت قدس کی طرف روانہ ہو گیا۔

Marfat.com

انا للہ و انا الیہ راجعون

اس خبر کے پھیلتے ہی فوری طور پر سیالکوٹ شہر کی دکانیں بند ہو گئیں۔ دفاتر سے لوگ دیوانہ وار دربار عالیہ کی جانب بھاگ اُٹھے۔ صف ماتم بچھ گئی۔ آفتاب علم وعرفان کے ڈوبنے کو مسلمانان پنجاب کے لیے غم انگیز حادثہ قرار دیا گیا۔ لاکھوں لوگوں کو آپؒ کی ذات سے عقیدت کا فخر حاصل تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ ہر طرف لوگ ہی لوگ نظر آتے تھے رنگپورہ شریف میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ لوگ رو رہے تھے کہ ہمارا مربی' ہمارا غم گسار کہاں رُوپوش ہو گیا ہے۔ اب کون اُن کے غموں کا مداوا ثابت ہوگا؟ کون اُنھیں اس دلنشیں انداز میں صراط مستقیم کی طرف لائے گا۔۔۔۔؟

ایک مقبول ومنفرد عاشق رسول ﷺ کا جنازہ تھا' سالارِ کاروانِ عشق کا جنازہ تھا سو اُٹھا بھی اُسی تزک واحتشام سے' اُسی سوز وگداز سے کہ جنازہ کے آگے نعت خواں نعتیں پڑھ رہے تھے اور پیچھے پیچھے اس عاشق پاک کے جسد انور کو لایا جا رہا تھا۔ آپؒ کا جنازہ نہایت تزک واحتشام سے جناح پارک لایا گیا۔ یہ سیالکوٹ کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ دور دراز کے دیہات اور شہروں سے لوگوں کے قافلوں نے سیالکوٹ کا رخ کیا۔ سڑکیں اور گلیاں خلق خدا سے بھر گئیں۔ ہر کوئی آخری دیدار کا خواہش مند تھا۔ ان جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ سڑک کے دونوں کناروں پر لوگ کھڑے ہو جائیں اور جنازے کو ان کے درمیان سے اس طرح گزارا جائے کہ ہر کسی کو دیدار کا شرف حاصل ہو جائے۔

کہا جاتا ہے کہ جنازہ میں شامل زائرین کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ پہلا آدمی اگر جناح پارک تھا تو آخری آدمی احاطہ دربار شریف میں تھا۔ (جبکہ درمیانی فاصلہ کم از کم دو سے تین کلومیٹر تھا) پھر بھی سوگواروں کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ شہر کے انتظامات بحال رکھنے کے لیے میونسپل کمیٹی اور پولیس نے مدد کی۔ غم واندوہ کی عجب فضا تمام شہر پر چھائی ہوئی تھی۔ حضور قبلہ عالمؒ کو غسل حافظ غلام رسول صاحب نے دیا جبکہ نماز جنازہ کی امامت کے فرائض آپؒ کے حکم کے مطابق حضرت مولانا امام الدین رائے پوری نقشبندی مجددیؒ نے ادا کیے ۔اس دوران گریہ زاری اور عقیدت مندوں کی بے قراری کے عجیب وغریب مناظر چشم فلک نے دیکھے۔ آپؒ لاکھوں افراد کے روحانی باپ' روحانی پیشوا اور ٹوٹے دلوں کا سہارا تھے۔

Marfat.com

حضور قبلہ عالمؒ اپنے جس مرشد باکمال، مطلع انوار و تجلیات حضور پُر نور حافظ فتح الدینؒ کی محبت میں اپنا شہر چھوڑ کر اُن کے پاس چلے آئے۔ حضور قبلہ عالمؒ کو آخری آرام گاہ کے طور پر جگہ بھی ان ہی کے پہلو میں نصیب ہوئی۔ چنانچہ آپؒ کا مزار مبارک حضور خواجہ حافظ فتح الدینؒ کے پہلو میں بنایا گیا (رنگپورہ شریف سیالکوٹ، دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ملحقہ جامع مسجد اعواناں)

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے وصال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے برصغیر میں پھیل گئی، ملک بھر کے علماء و زعماء نے تعزیت کی۔ اخبارات و رسائل نے تعزیتی نوٹ لکھے۔ دینی اداروں میں تعزیتی جلسے ہوئے۔ ایصال ثواب کے لیے ہزاروں مرتبہ قرآن پاک پڑھا گیا۔ ہزاروں افراد کو لنگر تقسیم کیا گیا، اہل خانہ کو انگنت تعزیتی خطوط موصول ہوئے۔ برصغیر کے اخبارات و رسائل نے تعزیتی مقالے شائع کیے۔ شیخ کامل اور عالم باعمل، صوفی باصفا مولانا محمد حسین پسروریؒ کی رحلت کو عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی صدمہ قرار دیا گیا۔ آپؒ ان مشائخ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے جو صاحب بصیرت و حقیقت ہونے کے علاوہ ظاہری علوم میں بھی لاثانی تھے۔ ایڈیٹر لمعات صوفیہ سیالکوٹ نے اپنے اگست 1951ء ذیقعد ۱۳۷۰ھ کے رسالہ میں اس سانحہء ارتحال کو یوں پیش کیا ہے۔

" (غم گراں ارتحال ۱۹۵۱) (هِيَ بِسۡمِ رَبِّ الۡعَظِيۡمِ ☆ ۱۳۷۰)

(مرشد و صاحب طریقت ۱۳۷۰) (غمِ بحر احسان ۱۳۷۰)

سانحہ ارتحال

كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ ☆ مَوۡتُ الۡعَالِمِ مَوۡتُ الۡعَالَم

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

نہایت رنج و افسوس کے ساتھ یہ خبر درج رسالہ کی جاتی ہے کہ ہمارے ضلع سیالکوٹ کے ایک نہایت بزرگ پرہیزگار عالم باعمل صوفی باصفا زاہد شب زندہ دار حضرت مولانا الحاج محمد حسین پسروریؒ امیر جماعت نقشبندی مجددی رنگپورہ شریف چند روز علیل رہ کر بتاریخ ۱۰ شوال المکرم ۱۳۷۰

Marfat.com

ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۵۱ء بروز اتوار ۴ بجے عصر دار بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ☆

حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا خواجہ حافظ فتح الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ درگاہ نقشبندی مسجد محلہ اعواناں رنگپورہ شریف کے آستانہ پر گزارا اور وہیں اپنی جان جانِ آخریں کے حوالہ کی۔ آپ ؒ کا جنازہ نہایت تزک و احتشام سے رنگپورہ شریف سے اُٹھایا گیا اور جناح پارک لایا گیا۔

''عاشق کا جنازہ تھا بڑی شان سے اُٹھایا''

امامت کے فرائض جناب حضرت الحاج مولوی امام الدین صاحب نقشبندی جماعتی مجددی محدث مدظلہ العالی رائے پوری نے ادا فرمائے۔ شاملین کی تعداد کم و بیش بیس ہزار تھی۔ حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی آخری آرام گاہ ان کے پیر و مرشد حضرت مولانا خواجہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔ آپ ؒ کی ہستی ایک روشن چراغ کی مانند تھی۔ افسوس کہ یہ چراغ ہدایت گل ہو گیا۔

سالہا باید کہ تا صاحب دلے پیدا شود
بایزیدؒ اندر خراساں یا اویسؒ اندر قرن

لیکن اُمید ہے کہ اس کی روحانی ضیاء کبھی ماند نہ ہو گی اور اپنے فیوضات سے مستفید کرتی رہے گی۔ کیونکہ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

ادارہ کو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے وابستگان سے عموماً اور آپ ؒ کے صاحبزادہ

Marfat.com

حضرت صوفی بشیر احمد صاحب سجادہ نشین درگاہ نقشبندی سے خصوصاً اس حادثہ جانکاہ پر پوری پوری ہمدردی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جمیع پسماندگان و مریدین کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بطفیل سید انبیاء علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔ آمین یا مولی کریم

(ایڈیٹر لمات الصوفیہ سیالکوٹ)

ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ اگست ۱۹۵۱ء

(باعمل درویش خدا ۱۳۷۰) (شیخ دل آگاہ شریعت ۱۹۵۱) (نافع خلق باب علم و عالم معرفت ۱۹۵۱) ''

حضور قبلہ عالمؒ کی رحلت کا صدمہ سب خاص و عام نے دل کی گہرائیوں سے محسوس کیا آگرہ بھارت سے ممتاز عالم دین مولانا حامد حسن قادریؒ نے منظوم فارسی تعزیت نامہ ارسال کیا۔

'' برگزیدۂ زماں کاشف ہر سرِّ خفی وجلی

۱۹۵۱ء

اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِىْ اِلٰى رَبِّكِ!

۱۳۷۰ھ

تاریخ وصال

عالیجناب قدوہ دارین مولانا الحاج مولوی محمد حسین صاحب پسروری امیر جماعت نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ رنگپورہ شریف شہر سیالکوٹ۔ از مولانا حامد حسن صاحب قادری ایم۔اے۔ آگرہ

حضرت پسروری جنت مکاں   ھادی دیں مخزن زھد و تقا
شد مرکب از محمد و ز حسین   نام پاکِ آں محبّ اولیاء
صاحب دل مالک خلق عظیم   حاجی و صوفی و شیخ و پارسا
فیض یاب از حضرت بابا فقیرؒ   در مہء شوال شد حکم قضاء

Marfat.com

پردہ فرمود از جہان بے ثبات شد وصال آں باخدا را باخدا
قادری گفت است تاریخ وصال شد بجنت کاملِ رشد و ہدا

۱۳۷۰ھ

ے اے رنگپورہ کی خاک اس احساں کو نہ بھول
دفنائے تجھ میں کتنے ہی وارث نبی ﷺ کے ہیں

Marfat.com

وفات حسرت آیات

حضرت قبلہ جناب مولانا' مولوی' حاجی' محمد حسین ؒ قبلہ العالی' عالم' فاضل' عارف' مجددی نقشبندی' پسروری سجادہ نشین دربار عالیہ مسجد اعواناں رنگپورہ' سیالکوٹ خاص

سوز و گداز

از

چوہدری عبدالرحمٰن جموی ' مہاجر ریاست جموں و کشمیر حال ساکن موضع قصبہ وڈیالہ سندھواں ڈاک خانہ خاص تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ' پاکستان مغربی

الف

الف اُوچی اُچیری اے ذات رب دی سُرجن ہار اعلی بخشن ہار اعلی
لکھاں بھیج درود رسول تائیں جس جیئی نہ ہور سرکار اعلی
نے آل اصحاب تے یار چارے واہ واہ یار سوہنے دلدار اعلی
کراں کی تعریف اینہاں ہستیاں دی جنہاں کرے تعریف غفار اعلی
اے برکت ساری اگو شاخ دی اے بنیاں عرب دا عرب گلزار اعلی
کُھلّے خوشبو دے جھلّے وچ دنیا چڑھے سراں نوں آن خمار اعلی
چھڈے باغ رنگیلڑے بلبلاں نے ڈٹھی باغ دی جدوں بہار اعلی
سودے جاناں دے کرکے عاشقاں نے عبد دلاں دے کیتے بپار اعلی

ب

ب بخت عرب دے دیس دے نیں آکھاں شان نہ آوے بیان اندر
عرب زمیں توحید دا چن چڑھیا لو گئی زمین آسمان اندر

Marfat.com

لہندے چڑھدے تے ہور پہاڑ دکھن ہر پاسے تے ہر زمان اندر
کرناں پھیلیاں اوسے دے نور دیاں ہر بستی تے ہر میدان اندر
اوناں کرناں وچوں اک کرن آہی ایس دیس تے ایس استھان اندر
جس کرن کولوں خلقت فیض پایا ہندوستان اندر پاکستان اندر
اوسے کرن کولوں توں وی فیض پایا ایس جہان اندر اوس جہان اندر
اَج چھڈ دنیا واصل حق ہوئے عبد عرض کر اپنی زبان اندر

پ

پ پیر محمد حسین صاحب ہستی آپ دی بڑی بلند آہی
کرناں خاصاں وچوں اک کرن آہی سنت نبی ﷺ دی پوری پابند آہی
سی اجلال والی سی اکرام والی رضا رب دی وچ خوسند آہی
فنا فی الشیخ رسول تے ربّ اندر آخر دم تیکر کمر بند آہی
شب بیدار رہے یاد رب اندر نفس مارنے وچ چوکند آہی
او تقدیم ہو کے تقریب ہوئے تے تقدیس اندر فتح مند آہی
اوس دی پا بوسی شفاء یاب آہی ہر مریض لئی صحت مند آہی
عبد جیہاں مہاجراں عاصیاں تے ہستی آپ والی درد مند آہی

ت

ت تیرہ سو ستر سنہ ہجری دن اتوار تے دسویں (۱۰) شوال آہی
اُنی سو اکونجہ سنہ عیسوی سی پندرہ جولائی شامل حال آہی
دو ہزار اُتے اٹھ بکرمی سی اکتی ہاڑ تاریخ انتقال آہی
ساہ سینے اندر غم تھیں رک گیا جس ویلے خبر وصال آہی

Marfat.com

موت رکی نہ نبیاں تے مرسلاں توں ایویں مرضی ذوالجلال آہی
مرد حق آہے واصل حق ہوئے نوری کرن اے باکمال آہی
گنتی کیتیاں عمردا پتہ لگا اسی (۸۰) ہور اُتے چار سال آہی
عبد الرحمٰن ایہ نوری سی مرد عارف واہ واہ ہستی اے کم مثال آہی

ٹ

ٹ ٹُر گئے اَج مرد عارف ہویا عارفاں دا چمنستان خالی
بوستاں خالی گلستاں خالی 'خالی دِسن زمین و زماں خالی
ممبر مسجد خالی تے محراب خالی ہاں مکاں خالی تے آستان خالی
نہ انوار' گلزار' دلدار دِسن اَج دسدا اے سارا جہان خالی
ہادی ہوئے روپوش جہان وچوں ساڈے لئی ہویا پاکستان خالی
محفل ملت وچ نہیں سردار رہیا روندے پئے سارے عاشقان خالی
روح ہادی دا وچ فردوس گیا لوک کر دے نے شور و فغان خالی
ہجر وچ انسان حیوان رُڑن روندا روے گا عبد الرحمٰن خالی

ث

ث ثابت نہ رہے حواس اُس دم عشاء ویلے دو سائیکل سوار آئے
ڈیرہ پوچھ وڈالیوں کار پہنچے دوڑن مجن وچ تیز رفتار آئے
دسیا رو کے حضرت وفات پائی جس دے اسی سارے خدمت گار آئے
خبراں بھیج دیہو اردگرد سارے 'زیارت کرن جا جو تابعدار آئے
خبر نشر ہوئی اندر ریڈیو تے ہور خبر جاری ہر اخبار آئے
کل ملک دے اسی جاریئے ہاں پتہ دیئے جیہڑے ملن سار آئے

Marfat.com

وقت جنازے پونچ جان خادم، زیارت کرن جو فرماں بردار آئے
عبد درد فراق دے نال رونا اَج لد گئے جو غم خوار آئے

ج

ج جلد جلد ارد گرد سارے جاں نثاراں نوں بھیجے پیغام جلدی
یاراں جمع ہو کے تجویز کیتی چلو چھیتی چھیتی لا کلام جلدی
کجھ ٹرے پیدل جو جوان ہیسن ٹر دے رہے اُو تمام رات جلدی
باقی اُٹھ سرگی ویلے رواں ہوئے دیکھیا شہر رستے رونا عام جلدی
لائل پور، گجرات، لاہور ولوں ریلاں بساں تے آون عوام جلدی
زیارت کرن خاطر ولی رب دے سی دیکھی لوکاں دی سی دھوم دھام جلدی
منتظماں نوں لوکاں دے تھمنے دا رہیندا نہیں سی کوئی انتظام جلدی
عاشق مردِ خدا رسول سندا عبد دیکھیا واہ واہ انجام جلدی

چ

چ چن عرفان اَج چھپ چلیا سمجھو عاشقاں دا بادشاہ چھپیا
درد ناک ایہہ حادثہ پیش آیا عاشق سچا سرور انبیاء چھپیا
درداں والیاندے درد ونڈن والا تے سنن والا التجا چھپیا
اوس دا نام لیاں مشکل حل ہوندی اَج دیس دا مشکل کشاء چھپیا
کشف القبر قلوب ماہیت والا رب دا خاص قطب اولیا چھپیا
روندی پئی زمین پنجاب دی اَج جس دے اُتوں اَج ماہ لقاء چھپیا
کتھے جا کے کرن فریاد اللہ جتھاں طالباں دا پیشوا چھپیا
عبد الرحمٰن مہاجر دا وچ ہجرت درد ونڈن والا خیر خواہ چھپیا

Marfat.com

ح

ح حال تھیں لوک بے حال دیکھے سیالکوٹ اندر جدوں جان ہویا
غم تھیں ملک سارا اَج ہویا پیلا اُتے زرد زمین آسمان ہویا
سیالکوٹ اُتے رنگپورہ اندر جمع کئی ہزار انسان ہویا
تل ماریاں زمین تے نہ ڈگے سمجھو خلقت دا ایڈا گھمسان ہویا
مارن ڈھائیں فراق دے نال سارے ایہہ کی قہر ہنیر طوفان ہویا
طالب مار نعرے تڑف تڑف ڈگن منتظماں نوں اوکھا اُوٹھان ہویا
ایہہ معلوم ہووے قیامت ہوئی برپا ہر پاسیوں آہ و فغان ہویا
عبد الرحمٰن مقام فناء چھڈ کے عارف رواں طرفے رحمان ہویا

خ

خ خواب آئی کجھ روز پہیلے ننگے سر دیکھاں اپنے آپ نوں میں
قبلہ محمد سلیم، گلاب، صالح نالے دیکھیا باپ دے باپ نوں میں
جوڑے نوریاں وچ ملبوس آھے رنگپور دیکھیا ہور احباب نوں میں
ایہہ معلوم ہووے کوئی ہے شادی ہس دے دیکھیا کل احباب نوں میں
اٹھاراں سال ہوئے ایسے خواب اُتے فوت ہوندیاں دیکھیاں باپ نوں میں
مطلب سمجھ درگاہ خدا رویا جھلن جوگا نہیں ایس عذاب نوں میں
اپنی عمر تے ہور ہزار نفل منت کیتی خدا دی جناب نوں میں
عبد نہیں تقدیر کدی ٹلدی پھول دیکھیا اصل کتاب نوں میں

د

دِس اَگوں سوہنی شکل نوری رنگپورہ اندر دیکھی جا میاں

Marfat.com

اُپر چارپائی چپ چاپ کرکے تے عارفاں دے بادشاہ میاں
چڑدے پاسے تے ہور پہاڑ جانب حافظ پڑھن کلام خدا میاں
زائرین خاطر لہندی طرف چھڈی' زیارت کرن لوکی بے بہا میاں
چھبی کنٹے ہوئے خلقت لنگدیاں نوں رہیا ابتدا نہ انتہا میاں
آخر وقت جنازے دا آن پہنچاجسدی آہی منادی کرا میاں
ہتھ جوڑ کے تھوڑی جئی ورل کیتی لئیا پلنگ نوں باہر کڈا میاں
عبد رب دے عاشق دا ویکھ چہرہ' عاشق جاناں نوں کرن فدا میاں

ڈ

ڈ ڈنگ فراق دے نال زخمی ہو کے وجیہ گیا وال وال میرا
نوری چہرہ جناب دا دیکھ کے تے قائم نئیں رہیا استقلال میرا
اُیس پردیس اندر اَج یتیم ہویا' اَچھا نئیں رہیا استقبال میرا
تُسی جیوحضرت تے مَیں مرجاواں تے قربان ہووے سب اعیال میرا
نعمت غیر مترقبہ آکھ دے ساہو' ہن کون دیکھے خستہ حال میرا
دین دُنی اندر تیری رہبری سی تے رزاق ہے جل جلال میرا
میرے لئی جہان اَج غرق ہویا اَتے غرق ہویاجان و مال میرا
باپ باجھ یتیم ہو جان بیٹے عبد ختم ہویا قیل و قال میرا

ذ

ذ ذکر کراں اُوس ویلڑے دا' جس ویلے جنازہ رواں ہویا
نال چارپائی لے ونج بنے فیر وی اوکھڑا ہتھ پُہچان ہویا
زن و مرد بچے نکے وڈے سارے سب دا زیارت دی طرف رجحان ہویا

Marfat.com

نوری شمع اُتے ڈگن پروانے چارپائی تک اوکھا جان ہویا
آخر رواں رواں جناح پارک پہنچے' اوتھے حشر دا قائم میدان ہویا
صفاں ٹھیک کروں منہ کرو لہندے' میکرا فون تھیں ایہہ اعلان ہویا
پر کون سنے میکرا فون تائیں' جدا عاشقاں دا مہربان ہویا
عبد الرحمٰن زیارت دے وعدے اُوتے کجھ زائرین دا اطمینان ہویا

ر

ر رُوو نہ طالبو ہوش رکھو میکرا فون تھیں نکلی ندا لوکو
صبر کرو تے ٹھیک حواس رکھو لو رب دی من رضا لوکو
نبیاں ولیاں شہیداں نوں موت ناہیں دتا آپ خدا فرما لوکو
سانوں دیکھنے دا نئیں شعور کوئی' ساڈی نظر نوں ہے خطا لوکو
ایہہ دنیا مقام فنا دا ہے آخر ہونا سی اک دن جدا لوکو
واری واری لنگے سبھے ایسے رستے' کیا مرسل تے کیا اولیا لوکو
سائبان تھلے نوری شمع رکھی' ہن کر لو نماز ادا لوکو
عبد وا وا سی شان اوس ولی سندا' وا وا نُور تے وا وا ضیاء لوکو

ر

ر رُوندیاں توندیاں چھڈ سانوں' دنیا چھڈ ساڈا پیشوا چلیا
نافع خلق چلیا' باب علم چلیا' پیر کامل تے حق آگاہ چلیا
ابر کرم چلیا' چارہ گر چلیا' حقائق رس تے قدر آشنا چلیا
کلید اسرار چلیا' عاشق زار چلیا' زبدہ مقبلاں تے پارسا چلیا
امیر ملت چلیا' نیک سیرت چلیا' صاحب طریقت تے اصل صفا چلیا

Marfat.com

پاک باز چلیا صفا باطن چلیا ' ہادی دین تے اہل وفا چلیا
اہل نظر چلیا 'صاحب قلب چلیا' محیط علم تے با خدا چلیا
کیوں نہ لوک پنجاب دے اَج رُوون عبد سالکاں دا ناخدا چلیا

ز

ز زندگی نہیں وفا کیتا ' دنیا مڈھوں آے بے وفا میاں
واقف سرّ حقیقت سی قلب اُس دا عارف چلیا طرف خدا میاں
چشمہ فیض آہا پنجاب اندر ' ہادی ملک تے راہِ نما میاں
واقف سرّ خفی اور جلی آہے سچا عاشق حبیب خدا میاں
وحدت وچ سرشار سی ذات حضرت 'صاحب شرع تے صاحب ہدا میاں
صبر چھڈ بے صبر پتنگ ہو گئے اللہ ہو دی آوے سدا میاں
ہائے ہائے قہر ہو گیا جہان اندر اَج چھپیا ماہِ لقاء میاں
عبد رنگپور تھیں تا جناح پارک دیکھیا خلقت دا ہُم ہما میاں

س

س سُرت تھیں لوک بے سُرت ہو گئے جدوں ہوئی نماز ادا میاں
زائرین سارے بے تاب ہو کے دوڑے طرف زیارت گاہ میاں
میکرا فون تھیں فیر ندا آئی لمیاں صفا بنو اک دھا میاں
سجے کھبے ہووو وچ گلی چھڈو تا کہ پلنگ گزرے پیشوا میاں
الغرض ایس تگ و دو اندر لوگ دوڑن بھجن بے بہا میاں
جناح پارک تھیں لے رنگپورہ تا کرنہیں سی خلقت دا کوئی انتہا میاں
سعید ڈسکے والا' سائیں جموں والا پلنگوں اَگے سن پڑھ دے ثناء میاں نعت
خوان دوتویں خوش الحان آہے عبد خلقت کرے اَگوں دا میاں

Marfat.com

ش

ش شان نہیں میتھوں بیان ہوندا' طاقت نہیں اے قلم و زبان اندر
ولی خاص آکھاں اولیاء اندر' صوفی خاص آکھاں صوفیان اندر
کامل خاص آکھاں کاملاں اندر' عارف خاص آکھاں عارفاں اندر
عاشق خاص آکھاں عاشقاں اندر' صادق خاص آکھاں صادقان اندر
متقی خاص آکھاں متقیاں اندر' سالک خاص آکھاں سالکان اندر
نقشبندی مجددی مجتہدی فاضل خاص آکھاں فاضلان اندر
ولی واسطے عدم و وجود یکساں' ایس جہان اندر اُوس جہان اندر
عبدبعد وفات دے نصف گھنٹا کلمہ پڑھیا زباں نے دہان اندر

ص

ص صورت تے سیرت جناب والی کم نظیر تے کم مثال یارو
برکات والی کرامات والی باخدا ہیسی باکمال یارو
بدر دین ہیسی شمسِ شرع ہیسی صاحب خلق تے صاحب جمال یارو
با شریعت ہیسی با طریقت ہیسی عشق نبی اندر با وصال یارو
خرچ دے کے جیب تھیں مفلساں نوں وچ دین کردے خوش حال یارو
اوکھے وقت مرید دے پاس پونچن جد مرید ہووے بد حال یارو
مردہ قبر اندر ہووے وچ سختی کر دعا دیندے سختی ٹال یارو
اوس جہان اندر عبد نال ہوسن ایس جہان اندر عبد نال یارو

Marfat.com

ض

ض ضرب لگی اج وچ سینے ہستی آپ دی ہوئی جدا میاں
جناح پارکوں چک کے پلنگ حضرت لے آندا فیر رنگپورہ دا میاں
خواب گاہ دی سی کجھ تعمیر باقی پلنگ رکھیا صحن وچ جا میاں
نعت پڑھی فراق دی نعت خواناں چلیا پیر اندر خوابگاہ میاں
ہو ہو دا پے گیا شور و غو غا ہائے کی ورتیا قہر خدا میاں
زیارت آخری کرلو اس نور دی جی فیر چھپ جانا دلربا میاں
زارو زار روون زن و مرد بچے حشر وانگوں ہویا تلملا میاں
عبد بعد مغرب نوری کرن تائیں دتا خوابگاہ وچ لٹا میاں

ط

ط طالباں نے چالی(۴۰) روز پورے رو رو اپنا حال ونجایا سی
خالی دیکھ کہ مسجد محراب ممبر خون ہنجواں دا ورسا یا سی
عقل فکر شعور سب چھڈ گئے جدوں حضرت نوں لحد وچ پایا سی
دیوا حق دا گل ہو گیا آخر روح ہر طالب مرجھایا سی
چورے شریف درگاہ دا حکم لیکے حضرت محمد شفیع خواجہ آیا سی
دسیا اُنہاں دربار تھیں حکم ہویا خود حضرتاں ایہہ فرمایا سی
صاحب زادہ نوں دیہو بیٹھا گدی بنھ دستار گدی تے بیٹھایا سی
بشیر احمد دے ہتھ وچ ہتھ دے کے عبد لوکاں نوں صبر کجھ آیا سی

ظ

ظ ظاہر کراں اک خاص قصہ غور کرن تے سُنّن احباب میاں

Marfat.com

نوری ماں دے بطن تھیں دو بیٹے پیدا ہوئے سن وچ پنجاب میاں
نور احمد محمد حسین دونویں دونویں ہند وچ در نایاب میاں
واہ واہ ماں جمن والی جم گئی اک آفتاب تے دوجا مہتاب میاں
نور احمد صاحب ویہہ (۲۰) حج کیتے آہے علم اندر فتح یاب میاں
مکے وچ رہ کے ویہہ (۲۰) سال پورے کیتے درس دے جمع اسباب میاں
امرتسر اندر جس دن فوت ہوئے لکھیا عالماں وچ کتاب میاں
باب علم والا اَج فوت ہویا عبد چھپ گیا آفتاب میاں

ع

ع عارف محمد حسین چھوٹے اک ماں جائے سوہنے ویر دونویں
ایہہ توحید دے باغ دے رُکھ دونویں اُتے دین دے بدر منیر دونویں
شرع نبی دے علم بردار دونویں علم و عمل وچ با تنویر دونویں
رب دے ولی دونویں اُتے قطب دونویں نور و نور تے روشن ضمیر دونویں
ایہہ مقبول دونویں تے معقول دونویں ہاں بشیر دونویں تے نذیر دونویں
ایہہ حلیم دونویں ایہہ عظیم دونویں ایہہ جلیل دونویں باتوقیر دونویں
مجتہد دونویں تے مجدد دونویں اہل کشف دونویں روشن ضمیر دونویں
منکر مشرکاں لئی شمشیر دونویں اُتے عبد دی ماں دے ویر دونویں

غ

غ غمی غالب آئی جان اُتے اندر غمی سب دے وگ دے جان اتھرو
حضرت باجھ جینا ہو گیا مشکل فرقت وچہ کڈھن طالبان اتھرو
کجھ آکھدے نال لے چلو قبلہ کجھ چپ کڈھن ہو حیران اتھرو
نہ اوس وعظ کلام دی رئی لذت کڈھن مسجد محراب آستان اتھرو

نہ اَج شملے والے سانوں دس دے نے جس دے وعظ تھیں ہوون روان اتھرو
نہ اَج مسجد اندر بیٹھے دسدے نے کیوں نہ فرقت وچ چشمان برسان اتھرو
اَج مکھڑا کج کے جا سُتے ہجرت چے کڈھے اَج جہان اتھرو
فرقت حضرت وچ اتنے برساؤ اتھرو رب کرے تے جنت پونچان اتھرو
ڈھونڈیاں ملک سارا اَج تمیں لبھدے کڈن اَج حیوان انسان اتھرو
اوس دی سوھنی ادا تو جاں صدقے وگدے جاندے نے عبد الرحمٰن اتھرو

ق

ق قلم اندر جیکر ہووے طاقت کرامات دی لکھاں کتاب بھائی
میں بے علم ہاں علم نوں نہ جاناں نہ میں پڑھیا کوئی علم دا باب بھائی
لبھ دی خاص کرامت جناب دی اے نوکری وچ رہیا کامیاب بھائی
بی اے پاس امتحان وچ فیل ہوگئے اکثر میں رہیا پاس یاب بھائی
پندرہ (۱۵)سال میں کرسی نشین افسر رہیا بے وسیلہ فتحیاب بھائی
کفرستان اندر اک بے علم ہو کے باوقار رہیا ظفر یاب بھائی
لازوال ہے رب دی ذات دائم خلقت آوے اندر احتساب بھائی
شریف تنگ رذیل عروج پاون عبد نام اس دا۔ انقلاب بھائی

ل

ل لیکھ اندر شاید لکھیا ہوی مرض فالج دے نال بیمار ہونا
پچھلے سال آزاد کشمیر جا کے پنشن واسطے عرض گذار ہونا
بل دو ہزار دا پیش کر کے پنشن سابقہ دا طلبگار ہونا
چار(۴) جون نوں فیصلہ افسراں دا پنشن اگلی پچھلی دیون ہار ہونا

Marfat.com

پنجویں جون نوں اگلی اجراء کر کے پچھلی دین ولوں انکار ہونا
محکمہ مال دا تجربہ کار ہو کے پاکستان اندر بیروزگار ہونا
بے گھر ہونا بے زر ہونا اَتے وڈا سارا ٹبر دار ہونا
عبد وچ ہجرت اس پردیس اندر نئیں کوئی پیر جیہا غم خوار ہونا

م

م مشکل بنی اوس ویلے سر تے پہلی پینشن دا جدوں انکار ہویا
نقشہ رکھ اَگے مستقبل والا غم و فکر اندر ذہن بار ہویا
صبح ہوئی تے دیکھیا اک پاسہ مرض فالج اندر گرفتار ہویا
پھر بھی رحم نئیں آیا منسٹراں نوں آخر چھیویں صبح چلن ہار ہویا
گھر والیاں دیکھ فغاں کیتے ہور پنڈ سارا اشکبار ہویا
رشتہ دار حکیم ہور ملن والے ہر علاج اندر مدد گار ہویا
تن ماہ پچھوں حضرت پیر آئے رو رب اَگے طلب گار ہویا
واہ واہ عجب کراماتاں والڑے سن عبد ٹر حاضر دربار ہویا

ن

ن نقش نبی تے رہیا چل دا حضرت پیر دا عجب محبوب نقشہ
اوس نوں بارگاہ مرتبت چورا تے سرہندا سی مرغوب نقشہ
استرضا نقشہ اوستاکار نقشہ اَسبق نقشہ تے مرغوب نقشہ
استبقا نقشہ استبلا نقشہ اشتباہ نقشہ تے اسلوب نقشہ
مسلمیں نقشہ مومنین نقشہ دیندار نقشہ خوب و خوب نقشہ
با اوصاف نقشہ با اوضاع نقشہ اَتے عبد دا بہت مطلوب نقشہ

Marfat.com

ن

ن نظر پنجاب وچ مار دیکھی سوھنا پیر جیھا ہور پیر کوئی نہ
بارگاہ عالی مرتبت چورہ تے سر ہند دی ہور نظیر کوئی نہ
ہور سلسلے بہت اسلام اندر نقش بند جیہا سنت گیر کوئی نہ
رنگا رنگ دے ملک جہان اندر ملک عرب جیہا ہور تطہیر کوئی نہ

ہ

ہ ہر والی آزمایا سی ہستی آپ دی حاجت روا آئی
با صفا آئی باخدا آئی با حیا آئی بالقاء آئی
کرامات والی براکات والی التفات والی با عطا آئی
اکرام والی ارشاد والی الطاف والی بے بہا آئی
اوصاف والی انصاف والی اعتدال والی اتقیا آئی
احسان والی اخلاص والی اخلاق والی اصفیا آئی
اعتراف والی اعتکاف والی اعطاف والی اعتلا آئی
عبد لئی او راہ نما آئی تے مجسمہ عشق و وفا آئی

ل

ل لعل وچوں لعل ہویا پیدا ایھہ صاحبزادہ خداداد اللہ
اوس نوں شاد رکھیں با اولاد رکھیں قائم رکھیں تا ابدا آباد اللہ
پنجی (۲۵) سال رھیا عہدہ دار وڈا اندر ملک عراق بغداد اللہ
جدوں ویکھیا باپ نوں وچ فرقت عہدہ چھڈ آیا ہو آزاد اللہ
ایڈی وڈی ملازمت چھڈ کے تے رھیا باپ دے قدماں دے وچ شاد اللہ

Marfat.com

ایس قربانی دے عوض ہن ایس تائیں کیتا باپ دی جگہ آباد اللہ
جگہ لعل دی یارب توں لعل رکھیں ساڈی تیرے اگے فریاد اللہ
عبد شاد رکھئیں تے آباد رکھیں پتر پیر دے دی بنیاد اللہ

ء

ء ہمزہ بولدا الف دی جگہ اُوتے الف اُٹھ دلا چل دربار مرشد
سیالکوٹ اندر رنگپورہ قصبہ مسجد اعواناں ہے مزار مرشد
اسم پاک محمد حسین پیارا نور و نور تے پُر انوار مرشد
عالم فاضل حاجی صوفی نقشبندی عارف عاشق تے پُر اسرار مرشد
مجتہدی مجددی لاثانی زاہد عابد تے شب بیدار مرشد
نال نفس جہاد عظیم کیتا ذاکر شاکر تے نفل گذار مرشد
منکر مشرکاں نوں دیندار کیتا خفتہ دلاں نوں کیتا بیدار مرشد
جالی روزے دی پھڑ کے ادب سیتی عبد عرض توں پیش گذار مرشد

ی

ی یاد خدا تھیں رہیا غافل عبد ساری عمر گناہگار حضرت
بد کردار رہیا بد افعال رہیا بدیاں والا رہیا عیب دار حضرت
نا فردام رہیا نافرمان رہیا تے ناکام رہیا نابکار حضرت
نا مقبول رہیا نا معقول رہیا تے مجہول رہیا بے شمار حضرت
وقت گزریا ہتھ نئیں ہون آوے پاویں کراں پکار بسیار حضرت
ایویں عمر ساری ضائع کر دتی نئیں دین کیتا استوار حضرت
عبد وچ ہجرت اقتساب اندر دن رات پڑھ دا استغفار حضرت

Marfat.com

ے

ے یاد کر کے حضرت پیر تائیں دعا سارے منگو حاضرین بھائی

طالبین بھائی واعظین بھائی نعت خوان بھائی مشفقین بھائی

حضرت صاحب ہون فردوس اندر اُتے نال ہوون طالبین بھائی

رہندی دنیا تاکر ایس گدی اُوتے رہے صاحبزادہ بالیقین بھائی

حضرت آدم تھیں لے کے حشر تا کر رب بخشے سارے مسلمین بھائی

تے آباد رکھیں ہور شاد رکھیں وارث فضل الدین تے فخر الدین بھائی

ہجرت کرن والے سارے آباد ہو گئے رہے جموں والے سہمگین بھائی

تے کشمیر آوے پاکستان اندر واپس سارے ہوون مہاجرین بھائی

پاکستان نوں رکھ دوام یارب با تدبیر ہوون اراکین بھائی

مسلمان پکے مسلمان ہو کے بن سارے مجاہدین بھائی

رشوت خور سارے نیکو کار ہوون دیندار ہوون عمالین بھائی

مشرکین سارے مسلمان ہوون مسلمان ہوون مومنین بھائی

کھلن کارخانے پاکستان اندر روٹی رج کھاون سب مسکین بھائی

ترقی ہووے تجارت زراعت اندر رہے کوئی ناہیں اندوہگیں بھائی

اتفاق ہووے مہاجر انصار اندر دولت مند ہوون مفلسین بھائی

دین اسلام دے ہوون پابند سارے راعی رعایا تے عاملین بھائی

اُتے نیک ہوون پاکستان اندر حاسدین سارے جاہلین بھائی

ہووے علم و علوم دا دور دورا کھلن کالج تے مکتبین بھائی

ولی قطب ہوون اتے غوث ہوون بشیر احمد سجادہ نشین بھائی

Marfat.com

یا رب دعا قبول کر لے برکت حضرت سید المرسلین
برکت آل اصحاب احباب ولیاں شہدا اَتے اصفہین بھائی
اَتے برکت حضرت خواجگان عالی نقشبند اَتے قادرین بھائی
چشتیا اَتے سہروردی سارے اہل فقہ اَتے صادقین بھائی
عاملین بھائی حافظین بھائی ہور نبی مرسل اولین بھائی
برکت حضرت محمد حسین عابد جس دے والد آہے فضل الدین بھائی
جس دے مرشد عالی حافظ صاحب آہے فتح محمد نامی فتح الدین بھائی
عبد الرحمٰن دی ایس دعا اوتے عجز ادب تھیں کہو امین بھائی
آمین بھائی ثم آمین بھائی ثم آمین بھائی ثم آمین بھائی

(چوہدری عبدالرحمن حموی)

Marfat.com

مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۸۵۰ء-۱۹۳۰)

Marfat.com

حضرت مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے برادر بزرگ مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری ؒ معروف فارسی گو شاعر دلشاد پسروری کی نسل سے تھے۔ وہ سلسلہ نقشبندیہ کے عالم و فاضل حکیم شہاب الدین ؒ کے صاجزادے تھے۔ نسب نامہ حسب ذیل ہے۔

نور احمد بن شہاب الدین بن حکیم شیخ عمر بخش بن حکیم شیخ محمد وارث بن دل محمد دلشاد

مولانا نور احمد امرتسری انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں پیدا ہوئے۔ پسرور کی سر زمین کو کیا معلوم تھا کہ یہ چھوٹا سا معصوم بچہ اپنے علم و عمل سے اس چھوٹے سے قصبے کو برصغیر پاک و ہند کے دور دراز علاقوں اور سرزمین حجاز میں بھی روشناس کرائے گا۔ مولانا نور احمد ؒ کے تایا حکیم عزیز الدین اپنے دور میں اعلیٰ درجے کے طبیب تھے۔ بیمار لوگوں کو بروقت طبی امداد پہنچانا' ضرورت مندوں کی مدد کرنا اور لوگوں کے حال سے اپنے آپ کو باخبر رکھنے کی وجہ سے سرکار برطانیہ نے آپ کو 15 فروری 1872ء کو ایک سند عطاء کی۔ وہ سنکھترہ تحصیل ظفروال میں رہائش رکھتے تھے۔ حکیم غلام فرید مولانا نور احمد کے چچا تھے۔

مولانا نور احمد ؒ نے ورنیکلر مڈل سکول پسرور سے مڈل کا امتحان پاس کیا۔ مزید تعلیم کے لیے آپ ؒ نے اس دور کے مشہور اساتذہ کی طرف رجوع کیا۔ مولانا احمد حسن کانپوری ' مولانا فضل الرحمٰن مراد آبادی اور مولانا امداد اللہ سے علوم دین حاصل کیے۔ برصغیر کے علماء و فضلاء سے استفادہ کرنے کے بعد آپ ؒ (۱۲۹۹ھ) 1881ء میں عازم حجاز ہوئے۔ ان دنوں رحمت اللہ بن حکیم نجیب اللہ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مکہ معظمہ میں قیام پزیر تھے اور ایک مسلم بنگالی خاتون صولت النساء کی مدد سے مدرسہ صولتیہ قائم کر کے دین اسلام کی خدمت انجام دے رہے تھے۔ آپ ؒ نے مدرسہ صولتیہ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے دینی علوم حاصل کیے۔ مدرسہ صولتیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کی ذہانت' قابلیت اور دینی علوم سے شغف دیکھتے ہوئے مولانا رحمت اللہ نے آپ ؒ کو مدرسہ صولتیہ ہی میں مدرس مقرر کر دیا یہاں آپ ؒ تقریباً سات آٹھ برس پڑھاتے رہے۔ اس دور میں آپ ؒ نے مکہ معظمہ میں مقیم شیخ العزیز حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان سے روحانی استفادہ کیا۔ قیام مکہ مکرمہ کے دوران مولانا حرم شریف میں بیٹھ کر روزانہ درس

Marfat.com

سپارے تلاوت کیا کرتے تھے۔ایک دفعہ آپؒ نے اپنے صاحبزادے مولانا سلیمان کو بتایا کہ

"میں نے بیت اللہ شریف میں اللہ تعالی سے وعدہ کیا تھا کہ جو آمدنی ھوا کرے گی اس کی زکوۃ ادا کرنے کے

بعد اس کا بیسواں حصہ اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کیا کروں گا۔اللہ کا شکر ہے کہ میں نے اس سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کر رہا ہوں۔"

مولانا رحمت اللہ کیرانوی رمضان **1890**ء میں رحلت فرما گئے۔آپؒ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے شاگرد رشید مولانا نور احمد کو اپنے ملک ہندوستان واپس جانے کا حکم دیا اور دیلور علاقہ مدراس میں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کرنے کا مشورہ دے دیا تھا۔**1889**ء میں مولانا نور احمدؒ نے دیلور میں قدم رنجہ فرمایا اور یہاں مدرسہ باقیات الصالحات قائم کر کے علوم دین کی اشاعت کرنے لگے۔ یہ مدرسہ اب بھی جاری ہے۔اس مدرسہ میں انتظامی معاملات میں دوسروں سے اختلاف پیدا ہو جانے کی وجہ سے آپؒ ضلع رائے بریلی کے مدرسہ اسلامیہ سلون میں تشریف لے گئے اور **1897**ء تک اس مذہبی درس گاہ میں قرآن فقہ اور حدیث مبارکہ کا درس دیتے رہے۔

امرتسر کے ایک مخیر سوداگر چرم شیخ بڈھا نے **1898**ء میں ایک عالی شان مسجد تعمیر کرائی تھی۔شیخ صاحب کی دعوت پر مولانا نور احمدؒ تقریبا **1898**ء میں امرتسر تشریف لے آئے۔ یہاں آپؒ روزانہ فجر کی نماز کے بعد درس دینے لگے۔ چند ہی سالوں میں اطراف و اکناف میں آپؒ کی شہرت پھیل گئی۔طلبہ جوق در جوق تحصیل علم کے لیے آنے لگے۔طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر **1906-07**ء میں مسجد شیخ خیر الدین واقع ھال بازار امرتسر میں مدرسہ نعمانیہ کی ایک شاخ کھول دی۔ یہاں مدرسین کو باقاعدہ ملازم رکھا گیا۔اوّل مدرس مولوی غلام محی الدین جہلمی تھے۔دو نائب مدرس مقرر کیے گئے۔ان میں پہلے کوئی صاحب لدھیانہ کے تھے اور دوسرے مدرس مفتی محمد حسن (بانی مدرسہ اشرفیہ لاہور) تھے۔مفتی صاحبؒ بھی آپ کے پروردہ تھے۔اس مدرسے کے چلانے کے لیے آپؒ نے ایک انجمن بھی قائم کر دی تاکہ اس کی نگرانی میں یہ مدرسہ خوش اسلوبی سے نور علم پھیلاتا رہے۔مولانا موصوف اس کے صدر منتخب ہوئے۔شیخ علی بخش اعزازی مجسٹریٹ و رئیس امرتسر اس کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔مولانا کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے محمد سلیمان

Marfat.com

تقسیم ملک تک صدر انجمن و مہتمم مدرسہ رہے۔ اوائل 1914ء میں مسجد شیخ بڈھا واقع موری گنج چوک فرید میں مدرسہ نعمانیہ کے ساتھ ہی مدرسہ تجوید القرآن کی بنیاد رکھی اور حافظ خدا بخش کو مدرس مقرر کیا۔ 1917ء کے لگ بھگ اپنے صاحبزادوں کے ساتھ مل کر انجمن حفظ المسلمین قائم کی۔ اس کا مقصد قادیانیت کے رد میں لٹریچر شائع کر کے مفت تقسیم کرنا تھا۔ اس انجمن کے زیر انتظام ہر ماہ کی 21 تاریخ کو ایک رسالہ ''الفیض'' شائع ہوتا تھا۔ پہلا شمارہ 21 دسمبر 1922ء کو شائع ہوا۔ بعد میں اس انجمن کا نام تبدیل کر کے ''انجمن تبلیغ السلام'' رکھ دیا گیا۔ وفات سے ایک برس پہلے ہال بازار کے باہر انجمن پارک اور ہائیڈ پارک کے درمیانی خطے میں ایک مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا تھا۔ سال بھر میں یہ مسجد نور تعمیر ہوگئی۔ مفتی محمد حسن کو اس کا امام مقرر کر دیا۔

اللہ اپنے نیک بندوں کو مستقبل میں آنے والے واقعات کی خبر اشاروں کنایوں میں دے دیتا ہے۔ مولانا نور احمدؒ نے اپنی وفات کی پیشگی اطلاع اپنے عزیز و اقارب اور ساتھیوں کو دے دی تھی۔ وفات سے قبل اپنے متعلق ہر کام کو مکمل کیا اور مختلف ھدایات جاری کیں آپؒ کے چھوٹے صاحبزادے محمد داؤد پسرور گئے ہوئے تھے وہ پسرور سے امرتسر آئے تو انہیں دیکھ کر فرمایا '' محمد داؤد بہت اچھا کیا کہ آپ آگئے میں تمھارے انتظار میں تھا۔'' مولانا داؤد نے اس موقعہ پر اپنے بڑے بھائی مولانا سلیمان کو بتایا کہ میں نے ابھی کئی دن پسرور میں رھنا تھا مگر کل رات خواب دیکھا کہ والد صاحب وفات پا رہے ہیں۔ اس لیے گھبرا کر آگیا ہوں۔

وفات سے قبل آپؒ مطمئن اور ہوش میں تھے۔ 14 جنوری 1930ء (۱۳ شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ) کو نماز فجر سے قبل خدائے مطلق نے اپنے اس نیک بندے کو اپنے حضور بلا لیا۔ آپؒ کی وفات کے وقت امرتسر کے سرکاری تعلیمی ادارے اور کاروباری مراکز بند ہو گئے۔ نماز جنازہ حسب وصیت آپؒ کے شاگرد مفتی محمد حسن نے پڑھائی۔ وفات سے قبل آپؒ نے اپنے صاحبزادوں کو مخاطب کر کے یہ الفاظ کہے۔ '' صلوۃ ۔ زکوۃ ۔ نجاۃ '' مسجد نور کے قریب ہی آپؒ کو دفن کیا گیا۔

حضور مجدد الف ثانیؒ نے شریعت کے تین جزو علم، عمل اور اخلاص قرار دیئے ہیں۔ مولانا نور احمدؒ ان تینوں اجزا کی مکمل تفسیر تھے۔ آپؒ کی بزرگی اور فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا

Marfat.com

جا سکتا ہے کہ آپؒ کو تین مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپؒ کی دعائیں ہمیشہ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوتیں۔ جنگ عظیم اول کے دوران ترکی کی مدد کے لیے دعا کی' رحمت باراں کیلیے اللہ کے حضور گڑگڑائے۔ ہزاروں مسلمانوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں نے ان دعاؤں کو قبول ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ عالم و فاضل اور نہایت بلند روحانی مقام پر ہونے کے باوجود آپؒ نے سوائے ایک دو آدمیوں کے کسی کو بیعت نہیں کیا اگر کوئی بیعت کی درخواست کرتا تو آپؒ ہمیشہ کسی دوسرے شیخ کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیتے۔ امرتسر میں آپؒ مفتی بھی تھے۔ اپنا یا اپنے گھر کا کام خود کرتے۔ سب سے پیچھے چلتے اگر کوئی آگے سے ہٹ کر پیچھے ہونے لگتا تو کہتے کہ بھائی میں تیز نہیں چل سکتا' آپ آگے آگے چلیں۔

عربی اور فارسی کے فاضل تھے اور ان زبانوں میں شعر بھی کہتے۔ آپؒ کا عربی کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

لِکُلِّ شَیْءٍ اِذَا فَارَقتَهٗ عِوَضٌ

وَلَیسَ لِلّٰہِ اِن فَارَقتَ مِن عِوَضٍ

(کائنات کی ہر چیز جو تم سے چھن جائے اسکا کوئی نہ کوئی عوض یا بدل ممکن ہے لیکن اگر روح کائنات اور حقیقۃ الحقائق (خدائے پاک) سے کٹ گئے تو اس کا بدل نہیں پا سکو گے۔)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سلسلہ چشتیہ کے عظیم اور بلند پایا شیخ تھے اُن کے وصال کے چند سال بعد مولانا نور احمدؒ نے حضرت شاہ محی الدین عبداللہ ابوالخیر دہلویؒ سے تجدید بیعت کر لی اور نقشبندی مجددی سلسلہ سے منسلک ہو گئے' آپؒ کو حضرت ابوالخیرؒ نے خرقہ خلافت بھی عطاء فرمایا۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب کے بیان کے مطابق حضرت شاہ ابوالخیرؒ سے تعلق کے باعث آپؒ پر نقشبندیت کا رنگ غالب آ گیا تھا۔ آپؒ شب بیدار بزرگ تھے اور آپؒ کا علم اور روحانی مقام یقیناً بہت بلند تھا۔ جن ممتاز علماء نے امرتسر میں آپؒ سے اکتساب علم کیا اُن میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' پیر محمد حسین بن پیر سید جماعت علی شاہؒ' مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ' مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ' مفتی محمد حسن (بانی جامعہ اشرفیہ اچھرہ' لاہور)' مولانا مفتی محمد عبداللہ

Marfat.com

، مولانا عتیق الرحمٰن ، مولانا ابواحمد عبداللہ، حکیم فقیر محمد چشتی نظامی امرتسری (والد حکیم محمد موسیٰ) اور دیگر کئی ممتاز علماء شامل تھے۔ شیخ الحدیث علامۃ العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری ؒ آپؒ کو عالمِ ربانی کہا کرتے تھے۔ حضرت میاں شیر محمد شرق پوریؒ آپؒ کے فیوض باطنی و روحانی کے از حد معترف تھے۔ حضرت مولانا محمد حسن صاحبؒ نے فرمایا کہ مولانا نور احمدؒ کو انہوں نے تحقیق مسائل اور عربی ادب کے سلسلے میں ان کے علم و استعداد کو جہاں تک سمجھا تھا اُس سے بہت آگے پایا۔ مولانا عبدالرحمٰن مرحوم فرماتے تھے کہ مولانا نور احمدؒ اپنے زمانے کے قطب تھے۔ حضرت سید جماعت علی شاہؒ خود مولانا کی ملاقات کے لیے آیا کرتے تھے اور کئی کئی دن مسجد شیخ بڈھا میں قیام فرماتے۔ آپؒ بھی علی پور شریف جاتے اور اپنے روحانی تعلق کا اظہار فرماتے۔

جناب حکیم محمد موسیٰ نے کنز الہدایات کے حوالے سے مولانا موصوف کے فارسی کے دو شعر نقل کیے ہیں جو آپؒ نے اپنے پیر و مرشد شاہ ابوالخیر دھلویؒ کی شان میں کہے تھے ۔

وجودش ہمہ خیر آمدید   بایں شکل خیرِ مجسم کہ دید
فتد چشمِ لطفش بہ ناقص اگر   کند کامل دہر از یک نظر

ان اشعار سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپؒ کا عربی اور فارسی شعر کہنے کا معیار کتنا بلند تھا۔ آپؒ کے علمی کارناموں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

☆ شرح و حواشی مکتوبات امام ربانی: مطبوعہ مطبع مجدد، امرتسر ۱۳۲۷ھ نو جلدیں
☆ معبد او معاد (رسالہ حضرت مجدد الف ثانیؒ): تشریح، ۱۳۳۰ھ
☆ التنقید علی ورثۃ المفید: یتیم پوتے کی وراثت پر ایک محققانہ نظر، مطبوعہ وزیر ہند پریس، ہال بازار، امرتسر ۱۸ جولائی ۱۹۱۷ء
☆ مکتوبات خواجہ محمد معصوم: جلد ثالث
☆ شمائل ترمذی: ترمذی شریف کا ترجمہ، مطبوعہ ۱۳۴۱ھ
☆ ہدایۃ الطالبین: حضرت شاہ ابوسعید دہلوی نقشبندی مجددیؒ کی فارسی تصنیف کا اُردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۲۶ء

Marfat.com

☆ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں (شہید ۱۷۸۰ء) ''الفیض'' میں بالاقساط شائع ہوتے رہے۔ پہلی قسط رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ میں شائع ہوئی۔افسوس کہ یہ ترجمہ مکمل نہیں ہوسکا۔

☆شرح اسماء الحسنیٰ: اسماء الحسنیٰ کی نہایت عمدہ شرح وتفسیر تحریر فرمائی۔''الفیض'' میں قسط وار شائع ہوتی رہی۔پہلی قسط ۱۹۲۴ء میں چھپی تھی۔

☆تصحیح کنز الہدایات: مولانا باقر لاہوری بن مولانا شرف الدین خلیفہ خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کی تصنیف کنز الہدایات کی تصحیح ۱۳۲۵ھ میں ۱۲۴ صفحات پر چھپوائی۔

آپؒ کی اولاد باوقار کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

☆محمد یحییٰ :اٹھارہ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

☆محمد سلیمان فاروقی :نور کمپنی ۴-۱۷ انارکلی لاہور کے مالک تھے۔۶ اگست ۱۹۷۴ء میں وفات پائی۔بعد میں ان کے بیٹے نور سلیمان یہ کتب خانہ چلاتے رہے۔آپؒ ان کتابوں کے مصنف ہیں۔ اسلام اور تعدد ازواج ' اردو آسان قاعدہ ' رسول ﷺ کی جانثار زوجہؓ ' اسلامی دینیات ' پیارے نبی ﷺ کے پیارے اخلاق ' تفسیر پارہ عم ' قاعدہ تیسر القرآن

☆مولانا محمد داؤد :آپؒ نے ۳۴ برس کی عمر میں ۱۹۴۲ء میں امرتسر میں وفات پائی۔درج ذیل کتابوں کے مصنف تھے۔ خون کربلا ' رسول اللہ ﷺ کے عملیات ' سیرت حضرت جنید بغدادیؒ ' سیرت حضرت غوث اعظمؒ ' سیرت حضرت امام ربانیؒ ' سیرت خواجہ معین الدین چشتیؒ ' سیرت بابا فرید گنج شکرؒ ' سیرت صابرؒ ' قرآن پاک کے عملیات ' عملیات مشائخ ' چاہ بابل ' بہادر مسلمان عورتیں ' آسمانی کڑک ' عشرہ کاملہ ' بم کا گولہ

☆محمد زکریا :تین برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔

☆بڑی بیٹی :امرتسر میں انتقال کیا' نام معلوم نہیں ہوسکا۔

☆مسعودہ بیگم :۱۳ مئی ۱۹۷۹ء میں لاہور میں انتقال پایا۔

☆محمودہ اختر :مغلپورہ لاہور میں سکونت پذیر ہیں۔

آپؒ کا حلیہ مبارک یہ تھا۔درمیانہ بدن' کتابی چہرہ' سفید باریش' خندہ پیشانی کے حامل تھے۔تقریباً سوا پانچ فٹ قد تھا۔سفید لباس پسند تھا۔سفید لٹھے کی شلوار' ململ کا سفید کرتہ اور سفید

Marfat.com

دستار باندھتے تھے۔

آپؒ کی زوجہ کا نام نور بی بی تھا۔ بڑی نیک اور پارسا خاتون تھیں۔ اولاد کی تعلیم و تربیت میں ان کا بہت ہاتھ تھا۔

(بشکریہ تاریخ پسرور و مولانا نور احمد پسروریؒ از عبدالحفیظ رضا پسروری)

Marfat.com

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

Marfat.com

صاحبزادہ جناب مولانا بشیر احمد صاحبؒ

Marfat.com

جناب حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؒ ،حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ وہ ۱۹۰۰ء میں پسرور میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم یہیں سے حاصل کی۔ اس دوران حضور قبلہ عالمؒ انہیں برابر دینی تعلیم سے فیضیاب کرتے رہے۔ نصف رات کے بعد جاگ کر اپنے والد گرامیؒ کی زیرنگرانی تفسیر' حدیث' فقہ اور سیرت پر مبنی کتب کا مطالعہ صاحبزادہ صاحبؒ کا معمول تھا۔ میٹرک پاس کرنے تک مصر' عراق اور دوسرے اسلامی ممالک میں شائع ہونے والی عربی فارسی کتب کے علاوہ ممتاز اولیائے کرام کے حالات زندگی پر مبنی مشہور کتابیں پڑھ چکے تھے۔ میٹرک کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے آپؒ کو لکھنو بھیج دیا گیا۔ اسی دوران زمانہ طالبعلمی میں ہی صاحبزادہ صاحبؒ کا عقد حضور قبلہ عالمؒ کے بھتیجے کی بیٹی محترمہ رسول بی بی صاحبہ سے ہوگیا تھا۔

1921ء میں سول انجینئرنگ کا کورس مکمل کرتے ہی ''برٹش فورسز ان عراق'' **(R.A.F.)** کے لیے بطور سول انجینئر سلیکشن ہوگئی تو وہیں سے عراق تشریف لے گئے۔ بغداد میں'' انچارج انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ'' (ورکس آفیسر) کی حیثیت سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔ ۱۹۲۳ء میں اپنے چھوٹے بھائی (نذیر احمد) کو ٹرکش پٹرولیم کمپنی میں بطور ''انجینئر آفیسر'' ملازمت دلوائی۔ اور اپنی تنخواہ کا بڑا حصہ پاکستان اپنے والد بزگوار مولانا محمد حسین پسروریؒ کو بھجوانے لگے۔

1926ء میں حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ مقامات مقدسہ کی زیارات کے سلسلہ میں عراق تشریف لے گئے تو ان کے ساتھ صاحبزادہ صاحبؒ کی اہلیہ محترمہ بھی تھیں۔ چند برس وہ عراق میں رہیں اور پھر واپس اپنے وطن آگئیں۔ تاکہ ننھے بچوں کی درسی تعلیم کا حرج نہ ہو۔ انہیں اپنے دونوں بیٹوں صاحبزادہ عبدالحمید آفندی اور صاحبزادہ نورالحق کے علاوہ اپنی بیٹیوں محترمہ سعیدہ صاحبہ اور محترمہ زبیدہ صاحبہ سے بہت محبت تھی۔ آپؒ کی خواہش پر ہی ان بچوں کی تعلیم وتربیت حضور قبلہ عالمؒ کے زیرسایہ ہونے لگی۔

وقت کے ساتھ ساتھ صاحبزادہ صاحبؒ کا عہدہ بڑھتا چلا گیا۔ یہ سعادت مندی کی ایک اعلیٰ مثال تھی کہ صاحبزادہ صاحبؒ اپنے ذاتی اخراجات بڑھانے اور روایتی اعلیٰ افسران کی طرح پرتعیش اور شان وشوکت سے بھرپور زندگی گزارنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ رقم والد بزگوار کو

Marfat.com

بھجواتے رہے۔ تا کہ یہ رقم زیادہ سے زیادہ دینی خدمت میں اور بے کسوں اور مجبوروں کی مالی امداد کے کام لائی جا سکے۔

1934ء میں حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے اور صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؒ کے سب سے چھوٹے بھائی صاحبزادہ رشید احمد صاحب 25 سال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اپنی یادداشتوں میں اس حوالے سے صاحبزادہ صاحبؒ یوں رقم طراز ہیں۔

''اس جواں مرگ کا اثر بوڑھے والدین پر ایسا زبردست پڑا کہ دونوں ہی کی حالت بہت خراب ہو گئی' ہمیشہ بیمار رہنے لگے۔ اور صحت گرتے گرتے کافی لاغر ہو گئے۔ میں ''رخصت برائے فاتحہ خوانی'' پر عراق سے رنگپورہ سیالکوٹ پہنچا۔ والدین کو تسلی و تشفی دی اور ان کی رہائش کے لیے اسی رہائشی مکان 6/281 میں بجلی اور پانی کا پمپ فٹ کرا دیا۔ قبلہ والد صاحبؒ کی حالت قدرے بہتر ہو گئی تو میں واپس عراق اپنی ملازمت پر چلا گیا۔ بعد ازاں ہر دوسرے تیسرے سال دربار حاضری دے جاتا۔''

''برٹش فورسز ان عراق'' میں سروس کے دوران فوجی ضروریات کے حوالے سے مختلف ائیر بیسوں کے تعمیراتی کام کی نگرانی بطور سول انجینئر صاحبزادہ صاحبؒ کی ذمہ داریوں میں شامل تھی۔ آپؒ کو برٹش فورسز کے لیے متحدہ ہندوستان سے باہر سروس کے لیے سلیکٹ ہونے والے پہلے مسلم انڈین انجینئر کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ اس کے علاوہ آپؒ کو حسن کارکردگی' قابلیت' ذہانت اور اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کے اعتراف میں کوئین الزبتھ (برطانوی حکومت) نے اعلیٰ سرکاری ایوارڈ دیا۔

عراق میں قیام کے دوران آپؒ کی ایک صاحبزادی محترمہ سعیدہ صاحبہ کا انتقال سیالکوٹ میں ہو گیا۔ یہ پردیس میں بیٹھے باپ کے لیے ایک عظیم صدمہ تھا۔ تاہم اپنی یادداشتوں میں آپؒ اس حوالے سے یوں رقم طراز ہیں۔

''1941ء میں مجھے عراق میں بذریعہ ٹیلی گرام اطلاع پہنچی کہ میری جوان بیٹی رنگپورہ میں اسی مکان میں بیمار رہ کر قضائے الٰہی سے فوت ہو گئی ہے۔ مرحومہ کو درگاہ نقشبندیہ مجددیہ کے

Marfat.com

احاطہ میں شمال مشرق گوشہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ''

1947ء میں قیام پاکستان کے بعد جنوری 48ء میں پانچ سال کے بعد تین ماہ کی چھٹیوں پر صاحبزادہ صاحب رنگپورہ تشریف لائے۔ برصغیر کے مسلمانوں کے لیے الگ وطن پاکستان کے حصول کی سرشاری اپنی جگہ کہ اس ضمن میں آپؒ کے والد محترم حضور قبلہ عالمؒ نے بھی اپنے علاقے کی سطح پر ہر طرح پاکستان کی خالق جماعت کے ہاتھ مضبوط کرنے کی عملی کوششیں نہایت مستحکم بنیادوں پر کیں۔ پاکستان بننے سے انگریز جا چکے تھے اور اب گویا پاکستان میں مسلمانوں کے لیے ترقی کی راہیں ہموار ہوتی دکھائی دے رہیں تھیں۔ چھٹیوں کے دن کیسے گزرے پتہ نہیں چلا۔ البتہ والد گرامیؒ کی صحت روز بروز گرتی جا رہی تھی۔

حسب معمول تین ماہ کی چھٹی کے بعد واپسی کے لیے رخت سفر باندھا مگر قدوۂ دارین حضور حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ نے واپس ۔۔۔۔نہ۔۔۔۔ جانے کا حکم دیا۔ یقیناً سعادت مند بیٹے کے لیے حکم عدولی کا تصور بھی محال تھا۔ تاہم ملازمت کرنے والے بھی مرد و زن اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ اچانک اچھی خاصی اعلی ملازمت چھوڑ دینا اور بھی اعزازات' مراعات اور واجبات سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا تصور ہی کتنا جاں گسل ہے۔ یہ حکم تھا یا آزمائش ۔۔۔۔ مگر آفرین ہے اس بطل جلیل پر کہ اف تک نہ کی۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

بڑے لوگوں کی بڑی باتیں ۔۔۔۔ اس عظیم فیصلے کی بابت صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؒ یوں رقم طراز ہیں۔

'' 1947ء میں قیام پاکستان کے فوراً بعد مجھے عراق میں یہ خبر پہنچی کہ میرے والدین ضعیف العمری کی وجہ سے اکثر بیمار رہتے ہیں۔ مجھے عراق سے طلب کر لیا گیا۔ میں جنوری 1948ء میں رنگپورہ سیالکوٹ پہنچا اور ضعیف العمر والدین کی خدمت میں رہنے لگا۔ میری رخصت کے اختتام پر میرے والد محترم نے اپنی بیماری اور ضعیفی کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھ سے کہا کہ میں ملازمت ترک کر دوں اور واپس عراق جانے کی بجائے انکی خدمت میں رہ کر ان کے فرائض مثلاً خدمت خلق' خلافت

Marfat.com

نقشبندی، خطبہ جمعہ اور امامت جماعت میں انکا ہاتھ بٹاؤں۔ چنانچہ میں نے اپنی 27 سالہ گزیٹڈ پوسٹ (ورکس آفیسر .A.M.W.D) چھوڑ دی اور میرا ہزاروں روپے کا سامان، میری بقایا تنخواہ، میری اتنی طویل سروس کی گریجویٹی سب ضائع ہوگئی۔ اوران سب پر میں نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھ دیا''

یقیناً یہ آسان فیصلہ نہ تھا۔۔۔۔ مگر اپنی سب سوچوں کا دھارا یکسر ایک حکم کی تعمیل میں بدل کر رکھ دیا اور خود کو درگاہ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمات کے لیے اپنے والد بزرگوارؒ کی ہدایت کے عین مطابق عملاً وقف کر کے ایک نئی زندگی کا آغاز کیا۔ جہاں عراق کی شاہانہ زندگی کے برعکس درگاہی مصروفیات، خدمت خلق اور روحانی ذمہ داریاں بھی تھیں اور آزمائشیں اور قربانیاں بھی۔۔۔ قربانی رب ذوالجلال کو پسند ہے پھر جو لوگ اپنی زندگی اسکی راہ میں وقف کر دیں تو وہ بھی اپنے خاص کرم سے نوازتا ہے۔ تبھی صاحبزادہ صاحب تیزی سے روحانی مدارج طے کرتے چلے گئے۔ ایسی بلندیاں حصے میں آئیں جو لوگوں کو مدتوں کی عبادتوں اور ریاضتوں کے بعد نصیب ہوتی ہیں۔ گویا عراق میں رہ جانے والے ایوارڈ اور اعزازات کے بدلے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپؒ کو اپنی طرف سے روحانی اعزازات سے نوازا۔ تبھی آپؒ پر حیران کن کیفیات دیکھی گئیں۔ جو بھی منہ سے نکلتا پورا ہوتا۔ برملا کہتے ''اتنے بج کر اتنے منٹ پر دعا کی اور سائل کا خط بھی پہنچ گیا کہ کام ہو چکا ہے''۔ گویا اپنے سعادت مند بیٹے کو حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ نے چند ہی سالوں میں تمام امور ظاہری و باطنی، خدمت خلق و زائرین، درس و تدریس، مہمانداری اور امور آستانہ عالیہ سے بطریق احسن آگاہ کر دیا اور بھی روحانی قوتیں سونپ دیں۔

تین سال کے بعد 1951ء میں جب حضور قبلہ عالمؒ مالک حقیقی کی بارگاہ قدس میں تشریف فرما ہو گئے تو آپؒ نے اپنی خصوصی توجہ اور شفقتوں سے جس بلند بخت کو فیوض و برکات سے تیار کیا تھا۔ آپؒ کے بعد سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ اس ضمن میں صاحبزادہ صاحبؒ رقم طراز ہیں۔

''مورخہ 20 ذیقعد 1370ھ بمطابق 24 اگست 1951ء، جمعۃ المبارک قبلہ والدم بزرگوار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہلم شریف کا دن تھا۔ اسی مسجد محلہ اعواناں میں تاریخ نے پھر ایک بار اپنے آپ کو دہرایا (History repeats itself) ایک اجتماع کثیر میں حضرات

Marfat.com

القدس نقشبندیہ یعنی پیر چوراہی حضرت خواجہ پیر محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی (سجادہ نشین چورہ شریف) وجناب پیر علی حسین شاہ صاحب (سجادہ نشین علی پور شریف) وخلیفہ محمد سعید صاحب (سجادہ نشین آلومہار شریف) ومولانا مولوی منظور الحق صاحب (سجادہ نشین وڈالہ سندھواں) وپیر سید فتح علی شاہ صاحب (کھروٹہ سیالکوٹ) وغیرہم نے دیگر مریدین وعلمائے کرام' خلفائے عظام سے مشورہ کر کے اس فقیر حقیر پُر تقصیر کو اس مرکز کا امیر جماعت منتخب کر کے رسم دستار بندی ادا کی اور فقیر کے درگاہ نقشبندی مجددی کا سجادہ نشین ومتولی ہونے کا اعلان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے یہ بار گراں اٹھانے کی ہمت اور توفیق دے۔ آمین''

یہ بات بالکل درست ہے کہ سجادہ نشین درگاہ نقشبندیہ مجددیہ منتخب ہونے کے بعد صاحبزادہ صاحبؒ نے آستانہ کی عظمتوں اور ضرورتوں کے عین مطابق فریضہ حق سرانجام دیا۔ نماز جمعہ خود پڑھاتے اور ایسا پڑھاتے کہ لوگ دور دراز سے وعظ سننے آیا کرتے رش اتنا ہوتا کہ راستے بلاک ہو جاتے۔ آپؒ کی خدمت میں پہنچ کر لوگ چند لمحوں کے لیے اپنے تمام غم وآلام بھول جاتے اور اپنے خالق حقیقی سے لو لگا لیتے۔ اپنے والد بزرگوارؒ کے عرس پاک کے علاوہ حضرات القدس خواجگان نقشبندیہؒ کے سالانہ عرس کا اہتمام بھی کرتے جسمیں کئی روز تک برابر زائرین کا ہجوم لگا رہتا۔ دربار نقشبندی مجددی' انوار وکیفیات' فیوض وبرکات' نورانی تجلیات اور مقدس روحانی فضا سے بقعہ نور بنا رہتا۔

قبلہ صاحبزادہ صاحبؒ اکثر موسم کی سختیوں' طبیعت کی ناسازی اور ذرائع آمد ورفت محدود ہونے کے باوجود اپنے والد بزرگوار کی قائم کی گئی خدمت خلق کی درخشندہ روایات کے مطابق نواحی علاقوں میں دینی تبلیغ اور مختلف سالانہ عرسوں میں شرکت کے لیے تشریف لے جاتے۔ حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہؒ کے جابجا عرسوں کے انعقاد کا سلسلہ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ نے شروع کیا تھا۔ ان کے انتظامات کی نگرانی اور صدارت کے علاوہ وعظ وتقریر کے لیے آپ کو ناسازی طبع کے باوجود دور دراز علاقوں میں جانا پڑتا۔

جہاں تک صاحبزادہ صاحبؒ کی روحانی قوتوں کا تعلق ہے تو اس ضمن میں پسرور کے نواحی گاؤں ''جار ماھیا'' کے ڈاکٹر (کمپاؤنڈر) حنیف اپنے والد صاحب کے حوالے سے ایک

Marfat.com

واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''میرے ماں باپ کا گھرانہ کٹر عیسائیوں پر مشتمل تھا۔ والد صاحب کو صاحبزادہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا تو دین حق ''اسلام'' کی قبولیت کی طرف طبیعت مائل ہونے لگی۔ پھر وہ دن آ پہنچا جب قبلہ صاحبزادہ صاحبؒ ہمارے غریب خانہ پر میرے والدین کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کی خاطر کلمہ طیبہ پڑھانے آئے۔ یہ عید سے ایک روز پہلے کا واقعہ ہے۔ میری عیسائی ماں نے جب یہ دیکھا کہ ایک مسلمان بزرگ واقعی اسکے گھر آ کر اسے اور اسکے خاندان کو مسلمان کریں گے تو اس نے اپنا مذہب تبدیل کرنے سے انکار کر دیا۔ اور جب تک صاحبزادہ صاحبؒ ہمارے گھر تشریف لائے وہ ناراض ہو کر گھر سے جا چکی تھی۔ والد نے اس پریشانی کا ذکر صاحبزادہ صاحبؒ سے کیا۔'' وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمانے لگے ٹھیک ہے تم لوگ تو شامل ہو جاؤ۔ بعد میں ان خاتون کو بھی دیکھ لیں گے۔'' سوانہوں نے ایسا ہی کیا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ قبلہ صاحبزادہ صاحبؒ واپس اپنے آستانہ عالیہ پر تشریف لے گئے۔ ابھی انہیں گھر سے نکلے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ میری والدہ واپس آ گئیں اور اصرار کرنے لگیں کہ میں بھی مسلمان ہوں گی۔ مجھے فوراً ان بزرگ کی خدمت میں لے چلو۔ اب والد پریشان ہوئے کہ شام قریب ہے اور گاؤں نہایت پسماندہ ۔۔۔۔ ایسے میں رنگپورہ شریف جانے کے لیے سواری کا بندوبست کیونکر ہوگا۔۔۔۔ مگر چونکہ اس خاتون کی بات ٹالنا ٹھیک نہ تھا۔ اس لیے اللہ کا نام لے کر پیدل ہی چل پڑے۔ مگر علم تھا کہ عشاء کے بعد ہی آستانہء عالیہ تک پہنچ پائیں گے۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ گاؤں کی پگڈنڈی پر ایک تانگہ نظر آیا۔ کوچوان نے پوچھا ''کہاں جائیں گے؟'' میرے والدین نے بتایا کہ ''سیالکوٹ شہر میں رنگپورہ شریف جانے کے لیے نکلے ہیں'' کوچوان نے جواب دیا ''میں بھی وہیں جا رہا ہوں۔ آئیں بیٹھ جائیں'' اس وقت یہ سواری نعمت غیر مترقبہ معلوم ہوئی۔ دونوں میاں بیوی اس میں سوار ہو گئے۔ میرے والدین بتاتے ہیں کہ حیرت کی بات یہ ہے کہ تانگہ بان نے ان کو مغرب سے پہلے پہنچا دیا۔ جو کسی طرح ممکن نہ تھا۔۔۔۔ کہ تانگے پر بھی وہ سفر کم نہ تھا۔ خیر کوچوان آستانہ عالیہ کے سامنے اُتار کر چلا گیا۔ دونوں میاں بیوی صاحبزادہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات بتا کر کلمہ پڑھانے کی درخواست کی۔ انہوں نے فوراً

Marfat.com

ہماری درخواست قبول کرتے ہوئے ہمیں وضو کرنے کو کہا اور خاتون کو کلمہ پڑھا دیا۔ اگلا روز عید کا تھا۔ گھر میں بچے اکیلے تھے۔ اور والدین کو اس موقع پر گھر ہونا چاہیے تھا تاکہ اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی تہوار کو جوش و خروش سے منا سکیں۔ ابھی واپسی کا سوچ ہی رہے تھے کہ آتے ہوئے تو مسئلہ نہیں ہوا اور قبلہ صاحبزادہ صاحبؒ کی خیر و برکت سے غیر متوقع طور پر سواری مل گئی مگر اب جاتے ہوئے تو ضرور پیدل سفر کرنا ہوگا۔۔۔۔۔ کہ تانگہ بان واپس آ گیا اور کہنے لگا ''میں اب واپس جار ماھیا جارہا ہوں آپ لوگ جانا چاہیں تو میرے ساتھ چلیں'' وہ حیرت زدہ رہ گئے کہ بھلا اس طرح بھی تانگہ بان آ کر پوچھا کرتے ہیں۔۔۔۔۔ خیر قبلہ صاحبزادہ صاحبؒ سے اجازت لی۔ میری والدہ نے ایک دفعہ پھر معذرت کی اور تانگے پر سوار ہو گئے۔ سفر کیسے کٹا' علم نہیں۔۔۔ گویا آن کی آن میں اس تانگہ بان نے انہیں اسی پگڈنڈی پر پہنچا دیا جہاں سے لے کر گیا تھا۔۔۔۔۔ دونوں تانگے سے اُترے۔ کرایہ دینے لگے تو اس نے انکار کر دیا۔ سوچنے لگے یہ کیسا تانگہ بان ہے جو وقت پر مسافروں کو منزل مقصود پر پہنچاتا' واپس لاتا ہے اور پھر کرایہ بھی نہیں لیتا۔ خیر بہت اصرار کے بعد بھی جب وہ کرایہ لینے پر راضی نہ ہوا تو ہم نے اس کا شکریہ ادا کر کے گھر کی راہ لی۔ چند قدم آگے جا کر جب دوبارہ احساس تشکر کے طور پر اس مہربان تانگہ بان کی عظمت کو الوداعی سلام پیش کرنا چاہا' تو وہاں کوئی تانگہ نظر نہ آیا' حیران ہوئے کہ وہ کون تھا اور اچانک کہاں غائب ہو گیا۔۔۔۔۔ اور وہ کونسی قوت تھی جو اس سارے واقعہ کے پیچھے کام کر رہی تھی۔ اس خیال کا آنا تھا کہ سمجھنے میں دیر نہ لگی 'یقیناً یہ سب صاحبزادہ صاحبؒ کی روحانی قوت کا کمال تھا۔ میری والدہ آپؒ کی بے حد عقیدت مند ہو گئی اور گھر جا کر عید سعید کی تیاریوں میں مصروف بھی کہ یہ میرے والدین کے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد ہماری پہلی عید تھی۔۔!!!''

''صاحبزادہ صاحبؒ کے حوالے سے ایک واقعہ چونڈہ گرلز سکول کی ایک سابق ٹیچر مسز نگہت فردوس قریشی سناتی ہیں کہ'' ٹیچر ٹرینگ کے دوران اکثر اپنے والد صاحب کی ہمراہی میں آستانہ عالیہ پر صاحبزادہ صاحبؒ سے شرف ملاقات کا موقع مل جاتا۔ ایک مرتبہ ٹرینگ کلاسز کے دوران 'مشاہدات قدرت' کے لیکچر میں طلبہ کو مختلف جانور اور اُن کے انڈے دیکھانا مقصود تھے۔ اب ہمارے لئے ان سب چیزوں کا حصول ممکن نہیں تھا۔ خیر میرے والد صاحب جو کہ سکول ٹیچر تھے

Marfat.com

اُنھوں نے اپنے سٹوڈنٹس کے توسط سے کسی نہ کسی طرح کافی سارے جانوروں کے انڈوں کا بندوبست کر دیا۔ اب صرف 'سانپ' کا ملنا باقی تھا۔ میں اور میری کزن' اپنا مسئلہ لے کر صاحبزادہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ 'اگر سانپ نہ ملا تو نمبر کٹ جائیں گے۔ آپؒ مسکرائے۔ ہم گھر واپس آ گئے۔ اگلے روز صبح کیا دیکھتی ہوں کہ گھر کی سیڑھیوں پر ایک سانپ بیٹھا ہے۔ میں اُس وقت نوجوان لڑکی تھی' ڈرنے کی بجائے اپنی کزن خالدہ کو جگانے چلی گئی۔ وہ آنکھیں ملتی ہوئی آئی۔ پھر ہم دونوں نے اس سانپ کو مار کر بوتل میں بند کر کے اس کے اندر سپرٹ ڈال دیا۔ اب یقیناً کوئی ہمارے نمبر نہیں کاٹ سکے گا۔ یہ یقیناً صاحبزادہ صاحبؒ کی خاص دعاؤں کا اثر تھا۔''

''ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قصبہ گوجرہ میں قبلہ صاحبزادہ صاحبؒ کے ایک مرید حافظ بشیر احمد صاحب رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؒ کا وہاں جانا ہوا۔ دوران قیام حافظ بشیر صاحب نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی شکایت کی کہ یہ پڑھتا نہیں ہے۔ آپؒ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا ''اگر یہ پڑھتا نہیں ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے توپوں میں گولے ہی ڈالنے ہیں'' عبدالرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ اس کے کچھ عرصے بعد ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ میں گھر سے بھاگ گیا اور فوج میں بھرتی ہو گیا اور مجھے جو ڈیوٹی ملی وہ توپوں میں گولے ڈالنے اور اسلحہ ڈپو میں کام کرنے کی تھی۔ یوں قبلہ صاحبزادہ صاحبؒ کا بیان حرف بحرف درست ثابت ہوا۔''

اگرچہ صاحبزادہ صاحبؒ کو رنگپورہ شریف میں قیام کے دوران بہت سی مخالفتوں اور مشکلوں کا سامنا کرنا پڑا مگر یہ مشکلات آپؒ کے پائے اثبات میں کسی قسم کی لرزش نہ پیدا کر سکیں اور آپؒ پورے طور سے اپنے والد گرامی قدر کے مشن کو پورے استقلال سے آگے بڑھاتے رہے حتّٰی کہ ۶ ذیقعد ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۷ فروری ۱۹۶۶ء آپؒ نے دار فناء سے دار بقا کی جانب کوچ فرمایا۔

Marfat.com

کچھ اپنے بارے میں۔۔۔۔۔۔۔۔

نام: عبدالحمید آفندی

پیدائش: میری پیدائش عراق میں 1929ء میں ہوئی' جہاں قبلہ والد صاحب (مولانا بشیر احمد صاحبؒ) اُن دنوں مقیم تھے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت: 1934ء میں والد صاحبؒ کے ہمراہ پاکستان واپسی ہوئی اور اُسی زمانے سے 1951ء تک حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے زیرِ نگرانی ابتدائی تعلیم و تربیت کی منازل طے کیں۔ پھر گورنمنٹ ہائی سکول پسرور میں داخلہ لیا۔ میٹرک کے بعد تعلیمی سلسلے کو بڑھانے کے لیے مرے کالج سیالکوٹ میں داخلہ لیا۔ اسی دوران حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی زیرِ نگرانی مختلف دینی کتب کا مطالعہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اور رحمت ہے کہ اُس نے ایسی عظیم المرتبت ہستی کی خدمت کی سعادت عنایت فرمائی۔ حضور قبلہ عالمؒ کے وصال سے چند سال قبل آپؒ کے دائیں ہاتھ کی پشت پر کچھ زخم سا ہوگیا' جس کے باعث آپؒ لکھنے کا کوئی کام نہ کر پاتے۔ اس زمانے مین تقریباً لکھائی کا سب کام میرے ہی سپرد تھا۔ جس میں تعویذ نویسی اور خطوط وغیرہ کے جواب دینا شامل تھا۔ (میں اپنی اس سعادت پر جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے)

بیعت و خلافت: حضور قبلہ عالمؒ کے وصال بالمال کے بعد میرے والد صاحب مولانا محمد بشیر احمد صاحبؒ کی دستار بندی بزرگان چورہ شریف (خواجہ محمد شفیع صاحبؒ) و دیگر بزرگان نقشبندیہ نے کی ۔ والد صاحب کی حیات پاک میں ہی پسرور میں میری دستار بندی کی گئی۔ یہ دستار بندی بھی بزرگان چورہ شریف (خواجہ محمد شفیع صاحبؒ) نے کی۔ اس کے بعد قبلہ والد صاحب کے وصال پر چہلم کے موقع پر دوبارہ میری دستار بندی (بطور گدی نشین دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ زنگپورہ شریف) خواجہ محمد شفیع چوراہیؒ نے کی۔ کچھ ملازمت کی مجبوریاں تھیں جن کی وجہ سے جدہ (سعودی عرب) واپس جانا تھا لہذا میں اپنے چھوٹے بھائی محترم نورالحق (المعروف نور جی) کو اپنا قائم مقام مقرر

Marfat.com

کر کے چلا گیا۔ میری غیر موجودگی میں وہ دربار عالیہ کا انتظام وانصرام سنبھالتے رہے۔

کچھ عرصہ کے بعد اُن کو بھی ملازمت کے سلسلہ میں سعودی عرب جانا پڑا۔ اُن کے جانے کے بعد سے یہ سب ذمہ داری میرے کندھوں پر آ پڑی، جسے بفضل تعالیٰ آج تک سنبھال رہا ہوں۔ یہی وہ ذمہ داری ہے جو میرے اجداد اور بزرگانِ سلسلہ نے مجھے تفویض فرمائی تھی۔ خدا تعالیٰ مجھے اس ذمہ داری کو باطریقِ احسن پوری کرنے اور نبھانے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)۔ اس موقعہ پر اگر میں اپنی اہلیہ محترمہ کی قربانیوں اور خلوص دل کا ذکر نہ کروں تو بہت بڑی زیادتی ہوگی۔ وہ ہر موقعہ پر نہایت جانفشانی اور لگن سے ہر سلسلے میں میری مدد کرتی ہیں اور اعراس کے مواقع پر انتظامات میں ہر ممکن طریقے سے ہاتھ بٹاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کو جزائے خیر سے نوازے (آمین)۔

Marfat.com

تعمیر مزار شریف

دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعمیر کو ہم تین مختلف ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

پہلا دور: اس دور میں حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ نے حضور سلطان العارفین حافظ فتح الدین صاحبؒ اور پیر فضل شاہ صاحب (پوتے حضرت ہادی نامدار پاکؒ) کے مزار انور کو باقاعدہ ایک کمرے کی شکل دی جبکہ اس سے پہلے دونوں مزار شریف کھلے آسمان تلے بغیر چار دیواری کے تھے، اگرچہ مسجد کے ساتھ ملحقہ احاطے میں تھے مگر دربار شریف کی اپنی کوئی مخصوص چار دیواری اور چھت وغیرہ نہ تھا اس کے ساتھ ہی مزید کچھ زمین بھی دربار شریف کے احاطہ میں شامل فرمائی۔ یہ قیام پاکستان کے فوراً بعد کی بات ہے۔ یوں اس دربار شریف کی پہلی تعمیر حضور قبلہ عالم کے دست انور سے پایا تکمیل کو پہنچی۔

دوسرا دور: یہ دور تقریباً 1966ء سے 1970ء کے درمیانی عرصہ پر محیط ہے۔ محترم صاحبزادہ عبدالحمید آفندی ملازمت کے سلسلہ میں سعودی عرب قیام پذیر تھے۔ جبکہ محترم صاحبزادہ نورالحق المعروف نورجی یہاں رنگپورہ میں اُن کے قائم مقام تھے۔ صاحبزادہ عبدالحمید صاحب نے بیرون ملک سے کھلے دل کے ساتھ سرمایہ مہیا کیا اور محترم صاحبزادہ نورالحق صاحب کی زیرنگرانی اور حضور قبلہ عالمؒ کے عقیدت مندوں کی ایک ماہر ٹیم کی محنت اور عقیدت سے دربار شریف کو پختہ کروانے اور اس پر ایک نہایت بڑا اور شاندار گنبد بنانے کا کام شروع ہوا اور بہت جلد پایا تکمیل کو پہنچ گیا۔ عقیدت مند ہنرمندوں کی یہ ٹیم ضلع نارووال کے نواحی قصبہ بدوملہی سے تعلق رکھتی تھی۔

تیسرا دور: یہ دور تقریباً 1980ء سے تاحال تک کے زمانے پر مشتمل ہے۔ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے نہایت پیارے اور عزیز مرید باؤ اسماعیل صاحب نے نہایت عقیدت سے دربار شریف کے اندر چپس کراوئی اور احاطہ کی کچی زمین کو پختہ فرش میں تبدیل کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی نگاہ کرم کے طالب ایک عقیدت مند نے دربار شریف کے گنبد کے اندر اور دیواروں پر خطاطی کروائی۔ (تقریباً 2002ء تا 2004ء)۔ 6 جون 2005ء کو د شریف کے اندر اور باہر ماربل لگانے کا کام شروع ہوا جو تقریباً دو ماہ کے عرصہ میں مکمل ہوا۔ اسی

Marfat.com

دوران دربار شریف کے دونوں اطراف تقریباً پانچ پانچ فٹ کے فاصلے کو بھی زمین سے بلند کر کے دربار شریف کا حصہ بنا دیا گیا اور اس پر لوہے کی گرل وغیرہ لگوا دی گئی۔ (یہ وہی حصہ ہے جو دربار شریف کے شیڈز کے نیچے آتا ہے۔) خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ پُرتقصیر کی یہ جسارت اپنی' اپنے حبیب پاک ﷺ کی اور اپنے ان محبوبان خاص کی بارگاہ میں مقبول و منظور فرمائے۔ (آمین) (تفصیل کے لیے نقشہ ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

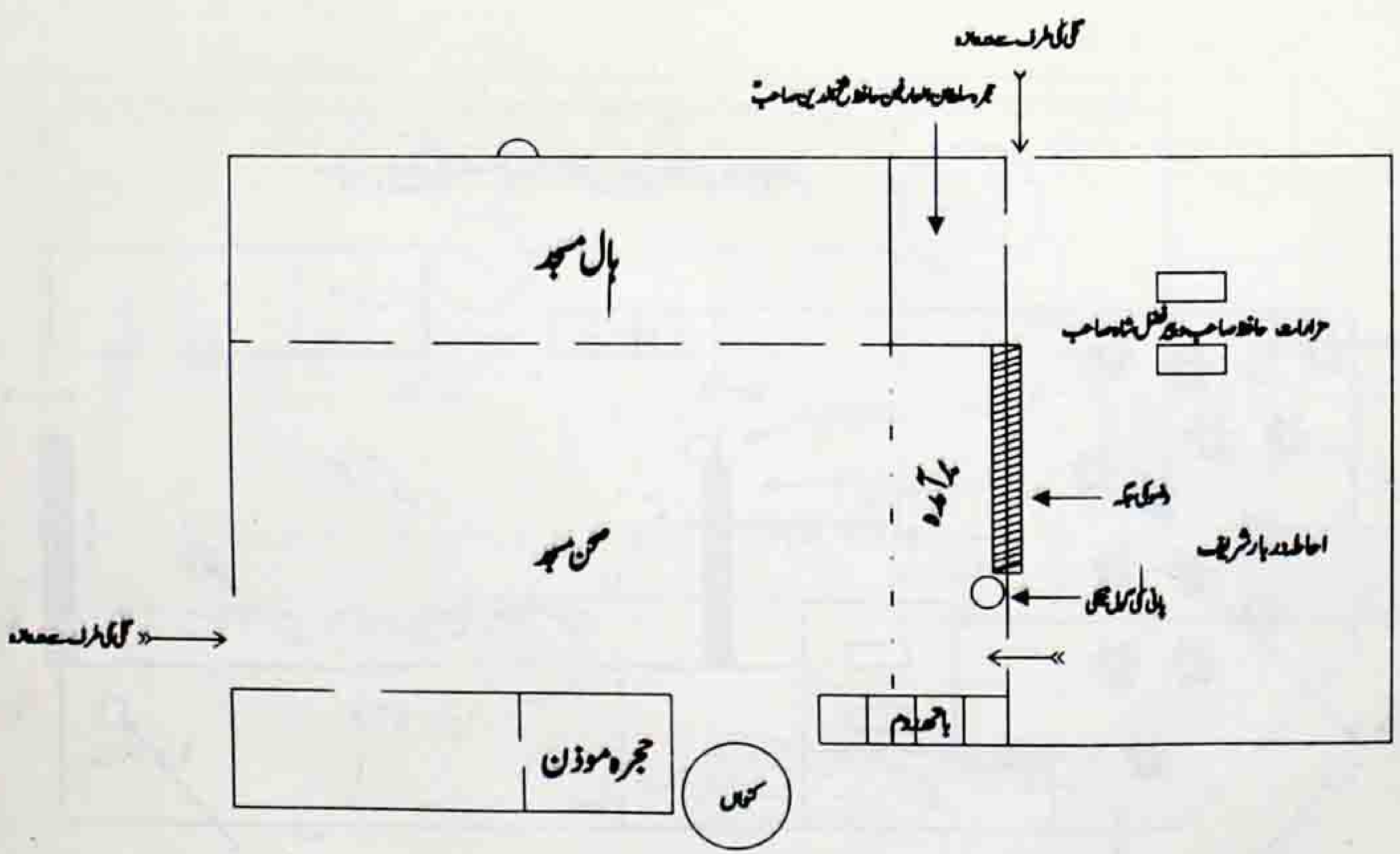

یہ نقشہ قیام پاکستان سے قبل کا ہے۔

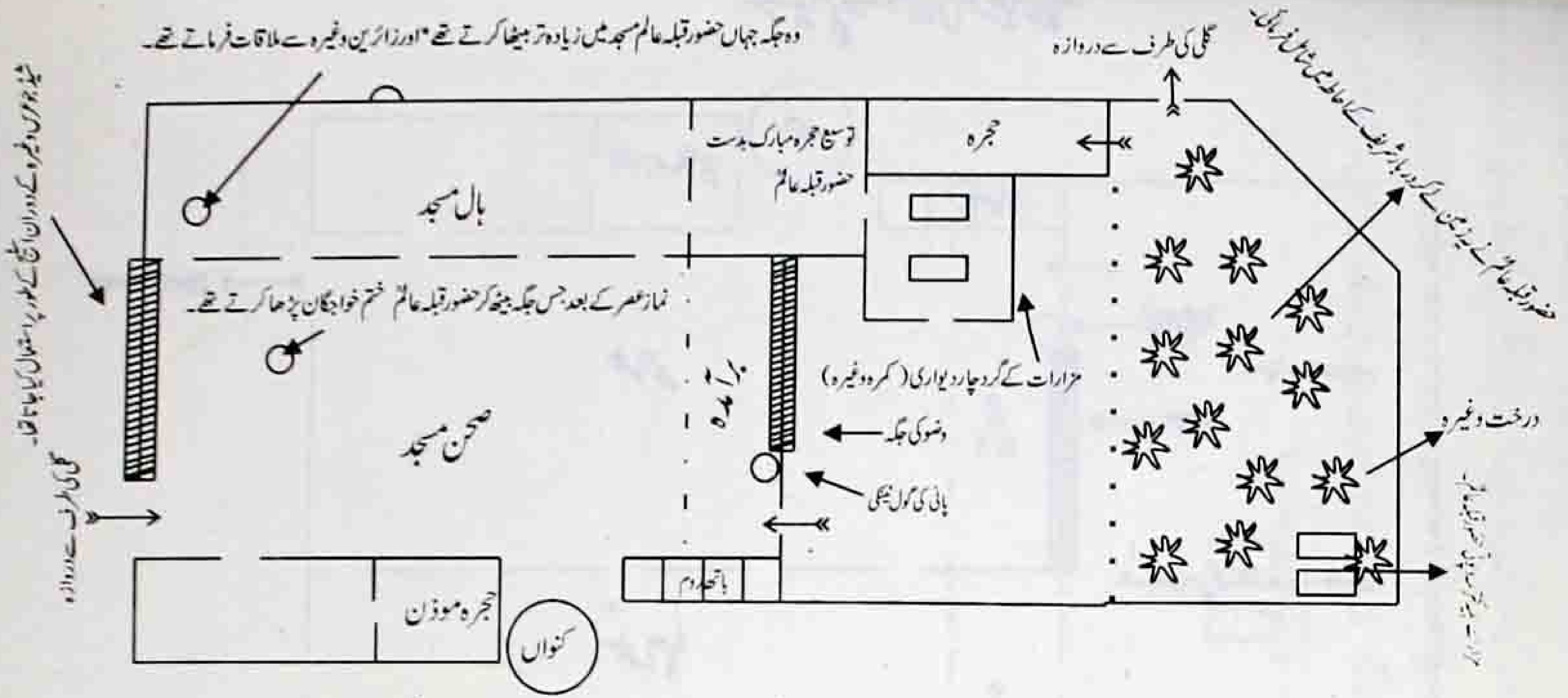

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ نے جو توسیع فرمائی۔

★ یہ وہی جگہ ہے جہاں سے ہر وقت آپؒ کی نظر حضور سلطان العارفین حافظ صاحبؒ کے مزار انور پر پڑتی رہتی تھی اور اس جگہ پر بیٹھنے کا سبب بھی یہی بتایا جاتا ہے۔

Marfat.com

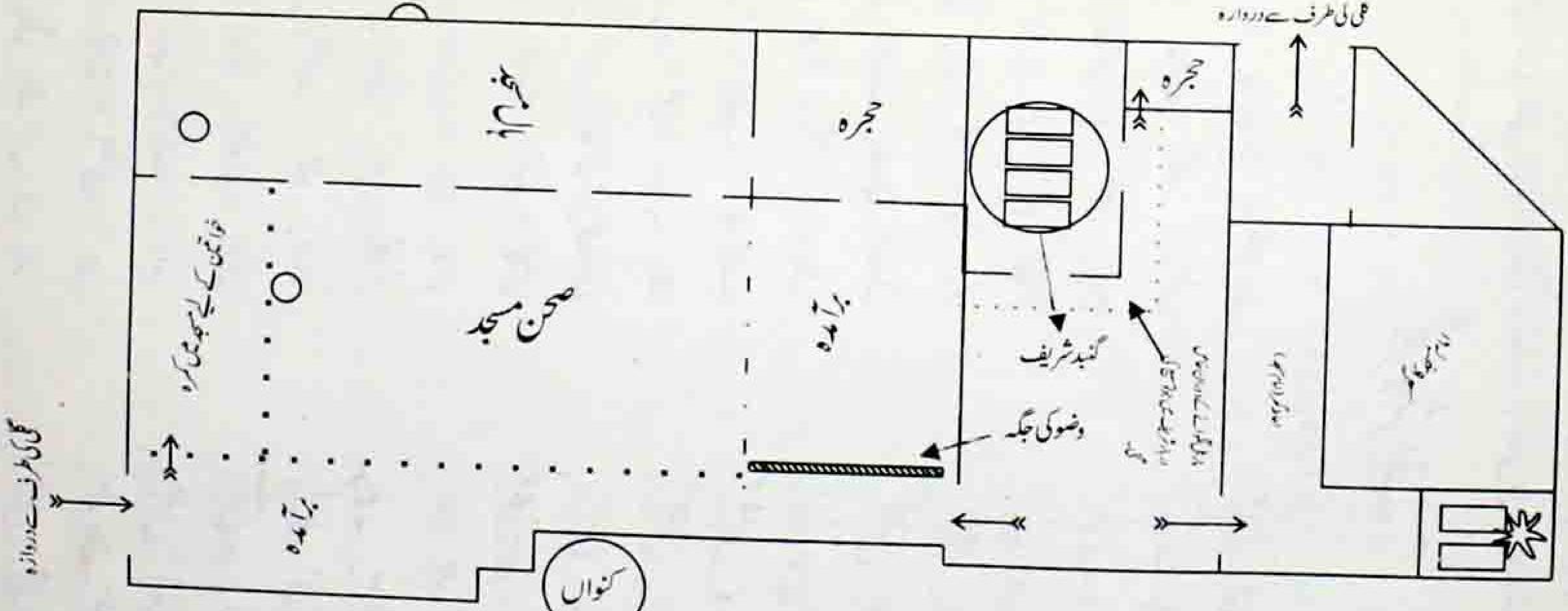

حضور قبلہ عالمؒ کے وصال کے بعد ہونے والی تبدیلیاں
موجودہ حالت بمطابق
رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ
(6 October, 2005)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

شجرہ شریف

(بزبان فارسی)

الٰہی عاصیم استغفر اللہ
توئی فریاد رس فالحمد للہ

الٰہی عاقبت محمود گرداں
بلائے بود را نابود گرداں

الٰہی عاصی و مسکین زارم
غریب و بیکس و بس خاکسارم

بحق ذاتِ خود بخشی خطائم
بدرد و غم سراپا کن فنائم

طفیلِ سیّد فخرِ دو عالم
بچشمِ مرحمت بنگر بحالم

طفیلِ حضرت صدیقؓ صادق
طفیلِ حضرتِ سلمانؓ عاشق

طفیلِ قاسمؒ و جعفرؒ بہرحال
بود حالم موافق گشتہ با قال

طفیلِ بایزیدِ پادشاہے
طفیلِ بو الحسن عالم پناہے

طفیلِ بو علی صاحبِ ناز
طفیلِ یوسفِ گنجینۂ راز

طفیلِ عبد خالق غجدوانی
طفیلِ عارف سرِ معانی

طفیلِ خواجۂ محمود کامل
عزیزانِ علی صاحب دل

طفیل خواجۂ بابا سماسی
الٰہی عفو کن جملہ معاصی

طفیلِ خواجۂ میرِ کُلالم
بنورِ معرفت بخشی کمالم

طفیلِ نقشبندِ شاہ ابرار
طفیلِ آں علاؤ الدین عطار

طفیلِ خواجۂ یعقوب چرخی
گنہگارم خداوندا بہ بخشی

طفیلِ خواجۂ احرار و زاہد
طفیلِ خواجۂ درویش عابد

طفیلِ خواجۂ امکنگیء پیر
منم افتادہ مسکیں دستِ من گیر

طفیلِ باقی باللہ آں شہِ ہند
طفیلِ شیخ احمد قطب سرہند

Marfat.com

طفیلِ خواجۂ معصوم قیّوم — طفیلِ حجت اللہ سرِّ مکتوم
طفیلِ آں زبیرِ پارسائے — طفیلِ قطب حیدر پیر مائے
طفیلِ شاہ جمال اللہ پُر نور — ز قلبم خواب غفلت جملہ کن دُور
طفیلِ خواجۂ عیسی بیفروز — دل و جانِ مرا از آتشِ سوز
طفیلِ شیخ فیض اللہ تیراہ — سوئے توحید بنائی ام راہ
طفیلِ خواجۂ نور محمدؒ — بہ بخشی جلوہ از نورِ محمدؐ
طفیلِ شاہباز اوجِ عرفاں — طفیلِ مظہر انوار ایقاں
طفیلِ آں فقیرِ با محمدؐ — ز سر تا پا غریقِ عشقِ احمدؐ
طفیلِ حافظِ قرآن پیرے — بکار دین و دنیا دستگیرے
بحرمتِ خواجۂ حافظ فتحدیں — ہمے خواہم زِ تو یا رب فتح دیں
طفیلِ منبع فیضِ الٰہی — حقائق دان اشیاءِ کماہی
محمدؐ حسینؒ شیخِ کاملانے — شہِ زندہ کُن مردہ دلانے
فدا باشم بہ آں مولائے پسرور — دلم از ذکر اُو نور علی نور
بہ بخش اے رب طفیل اُو گناہم — بدہ از مکر نفسانی پناہم
طفیلِ نورِ چشم نقشبنداں — شعاع آفتابِ نقشبنداں
چوں سوئش کرد یک مردے نگاہے — بہ آہے داد اُو صد کجکلاہے
بدربارے فقیرےؒ☆ شدُ نصیبش — چہ میداند ازیں دولت رقیبش
بشیر احمدؒ کہ دارد ایں صفاتے — خداوندا زِ خویشم دہ نجاتے
خداوندا طفیلِ خواجگانم — ترحم آر بر حال تباہم
زِ بد کرداری خود سینہ ام چاک — سر از شرمندگی افگندہ بر خاک
الٰہی جُز تو کس ہر گز ندارم — کہ بخشد جرمہائے بے شمارم
مرا ہر چند جُرم از حد برون است — مگر دانم کہ عفو تو فروزن است

☆بابا جی حضرت خواجہ فقیر محمدؐ صاحب چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ط

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ

شجرہ شریف

(بزبان اُردو)

یا الٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے
۱ رحم کرنا مجھ پر محمدؐ مصطفیٰ کے واسطے

ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے
اور سب اصحاب وآلِ مصطفیٰ کے واسطے

ہو رہا ہوں درد محنت میں اسیر و مبتلا
مشکلیں حل ہوں نبیؐ مجتبیٰ کے واسطے

حضرتِ صدیقؓ اکبر پیشوائے اہلِ دیں ۲
۳ خواجۂ سلمان فارس پارسا کے واسطے

خواجہ قاسم محمدؒ ، جعفرؒ صادق امام
۴،۵ بایزیدؒ و بوالحسنؒ اہل صفاء کے واسطے ۶،۷

بوعلیٔ طوسے یعقوب یوسف باخدا کے واسطے
۸،۹ عبد خالق خواجہ عارف پُر ضیا کے واسطے ۱۰،۱۱

از برائے خواجہ محمود فغنوی اے خدا ۱۲
۱۳ خواجہ ہرکس علیؒ شمس الہدیٰ کے واسطے

حضرت بابا سماسی سید میر کُلال
۱۴،۱۵ نقشبندِ اعظم مشکل کشا کے واسطے ۱۶

مولینا عطار و چرخی اور عبید اللہ ہما
۱۷،۱۸،۱۹ خواجہ زاہد ولی مرد خدا کے واسطے ۲۰

خواجہ درویش محمدؒ اور امکنگی ولی
۲۱،۲۲ حضرتِ باقی باللہ با بقا کے واسطے ۲۳

خواجہ سرہندی مجدد الف ثانی پیر ما
۲۴ شیخ احمدؒ راہبر راہِ ہدیٰ کے واسطے

خواجہ معصوم حضرت نقشبند ثانیا
۲۵،۲۶ حضرت خواجہ زبیر اولیاء کے واسطے ۲۷

خواجہ قطب الدین حیدر اور جمال اللہ شاہ
۲۸،۲۹ شاہ محمدؒ عیسٰی سید مرتضیٰ کے واسطے ۳۰

فیض عالمؒ ، فیض اللہ حامیِ دین رسولؐ
۳۱ حضرت نور محمدؒ پُر ضیاء کے واسطے ۳۲

دیکھ نہ میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ
شاہباز اوجِ عرفاں باوفا کے واسطے

جن کا اصلی نام نامی ہے فقیر محمدیؒ
۳۳ اس فقیر با محمدؒ کی تمنّی کے واسطے

Marfat.com

فتح ظاہر فتح باطن بے نوا کو ہو عطاء — ۳۴ خواجہ حافظ فتح الدین خوش ادا کے واسطے

بخش علم معرفت کا مجھ کو یارب ملک و مال — حضرت پسروری ماہِ لقا کے واسطے

نام پاک اُن کا مرکب از محمدؒ اور حسینؒ — ۳۵ خضر راہِ نقشبندانِ ولا کے واسطے

بخش دے اپنی محبت اور ترکِ ماسوا — ۳۶ بشیر احمدؒ صاحبِ صدق و وفاء کے واسطے

خواجگانِ نقشبندی کی محبت کر عطاء — قادری اور سہروردی ' چشتیاء کے واسطے

فیض سے جن کے ہوئے سرسبز اور تازہ قلوب — خاتمہ بالخیر ہو سب کا خدا کے واسطے

پھر یہ عاصی پُر معاصی بھی کریما بخش لے — حرمتِ حضراتِ شجرہ خواجہا کے واسطے

متقی و نیک اور صالح ہو سب میرا عیال — یا الٰہی تیری ذاتِ کبریا کے واسطے

اللّٰھمّ اغفر جمیع المومنین و المومنات — انبیاء و اولیاء و اصفیاکے واسطے

Marfat.com

طریق ختم حضور خواجہ باباجی فقیر محمد چوراہیؒ

سورۃ فاتحہ سات بار(۷) مع بسم اللہ ۔ درود شریف خضری صد بار(۱۰۰) ۔ یـا عـزیز پانصد بار(۵۰۰) ہر سو کے بعد ایک مرتبہ مِن کُلِّ عزیز ۔ سورۃ فاتحہ سات بار(۷) ۔ درود شریف صد بار (۱۰۰)

طریق ختم حضور قبلہ حافظ فتح الدین صاحبؒ

سورۃ فاتحہ سات بار(۷) مع بسم اللہ ۔ درود شریف خضری صد بار(۱۰۰) ۔ یـا حـافظ یا خیر الناصرین پانصد بار(۵۰۰) ۔ سورۃ فاتحہ سات بار(۷) ۔ درود شریف صد بار (۱۰۰)

طریق ختم حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ

سورۃ فاتحہ سات بار(۷) مع بسم اللہ ۔ درود شریف خضری سو بار(۱۰۰) ۔ سبحان اللـه و الـحمد الله ولا اله الا الله و الله اکبر پانصد بار(۵۰۰) ۔ سورۃ فاتحہ سات بار (۷) ۔ درود شریف سو بار(۱۰۰)

طریق ثانی: سورۃ فاتحہ سات بار(۷) مع بسم اللہ ۔ درود شریف خضری سو بار(۱۰۰) ۔ الله اکبر الـله اکبر لا اله الا الله و الله اکبر الله اکبر و لله الحمد پانصد بار(۵۰۰) ۔ سورۃ فاتحہ سات بار(۷) ۔ درود شریف سو بار(۱۰۰)

Marfat.com

اسمائے پیران نقشبندیہ مجددیہ

۱	آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ	دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول	۲۲	حضرت سیدنا باقی باللہؒ	۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ
۲	حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ	۲۲ جمادی آلاخر ۲۲ھ	۲۳	حضرت سیدنا مجدد الف ثانیؒ	۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ
۳	حضرت سیدنا سلمان فارسیؓ	۱۰ رجب ۳۳ھ	۲۴	حضرت سیدنا محمد معصومؒ	۹ ربیع الاول ۱۰۸۰ھ
۴	حضرت سیدنا امام قاسمؒ	۲۴ جمادی الاول ۱۰۷ھ	۲۵	حضرت سیدنا حجت اللہؒ	۲۹ محرم ۱۱۵۴ھ
۵	حضرت سیدنا امام جعفر صادقؒ	۱۵ رجب ۱۴۸ھ	۲۶	حضرت سیدنا محمد زبیرؒ	۴ ذیقعد ۱۱۵۲ھ
۶	حضرت سیدنا بایزید بسطامیؒ	۱۴ شعبان ۲۶۱ھ	۲۷	حضرت سیدنا محمد اشرفؒ	۱۱ رجب ۱۱۸۰ھ
۷	حضرت سیدنا بوالحسن خرقانیؒ	۱۵ رمضان ۴۲۵ھ	۲۸	حضرت سیدنا جمال اللہؒ	۴ صفر ۱۲۰۹ھ
۸	حضرت سیدنا ابو علی فارمدیؒ	۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ	۲۹	حضرت سیدنا محمد عیسیٰؒ	۷ ذوالحجہ ۱۲۲۰ھ
۹	حضرت سیدنا یوسف ہمدانیؒ	۱۷ رجب ۵۳۵ھ	۳۰	حضرت سیدنا محمد فیض اللہؒ	۲۰ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ
۱۰	حضرت سیدنا عبدالخالق غجدوانیؒ	۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	۳۱	حضرت سیدنا نور محمدؒ	۱۳ شعبان ۱۲۸۶ھ
۱۱	حضرت سیدنا محمد عارفؒ	یکم شوال ۶۱۶ھ	۳۲	حضرت سیدنا فقیر محمدؒ	۲۹ محرم ۱۳۱۵ھ
۱۲	حضرت سیدنا محمود فغنویؒ	۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ	۳-	حضرت سیدنا حافظ فتح الدینؒ	۹ شعبان ۱۳۱۴ھ
۱۳	حضرت سیدنا علی رامیتنیؒ	۲۷ رمضان ۷۱۸ھ	۴-	حضرت سیدنا مولانا محمد حسینؒ	۱۰ شوال ۱۳۷۰ھ
۱۴	حضرت سیدنا بابا سماسیؒ	۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ	۳۵	حضرت سیدنا بشیر احمدؒ	۶ ذیقعد ۱۳۸۵ھ

Marfat.com

۱۵	حضرت سیدنا سید میر کلالؒ	۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ
۱۶	حضرت سیدنا بہاؤ الدین نقشبندؒ	۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ
۱۷	حضرت سیدنا یعقوب چرخیؒ	۵ صفر ۸۵۱ھ
۱۸	حضرت سیدنا عبید اللہ احرارؒ	۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ
۱۹	حضرت سیدنا محمد زاہدؒ	یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ
۲۰	حضرت سیدنا محمد درویشؒ	۱۹ محرم ۹۷۰ھ
۲۱	حضرت سیدنا محمد امکنگیؒ	۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ

Marfat.com

افادات

نعیم العطاء فی حدیث المجتبیٰ (شفاء شریف) از ابو الفضل قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء النبی ﷺ از پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

القول الوثیق فی مناقب الصدیق رضی اللہ عنہ از ڈاکٹر محمد طاہر القادری

اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

زبدۃ المقامات از خلیفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ علامہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرات القدس از خلیفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ علامہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

جواہر البحار فی فضائل النبی المختار ﷺ از علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

انوارِ چوراہی خواجہ محمد شفیع چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

مشائخ نقشبندیہ از علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

مقالات ابو البیان از حضرت ابو البیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تذکرہ از خلیفہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (آلو مہار شریف)

ملفوظات نقشبندیہ از محمد صادق قصوری

تاریخ اولیاء سیالکوٹ از رشید نیاز

تاریخ سیالکوٹ از رشید نیاز

تاریخ پسرور از ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین

Marfat.com

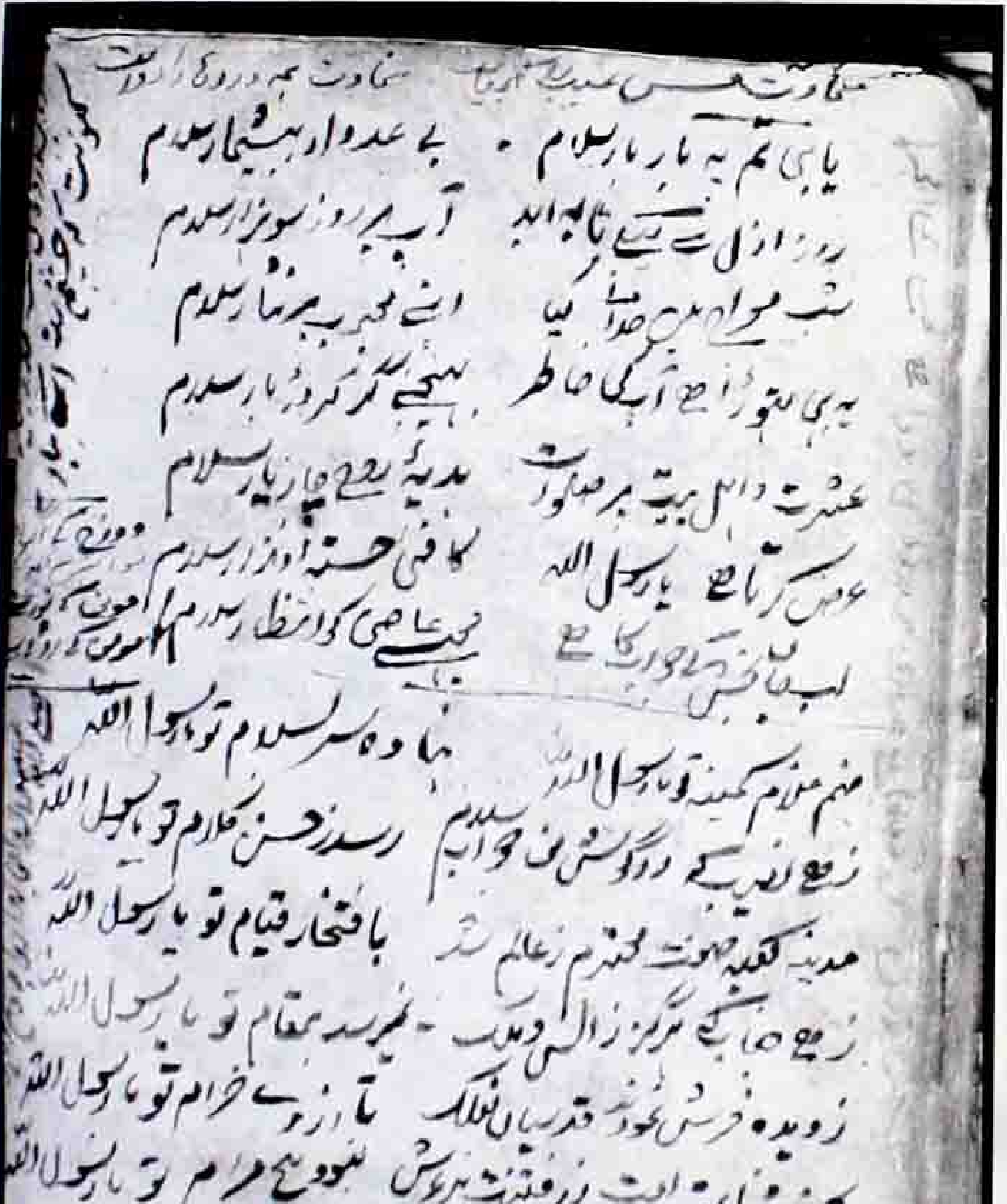

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری کی تحریر مبارک

Marfat.com

''حضرت پیر کبیر علی چوراہی فرماتے ہیں کہ قبلہ باباجی فقیر محمد چوراہیؒ اکثر فرمایا کرتے کہ میرے تمام فرزندوں میں سے حضرت مولانا محمد حسین پسروری جس روحانی مقام پر کھڑے ہیں وہ قطب الاقطاب سے کم نہیں اور ہر کسی کے نہ تو بس میں ہے اور نہ ہی قسمت میں۔''

''حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے کہ جس نے فرشتہ دیکھنا ہو وہ رنگپورہ چلا جائے اور اپنی آنکھوں سے فرشتہ دیکھ لے۔ کبھی کبھار آپؒ کسی خاص مہمان کو کہا کرتے کہ ''تم بیعت کے لیے مولانا محمد حسین پسروری کے پاس رنگپورہ چلے جاؤ۔ تم میرے نہیں انکے لیے ہو۔''

آپؒ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جو ہم تک کسی وجہ سے نہ پہنچ سکے وہ رنگپورہ میں مولانا محمد حسین پسروری سے مل لیا کرے اور سمجھا کرے کہ ہم سے ملا ہے۔

آپؒ نے اپنی زندگی میں اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ میری نماز جنازہ مولانا محمد حسین پسروری پڑھائیں۔ چنانچہ آپؒ کی نماز جنازہ کی امامت حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ نے کروائی۔''

مکتبہ

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ

رنگپورہ سیالکوٹ

Marfat.com